سنت سماگم یعنی صحبت فقرا کے نمبر ۱۴-۱۵-۱۶-۱۷-۱۸

سنت سنجوگ

جلد اول

مصنفہ

شوبرت لال

باہتمام سیٹھ کیسری داس سپرنٹنڈنٹ

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین چھپا

دیوان نبن دھاری لال پبلشر

قیمت ۱۲

مرتبہ اول سنہ ۱۹۲۱ء

التماس

۱- سنت سماگم کے دورِ جدید خواہ سلسلہ ثانی کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ تعلیم عمل کے ساتھ علمی فلسفہ کی بھی وضاحت کا اہتمام کرتا ہے - جس کا پتہ اِسی سنت سنجوگ کے مطالعہ سے ملے گا - اس میں اِس قسم کی نئی نئی معلومات کا اندراج ہوا ہے کہ جن کے علم کے ہونے سے ناظرین نہ صرف اپنی واقفیت میں اضافہ پائیں گے بلکہ جو بات ہوگی - وہ نشانہ کا تیر بنکر خاطر نشیں ہوجائے گی -

۲- سنت سنجوگ کے بعد کیا عجب کہ کبیر سنجوگ بھی نذر کیا جا سکے - اور اِسی سِلسِلہ میں ٹھاکر نندو سنگھ جی کی ساکھیوں کا مجموعہ بھی وقت پر شائع ہوکر پیشکش کیا جائے گا -

۳- چونکہ تصوّف یا فلسفہ کے شائق کم ہوتے ہیں - معاہذا ناظرین با تمکین سے درخواست ہے کہ اپنے اپنے دوستوں کے دائرے میں سنت سماگم کو داخل ہونے کا موقع دے کر کسی حد تک اس کی موجودہ محدود اشاعت کو وسعت بخشیں - اگر ہر خریدار دو دو - اور تین تین آدمیوں کو اس طرف مائل کردے تو یہ بات بہت آسانی سے ممکن ہے - اور ہم زیادہ تندہی اور دل دہی کے ساتھ اس کی بہتر کتابت اور انطباعت کا انتظام کرسکیں -

داعیۃ الخیر

دیوان بنس دھاری لال

منیجر سنت سماگم

لکھنؤ

مورخہ یکم نومبر سنہ ۱۹۲۱ء

سنت سماگم یعنی صحبت فقرا نمبر ۱۴-۱۵-۱۶-۱۷-۱۸

سنت سنجوگ جلد اول

پڑھو

طریق فقرا اور سنت مت کے اعلیٰ اصول اور زبردست سدھانت

پر مطول بحث کے سلسلہ میں وسیع نظری کے

دلپسند سبق

جن کے مطالعہ کر لینے سے تمام مذہبی اور فلسفانہ مسائل کی نہ صرف

وضاحت ہو جاتی ہے بلکہ توہمات اور غلط خیالات سے

نجات مل جاتی ہے

از شوبرت لال

مطبوعۂ نولکشور پریس لکھنؤ
[illegible]

قیمت ۹ر

باہتمام سیٹھ لیسری دی اس سپرنٹنڈنٹ

فہرست مضامین سنت سنجوگ

حضور معلّٰے مقدّس رائے شالگرام صاحب بہادر

رادھا سوامی

کی پاک یادگار میں تعظیم و ادب کے ساتھ

عقیدتمندانہ نذر

(۱) دین ہین چرنوں میں آیا۔ بھیٹ چڑھاؤ سوامی لیجے
کرپا درشٹی سے اپنے داتا۔ شرناگت دھن دیجے

(۲) میں تو بنسل کُٹل۔ کھل کامی۔ کرودھی۔ مہا ملینا
تم نے اَوگن دیکھ کے میرے۔ دیا پاتر موہی کینیا

(۳) دھنّیہ دھنیہ گورو پرم سنیہی۔ پرم دیال کرپالا
تم مٹا اگیان بھرم کا۔ ہردے بھیا اُجالا

(۴) پڑھ پڑھ کر بہُو عمر کھپائی۔ سار ہاتھ نہیں آیا
تمھرے ایک ہی شبد نے ستگورُو۔ سہج ہی کاج بنایا

(۵) ستگورُو بن بویک نہیں آوے۔ گورو بن جگت اندھیرا
رادھا سوامی پد کا لیا آسرا۔ مٹ گیا میرا تیرا

سنت مت یعنی رادھا سوامی پنتھ

کی

نہایت دلپسند و دلچسپ کتابیں جو ہر ملت و مذہب کے تصوف پسند طبیعتوں کے مطالعہ کے قابل ہیں:-

نمبر	نام کتاب	صراحت	قیمت	ملنے کا پتہ
١	کبیر جوگ	٢ - جلدوں میں - بہت ضخیم	٢ر	لالہ رام دتامل کتب فروش لوہاری دروازہ لاہور
٢	نانک جوگ	ایک جلد میں مکمل	١عہ/	لالہ [illegible] مالک [illegible] لوہاری دروازہ لاہور
٣	رادھا سوامی جوگ	ایک جلد میں مکمل ضخیم	٦ر	
۴	شبد یوگ انگریزی	معقول کتاب ہے	عہ/	چودہری شنکر سہائے بی اے مالک گولڈ سیری پریس جہلم
۵	کبیر صاحب کی ساکھی	جوتی کے دو حصے - ضخیم کتاب اس سے بہتر ساکھیوں کا مجموعہ کہیں نہیں ملے گا۔	١٠/	لالہ دیوان چند - مالک رادھا سوامی [illegible] سادھو آشرم [illegible] لاہور
٦	کبیر صاحب کی شبداولی	نام سے ظاہر ہے	٨/	
٧	یوگ سدھار	نہایت اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے	١عہ/	
٨	شبد سار	" حصہ اول	١عہ/	
٩	بچن سار	" حصہ دوم	١عہ/	

دیباچہ

تصوف کی کتابیں دُنیا کی ہر زبان میں موجود ہیں۔ جو مطالعہ کرنے والوں کے مذہبی اور فلسفی شک وشبہوں کو کسی حد تک دور کرتی ہیں لیکن مشکل یہ ہے کہ ان میں سے ایک بھی ایسی نہیں ہے جو مجلسی مذاہب کے تعصب سے پاک ہو۔ جس طرح لطیف مزاج طبیعتوں کی فطرت خود بخود تصوف کی جانب مائل رہتی ہے۔ اسی طرح دنیاوی مذاہب کے اثرات کا بھی خاصہ ہے کہ انسان جس دین یا دھرم میں پیدا ہوتا ہے اُس کے رسمی اور شرعی تخیلات دلوں میں بھرے رہتے ہیں اور عموماً لوگ ان غیر ضروری باتوں کا خواہ مخواہ تصوف جیسے پاک مضمون کا پیوند بنا دیتے ہیں۔ مسلمان صوفی تو خیر کسی حد تک قابل معافی بھی سمجھے جاتے ہیں کیونکہ اُن کے یہاں دینداروں نے اکثر ناکردہ گناہ صوفیوں کی خونریزیاں کی ہیں اور اب بھی وہ بیچارے صاف طور پر تصوف کے حقوق جتانے اور اُس کے وسعت دینے میں قاصر ہیں۔ رازنیاز کی پردہ داری نے اور بھی تصوف کا خون کیا ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ ہندوؤں میں بھی وہی کیفیت کسی حد تک نظر آتی ہے۔ اور فضول رسمی اور شرعی قید وبند کی وجہ سے وہ اس مضمون کو جوں کا توں نہیں سمجھتے ہندوؤں میں اس مذاق کے بیشمار پنتھ ہیں۔ ان کے بانی مبانی ہادیوں نے تو فلسفہ آزادی سے کام لیا لیکن مجلسی مذہب کے رسمی

زنجیروں سے اس قدر جکڑے ہوئے ہیں کہ دم مارنے کا حوصلہ نہیں کرتے اور آخر میں اپنے طریقوں کو ایک طرح کا مجلسی طریق ہی بنا لیا ہے۔ کبیر پنتھ - نانک پنتھ - دادو پنتھ وغیرہ سب کا یہی حال ہو رہا ہے اور گورو گوبند سنگھ جی کے خالصہ پنتھ نے بالخصوص ایسا کمال دکھایا کہ تصوف کی تعلیم کو عملی طور پر مجلسی ہی جامہ پہنا دیا - اب وہ اصلی شے نہیں رہا بلکہ خالصہ سماجک دھرم بنگیا ہے - اور مزے کی بات یہ ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کے نرملے سادھو تو یہاں تک بھولے کہ اب انھیں سوائے ویدانت کی کتابوں کے اور کہیں روشنی نہیں نظر آتی - یہی حالت اُداسی وغیرہ کی بھی ہے۔

ویدانت - اس میں شک نہیں - فلسفہ کا نہایت اعلیٰ اودبستان ہے اور آزادی کے منادی کرنے میں اُسنے سب سے زیادہ حصہ لیا ہے کاش اگر خاص اُپنشدوں کے آزادانہ کلام کا ماحصل سمجھ لیا جاتا۔ تو غلط فہمی نہ ہوتی - لیکن یہاں بھی سمپردائی تعصب نے اپنا گھر کر لیا - اور اصل معراج کو نہ سمجھ کر ان میں سے کوئی وششٹا دویت بنا کوئی ادویت ہوگیا - اور کسی نے دویتا دویت کا طریق اختیار کر لیا - اور سب کے سب مجلسی دام کی گرہوں میں بُری طرح سے جکڑے گئے - اُپنشدوں کی معراج بہت بلند ہے وہ دراصل وششش گیان کی چوٹی ہونے کی وجہ سے مجلسی خیالات اور مذہبی پابندیوں کی مخالفانہ صورت ہے جس کا خوبصورت نقشہ یوگ وششٹ کے قابل تعظیم مصنف نے نہایت ہی دلچسپ پیرایہ میں دکھایا ہے یہ اپنی وضع کی لاثانی کتاب ہے اور لطف یہ کہ وہ خیالات کے اظہار میں نہ کسی کی تقلید کا دم بھرتی ہے اور نہ کسی کے کلام سند پیش کرتی ہے -

یہ ویدوں تک کے مقولات کا حوالہ نہیں دیتی۔ یہ خوبی ہندو فلسفہ کے کھٹ درشنوں میں سے کسی میں نظر نہیں آتی سب نے اپنے آپ کو پھر بھی ویدوں کے ماتحت بنا رکھا ہے اور بغیر اُن کی سند کے ایک قدم بھی آگے رکھنے کی جرأت نہیں کرتے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ سب کے سب معراجِ تمنا سے دور رہ گئے۔ اور مختلف سمپردایوں کے عقاید کے گہرے غاروں میں منھ کے بل جا کر گرے۔

کتنے افسوس اور حیرت کی بات ہے کہ ویدانت مت کے سب سے زبردست عالی دماغ اور بلند خیال آچاریہ۔ سوامی شنکراچاریہ تک اس وہم سے آزاد نہیں ہوئے اور جینیوں اور بودھوں کے مقابلہ میں وہ وہ غیر منصفانہ حرکتیں کیں جنکو سُن کر جسم کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ اُنھوں نے انصاف سے کام نہیں لیا۔ اُن کی تعلیم خیالی طور پر تو وہی ہے جو بدھ بھگوان کی ہے لیکن صرف ونحو۔ اور منطق کے پیچدار دائروں میں پھنسا کر اُن کی زبان بندی اور ایسے بیجا سلوک کے مرتکب ہوئے جس کا ایسے عالی دماغ بزرگ کی شان سے کسی حالت میں اُمید نہیں کی جا سکتی تھی۔ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ وہ دُنیا میں بڑے پایہ کے بزرگ اور سب سے زیادہ قابل تعظیم فلاسفر گذرے ہیں۔ لیکن اُن کی عملی زندگی کا دامن تعصب اور بے انصافی کے دھبوں سے پاک صاف نظر نہیں آتا۔ تعصب روحانی مرض ہے اور گو انسان ہزار عقیل۔ فہیم اور ہوشیار ہو۔ لیکن ایک تعصب اُس کی تمام خوبیوں پر پانی پھیر دیتا ہے۔ مجلسی مذاہب یا سماجک دھرم کے پیرو کار گو ہمارے ساتھ متفق الرائے نہ ہوں اور نہ ہمکو اس کی ضرورت ہے لیکن تواریخی واقعات جو اب تک روایتوں کی صورت میں سینہ بہ سینہ چلے آتے

ہیں۔ یا جن کو شنکر سوامی کے خاص شاگردوں نے قلمبند کیے ہیں وہ خود ہمارے خیال کے زبردست تائیدی ثبوت ہو سکتے ہیں۔

اس قسم کے تعصبی سلوک اور غیر منصفانہ کارروائی کی تہ میں قومی مجلسی۔ اور مذہبی غرور کا شمول رہتا ہے۔ جسکا نظارہ اب بھی شاسترارتھ اور بحث مباحثہ کے سلسلہ میں وقتاً فوقتاً کہیں کہیں نظر آجاتا ہے۔ قوم مجلس اور مذہب تینوں ہی فرضی وجود ہیں اور سوامی شنکراچاریہ جی خود ان کو ایسا ہی مانتے ہیں لیکن مانتے ہوئے بھی وہ ان کے دام سے کہیں بھی کسی وقت میں آزاد نہیں نظر آتے ان سے تو **بُدھ بھگوان** کا طریق لاکھوں درجہ حیثیت میں بڑھا ہوا ہے۔ ہر روحانی طریق کا معراج روحانی ہے۔ اور جس کا معراج جس قدر بلند ہوگا اُسی قدر اس میں بلند خیالی اور بلند حوصلگی آجائے گی۔ بُدھ بھگوان نے بلند خیالی کا معراج نگاہ کے سامنے رکھکر اُسے عملی طریق میں منتقل کر دیا۔ کیونکہ خیال لطیف شئے ہے دل کے اندر لاکھ اُسکی معراج قایم ہو۔ لیکن جب تک وہ خیال جسمانی طور پر عملی جامہ نہیں پہن لیتا۔ تب تک وہ نہ تو چین لینے دیتا ہے اور نہ اُس کے اصلی امکان کے وجود کی تسلی بخش صورت نظر آتی ہے۔ مکان خیال ہے اور فرضی شے ہے۔ لیکن جب تک وہی مکان اینٹ اور پتھر میں اپنا ظہور نہیں کر لیتا تب تک اُس سے کام نہیں بنتا۔ بُدھ بھگوان نے اپنی خیالی تعلیم کے عملی صورت ذہن نشین کرانے کا اہتمام کیا ہے۔ تاکہ انسانی زندگی صرف خیالی ہی نہ رہے بلکہ عمل کے پیرایہ میں نظر بھی آجائے۔ انسان جو کہے وہ اسی زندگی میں کر کے بھی دکھا دے تب تو بات ہو۔ محض کسی خیال کی زبانی تقریر سے کام نہیں نکلتا اور یہی سبب ہے کہ علم نے عمل کے طبقہ میں آکر بُدھ اور بُدھ کے شاگردوں کو عجیب قسم کی زور دار شخصیتوں میں منتقل کر دیا [illegible] تمام عالم میں پھیل گئے [illegible] مصیبتیں اُٹھا کر سب

اپنی انسانی ہمدردی سے فتح کر لیا۔ اُن کے طریق کی ابتدا محبت سے ہوئی اور محبت ہی اُس کا وسط اور انتہا رہی سوامی شنکر اچاریہ کے مذہب کی ابتدا بے انصافی تعصب اور ہٹ دھرمی کے ساتھ ہوئی اور وہی عملاً اُسکا وسط اور انتہا رہی۔ مانا کہ دونوں ہی کے اصول ایک ہیں۔ لیکن ایکنے صرف علم ہی تک اپنے آپ کو محدود رکھا۔ دوسرے نے علم کے ساتھ عمل کو بھی متعلق رکھا اور علم و عمل دونوں ہی نے ایسا عجیب و غریب نظارہ دکھایا کہ دُنیا اب تک اُس کا لوہا مان رہی ہے۔

حقیقت

جو علم ہے وہی عمل ہے۔ جو برہم ہے وہی مایا ہے۔ جو حقیقت ہے وہی غیر بھی ہے۔ صرف ایک شے کے دو متضاد خیال ہیں سے ایک کو لے کر کام کیا جاتا ہی اور جب دل کے وسیع ہو جانے سے اصلیت سمجھ میں آجاتی ہے۔ تو پھر بھرم کا پردہ خود بخود اُٹھ جاتا ہے۔ اور کہنے سُننے کی مطلق ضرورت باقی نہیں رہتی۔ آستک اور ناستک کے درمیان صرف بات کا بتنگڑا ہے۔ ورنہ اوپر چل کر دونوں ہی یکساں ہو جاتے ہیں۔ ویدانت جگت کو متھیا بتاتا ہے اور وہ متھیا ہی فرضی ہے وہی ہے۔ لیکن ایسی کون سی شے اس جگت کے سوا ہے جو متھیا۔ وہمی اور فرضی نہیں ہے۔ گفتگو ہمیشہ نسبتی نقطہ نگاہ کو سامنے رکھ کر کی جاتی ہے اور اسی کی مشاق کا نام ابھیاس اور عمل و شغل ہے۔ بدھ دیو کے شاگردوں نے علم و عمل دونوں ہی پہلو سے کام لیا۔ اور شنکر اچاریہ جی کے یہاں صرف زبانی جمع خرچ کا حساب رکھا گیا۔ پہلے میں اب تک بے تعصبی ہے دوسرے میں پکشپات اور ہٹ دھرمی ہے جس کا ثبوت مدراسی ویدانتیوں کی زندگی میں نظر آتا ہے۔ جو اب تک موجود ہے اور چونکہ بدھ طریق کی مخالفت اور مزاحمت بڑے زور کے ساتھ کی گئی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ معصوم بودھوں نے تنگ آکر بلا کسی کو تکلیف دئیے ہوئے خود جلا وطنی اختیار کی اور دنیا کے دوسرے ملکوں میں چلے گئے۔ اور وہ اسپنے

طریق کو خوب خوب پاؤں پھیلانے کا موقع دیا۔ لیکن خیال کی موت نہیں ہوتی شنٹ گوپ سوامی نے سری سمپردا کی بنیاد ڈالی اور بودھ بھگوان کے تمام علمی اور عملی اُصول نئی از سرنو تجدید کی۔ اور جس طرح شنکر اچاریہ جی نے ویدوں کا سہارا لیا۔ بالکل اُسی طرح پر انھوں نے بھی یہ شکل مختلف اُن کی تقلید کی۔ اور مت متانتروں کے جھگڑے۔ ورن آشرم کے بکھیڑے اور بہت سی فضول باتوں کو جنہیں روحانیت سے کوئی نسبت نہیں ہے دُور کردئے۔ اور عالمگیر انسانی اخوت کے نام پر روحانیت کی تلقین جاری کی۔ اس نئی مشق نے اسقدر زور پکڑا کہ نہ صرف عوام ادھر کثرت کے ساتھ رجوع ہوے۔ بلکہ اُن کو بودھوں کے تمام قدیم مندروں پر سوار بدھ گیا وغیرہ کے قبضہ حاصل ہو گیا اور وہ سب اب وشنو مندر کہلاتے ہیں۔ شنٹ گوپ جی کے کئی پشت بعد سوامی راما نج اچاریہ جی کا ظہور ہوا۔ اب تک شری سمپردا میں ذات پانت کی تمیز نہیں تھی۔ راما نج آچاریہ جی کے پرگٹ ہوتے ہی پھر وہی پورانی باتوں کا شمول کردیا گیا اور شری سمپردا خاصہ براہمنی مذہب بنگیا۔ جسے اصل میں روحانیت سے بہت ہی کم تعلق ہے۔ لیکن یہاں ایک بات پھر بھی اس مت کے آچاریوں نے قائم رکھی۔ مثلاً جگناتھ پوری بودھوں کا قدیم استھان تھا۔ اور یہ مندر بھی اُنھیں کا ہے۔ چونکہ بودھ لوگ قومیت کی ناقص تمیز کے برخلاف تھے اور ایک دوسرے کے ساتھ کھاتے پیتے تھے۔ پُوری میں اسکا لحاظ برابر مدنظر رکھا گیا۔ اور وہاں اب تک کھانے پینے کے معاملات مین کسی کے ساتھ پرہیز نہیں کیا جاتا۔ یہی کیفیت ایک آدھ جگہ اور بھی موجود ہے۔ جسے بدھ مذہب کے عالمگیر طریق کی نشانی یادگار سمجھنا چاہئے۔

بودھ دھرم نے تو اپنی معصومیت کی وجہ سے خود اس ملک سے جلاوطنی اختیار کی اور بدھ بھکشوں نے جو مظالم سے تنگ آکر پہاڑوں پر جاکر پناہ لی۔

لیکن اُس کے جانشین وشنومت نے جو بُدھ دھرم کی عکسی صورت کہا جا سکتا ہے اس کے ساتھ ہاتھا پائی شروع کی۔ اور مدراس میں ابھی تک کم و بیش ادویت وادیوں اور وششٹادویت وادیوں میں ناحق کی لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں۔ شری شنکر سوامی جی کا ادویت پکش ہے اور شری رامانج سوامی کا وششٹادویت پکش ہے۔ کہنے کے لیئے تو دونو ہی ویدانت کے طریق ہیں لیکن ایک ہندوؤں کے قدیم طریق کا ہر پہلو حامی ہے۔ دوسرے نے قدیم زمانہ کی خوبیوں کو بھی لیا اور اُس میں بودھوں کے اہنسا مارگ کی خصوصیت کو اپنے میں شامل کر لیا جس کا ویدوں کے زمانہ میں نام و نشان تک نہیں تھا۔ قدیم رشی صرف دلآزاری سے بچنے ہی کو اہنسا کہتے تھے۔ بودھ جینی اور ویشنوؤں کے درمیان جانوروں کے گوشت نہ کھانے کو بھی اہنسا سمجھتے ہیں یہ ان دونو کے درمیان بدیہی فرق ہے۔ یہ سچ ہے کہ بہت سے ویدانتی ترک حیوانات کرتے ہیں لیکن اُن کے یہاں اس کی ضرورت اسقدر نہیں محسوس کرائی گئی۔ ویشنوؤں کے یہاں یہ زیادہ درجہ تک خصوصیت سمجھا جاتا ہے

ویدانت کا سلسلہ کب سے قائم ہوا ہے یہ مضمون نہ ہماری تحریر کا نفس مطلب ہے اور نہ ہم اس پر بحث کرنا چاہتے ہیں۔ گو یہ تواریخی پہلو سے نہایت دلچسپ مسئلہ ہو جاتا ہے۔ تاہم چونکہ اس زمانہ میں ویدانت کا تعلیمی اثر زور و شور کے ساتھ محیط ہو رہا ہے اور سنت مت بھی اُس کے لوہا ماننے اور اُس کے خیال عاریت لینے کے لیے مجبور ہو رہا ہے۔ ہم تھوڑا بہت اس کی قدامت کے متعلق بھی کہنے کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ ویدانت دنیا کا بہت قدیم طریق نہیں ہے۔ اس کی ابتدا بھی اسی کلجگ کے پہلے دور میں ہوئی ہے اور اس کے اچاریہ ویاس رشی تھے۔ جو مہا پربھو کرشن اور دھرم راج یدھشٹر کے ہمعصر تھے۔ ویدانت کا لفظ بھی شاید ان سے پہلے کسی نے نہیں گڑھا تھا۔ ویدانت کہتے ہیں۔ وید کے انت اور

دیباچہ

خاتمہ کو۔ جہان علم کا خاتمہ ہو جاتا ہے وہ ویدانت ہے۔ یعنی اب اس کے پرے اور کوئی شے جاننے اور سمجھنے کے لیے باقی نہین رہ جاتی۔ اور جہانتک خیال جاتا ہی کھٹ درشنون مین سے بھی یہ سب سے پچھلا اور آخری طریق ہے۔ یہ سچ ہے کہ ویدانت کا بنیادی سامان اُپنشدون کے مستانہ نغمات اور پُرجوش راگ مین پہلے سے موجود تھا۔ لیکن اُن مین کوئی خیال باقاعدگی اور ترتیب کے ساتھ نہین ہے۔ وہ صوفیون رندون اور مستون کی صداؤن اور مقولون سے زیادہ مشابہ کہے جا سکتے ہین۔ اُپنشد سب کے سب وحدت پسند ہین۔ جو ویدانت کی معراج ہے۔ اور اسی وجہ سے ویدانت اپنے آپ کو ادویت واد بھی کہتا ہے۔

ویاس رشی نے اس مضمون کے متعلق برہم سوتر نامی کتاب ترتیب دی۔ جو اس مت کا خاص سُستہ گرنتھ ہے۔ ان کے بعد یا ان ہی کے زمانہ مین کوئی بزرگ شنکراچاریہ نامی پیدا ہوے۔ جنھون نے اسے اور بھی فروغ دیا۔ پارسیون کی کتاب ژند مین ویاس اور شنکراچاریہ دونون ہی کا نام آتا ہے اور دونو کی نسبت کہا جاتا ہے کہ زرتشت نبی سے ملنے گئے تھے۔ اگر اس روایت مین کچھ سچائی ہے تو یہ سب کے سب ہمعصر رہے ہونگے۔ بعد ازان کئی صدیون کے بعد گوڈ پد آچاریہ کے سلسلہ مین ایک اور شنکراچاریہ جی پیدا ہوے۔ جو ویدانت کے سب سے بڑے زبردست حامی اور رشید معلم گذرے ہین۔ انھین کا بودھون اور جینیون کے ساتھ مقابلہ ہوا ہے جسمین وہ غریب بُری طرح سے پریشان اور آوارہ کیے گئے۔ یہ ویدانت کے سب بڑے اچاریہ کہے جا سکتے ہین اور اس دل و دماغ کے آدمی بھی دُنیا مین کمتر پیدا ہوئے ہونگے۔ ہان انھون نے کمارل بھٹ کی طرح بودھ اور جینیون کے ساتھ سخت ظالمانہ بے انصافیان کی ہین جسکا افسوس کیا جاتا ہے۔ ورنہ کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جو ان کی جدت

اور عقل رسا کا مدّاح نہ ہو گا۔

بُدھ بھگوان کا ظہور کلجگ کے دوڈھائی ہزار برس گذرنے پر ہوا ہے اور ہم پہلے کہہ آئے ہین کہ شنکراچاریہ نے تعلیم تو وہی دی جو بُدھ دیو کی تھی۔لیکن اُن کے کسی کسی مسئلہ کو صرف ونحو اور منطق کے دائرہ مین جکڑ دیگر بودھون کو لاجواب کردیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بُدھ دھرم موجودہ ویدانت سے جس کے موجد شنکراچاریہ جی ہوئے ہین بہت قدیم ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ خود ویاس جی کے ویدانت سوتر مین بُدھ دھرم کی مخالفت کے خیالات پائے جاتے ہین۔کیا اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ بُدھ دھرم کے خیالات ویاس جی کی زندگی سے بھی بہت پورانے معلوم ہوتے ہین۔ اور یہ خیال صحیح بھی ہے۔

بات یہ ہے کہ شروع شروع مین جس وقت رشیوں کے طریق نے زور پکڑا۔قربانیان بہ کثرت ہونے لگین ہر جگہ یگیہ شالاؤن کی ویدیون سے خون کی دھار بہنے لگی یہی دھرم کرم بنگیا۔اس وقت ایسے آدمی بھی تھے جنھین یہ حالت پسند نہین تھی۔کسی کسی نے مخالفت کی ہوگی لیکن ماننے والا کون تھا۔تب مہاراجہ رشبھ دیوجی نے فقیرانہ وضع اختیار کرکے قربانیون کی رسم ترک کرنے کی ہدایت کی اور قربانی کو ہنسا اور پاپ قرار دیا۔ یہ جینیون کے سب سے پہلے آچاریہ اور رشیون کے یگیہ بلدان کے پہلے مخالف ہوئے ہین۔ کرم کانڈ کا سلسلہ زیادہ زور پکڑ جاتا ہے یہ سب جانتے ہین۔ اور خود غرض مذہبی ہادی اُسی کو سب کچھ مانتے اور منوانے لگتے ہین۔ اب بھی ہر جگہ ایسی حالت نظر آتی ہے۔پس جسوقت پنڈتون کی کوشش قربانیون کی تائید مین دیکھی گئی کئی رشیون نے اُپنشدون مین کرم کانڈ کی مخالفت شروع کی اور کرم کو اگیان اور اندھکار ٹھہرایا۔ یہان سے ہندوؤن کے گیان کانڈ کا آغاز ہوتا ہے۔ لیکن یہ کام کب شروع ہوا تھا۔ نہ ہم اسپر کافی روشنی ڈال سکتے

ہین اور نہ بتا سکتے ہین - ہان اتنا کہہ سکتے ہین کہ یہ بہت پورانی بات ہے۔
پس اگر بودھوں کے اصول ویدانت سے بہت قدیم ہون تو تعجب ہی کیا ہے۔
بودھ اور جینی دونوں ہی اپنے آخری آچاریہ کو اُس سلسلہ کا چوبیسواں قرار دیتے ہین۔ اور اسمین ذرا بھی شک نہین ہے کہ بُدھ دھرم سوا ویدون کے باقی تمام دُنیا کے مذاہب سے قدیم تر آئین ہے۔

ہنسا اور اہنسا کرنے والوں کی باہمی کشمکش خیالات کی نئی نئی سوجھ سمجھانے کی مددگار رہوئی اور اُس کے سلسلہ مین بے شمار فلسفے پیدا ہوے۔ اور وقتاً فوقتاً یہ سب اپنی طاقت کے موافق عروج وزوال کے مدارج سے گذرتے رہے۔ یہ کوئی نہین کہہ سکتا کہ ان مین سے سب کے سب مُفید اور ضروری تھے یا غیر مفید وغیر ضروری بھی تھے۔ خیال - فلسفہ - مذہب - بھی انسانی زندگی کی طرح کئی مرحلوں سے گذرتے رہتے ہین - ان کے بھی جنم مرن ہوتے ہین اور انھیں بھی وقتاً فوقتاً نئے نئے قالب اختیار کرنے پڑتے میں۔ یہ کبھی شخص بھول کر بھی نہ سوچے کہ یہ تبدیلی کے قانون کے حدِ نسبت سے باہر ہین - اس ہمارے ملک مین جس طرح اور بہت سی حملہ آور قومیں آئیں - اور گئیں اور پھر ابھرین اسی طرح کتنے کتنے نئے فلسفے اور مذاہب یکے بعد دیگرے پیدا ہو ہو کر معدوم ہوتے رہے۔ اور پھر جب موقع ملا تو یہی معدومیت کے پردے کو چاک کرتے ہوے پھر نئے رنگ روپ میں نمودار ہو گئے۔ معدومیت موت نہیں ہے اور نہ موت ہی وہ شے ہے جسے ہم خاص معنی مین سمجھ رہے ہین - موت کا خیال ہی غلط ہے - تاہم مجبوراً بہتر لفظ کے نہ ملنے سے اُسی کو استعمال کرتے رہتے ہین۔

جہان اور قسم کے فلسفے یا مذہب جلد روپوش ہو جاتے مین - وہان دو قسم کے طریق بالعموم ہمیشہ موجود رہتے ہین - ایک تو کرم کانڈ یا قانون شریعت

جس کا تعلق انسانی گروہ کے نہایت اسفل طبقہ سے ہے اور دوسرا گیان - یا معرفت جسکا تعلق انسانی گروہ کے نہایت اشرف طبقہ سے ہے۔

کرم مین مادّی حیثیت کی نظر سے مضبوطی ہے - اسلیے برہمنوں نے بالخصوص اُسے اپنی معاش کا ذریعہ قرار دیا - اور کسی نہ کسی شکل مین برابر مجلسی حالت کے رہنما بنے ہوئے ہین - گیان مین مادّی حیثیت کی نظر سے مضبوطی نہین ہے اسلیے کشتریون نے بالخصوص اُسے اپنے معاد کا ذریعہ قرار دیا - اور بیشمار ذی روحون کو روحانی فیض پہونچا کر کرم کے قید سے نجات بخشی - یہ اب بھی ہونے کو موجود تو ہے لیکن کرم کا نڈھی طرح ہر جگہ اسکی اہمیت خاطر نشین نہین ہوتی - اصلی طاقت تو گیان ہی مین ہے اور گیان ہی کے سہارے سب کچھ ہو رہا ہے - لیکن عوام طبقہ مین کرم کی اہمیت غالب نظر آتی ہے - کثیف شے جمی رہتی ہے - اور نظر آتی ہے - لطیف شے اُڑا کرتی ہے - اور نظر سے اوجھل ہو جاتی ہے - یہ سب جانتے ہین - کرم اور گیان کی یہ نسبتی مشابہت کسی حد تک سمجھ مین آجائے گی -

کرم اور گیان اس نظر سے اپنی اپنی جگہ پر انتہائی حیثیت رکھتے ہین ایک تو پروِرتی یعنی دنیاوی ترقی کا طریقہ ہے - اور دوسرا نِورتی یعنی خاتمہ کا طریقہ ہے پرورتی لفظ کے معنی سنسکرت لغت مین "مصروفیت" "پیشہ" "سرگرمی" "دھیان" "مشاقی" "چال چلن" "عادت - تعلق" "لگاتار سلسلہ" "دھار" "بڑھنے والے" ہین - یہ سنسکرت لفظ "پر" (پہلے) اور "ورت" (رہنے) سے نکلا ہے اور نِر ورتی یا نِورتی لفظ کے معنی سنسکرت لغت مین بیکاری، خاتمہ، عدم مصروفیت، ..، انجام، شانتی، رسائی، وغیرہ ہین یہ سنسکرت مادہ "نِر" (نہیں) اور "ورت" (ہونے یا رہنے) سے نکلا ہے - ان دونو لفظوں کی لغوی صراحت سے اُن کی باطنی مراد سمجھ میں آسکتی ہے

کرم میں پرورتی ہے اسلیے وہ عوام کی توجہ کا زیادہ مستحق ہے کیونکہ انھیں ابھی قانون قدرت کے بالیدگی و نمو وغیرہ کے مدارج سے بہ تدریج گذرنا ہے۔ اور گیان ہر شے کا خاتمہ ہے کیونکہ جب طبیعت اُکتا جاتی ہے تو پھر کچھ کرنے دھرنے کو جی نہیں چاہتا۔ اور چونکہ ظاہرا اس میں تنزلی کا خوف ہے۔ عوام ادھر توجہ نہیں کرتے اور نہ انھیں توجہ دلانے کی ضرورت ہی ہے ادھر تو وہی رجوع ہونگے۔ جنھوں نے کسی حد تک اپنی عقلی تکمیل کر لی ہے اور دُنیا ان کے کشش کا باعث کمتر ہوتی ہو ایسے آدمی گیان کے ادھکاری اور مستحق کہلاتے ہیں دوسرے لوگ تو اسکی مُراد یک... نہ سمجھ سکیں گے۔ اُسے اختیار کرنا یا اُس سے فائدہ اُٹھانا تو درکنار رہا۔

گیان میں کچھ کرنا دھرنا نہیں ہے جس میں کرنا دھرنا نہ ہو وہ معمولی ذہانت والوں کی سمجھ میں بھی نہیں آتا۔ یہ تو گیان کو جاننا بوجھنا۔ علم رکھنا۔ واقف ہونا مان رہے ہیں۔ عام آدمی تو گیان کا ترجمہ ہی "علم" کرے گا۔ حالانکہ علم یا "جاننا" خود کرم اور فعل ہے۔ یہاں اگر آدمی کو سوچنے وچارنے کی مجبوری ہوتی ہو یہ کیا ہے!۔ سنسکرت کی کوئی لغت بھی اسکی تشریح نہیں کرتا اور وہ بھی اس کا ترجمہ جاننا ہی بتاتا ہے۔ اصلیت یہ ہے کرم اور گیان دو طرح کی زندگیاں ہیں اُن کی زندگی۔ یا حالت ہونے میں تو کوئی شک نہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ کرم میں جسمانی جذبات مُنہ زور ہوتے ہیں۔ آدمی باغرض ہو کر فعل کرتا ہے اور اور اُس کے نتیجہ کا خواہشمند رہتا ہے۔ گیان میں ان باتوں میں سے کوئی بھی نہیں ہے نہ اُس میں جذبات ہیں۔ نہ غرض ہے۔ نہ پھل یا نتیجہ ہی۔ وہ ہو اُس کے ہونے میں ذرا بھی شک نہیں ہے۔ لیکن سفلی مزاج کرم کرنے والے اُسے سمجھ نہیں سکتے۔ جن پر یہ حالت گذری ہے یا گذرتی ہے صرف اُنھیں کو اُس کا انبھو ہے۔ بات بالکل سہل ہے۔ کیونکہ قدرتی ہے۔ گیان ہم میں ہے ہم گیان ہیں اور گیان سے ایک لمحہ بھی ہماری جدائی نہیں ہوتی کیونکہ

جب ہم خود ہی گیان ٹھہرے اور گیان ہماری ذات ہوا تو پھر ہم گیان سے علیحدہ ایک لمحہ کے لیئے بھی نہیں رہ سکتے۔ اس سہل سی بات کا ذہن مین آنا سخت مشکل کام ہوگیا ہے۔ انسان سب کچھ پڑھے گا۔ لکھے گا۔ جائے گا۔ پوچھیگا۔ لیکن اس نکتہ کی جانب اُسکی طبیعت مائل نہ ہوگی۔ اور اگر کسی نے ویدانت کی دو چار کتابین پڑھ کر محض تقلیدی مستی مین اُسکا اعادہ کرتے رہتے ہین تو وہ بھی محض زبانی جمع خرچ کرنے والے واچک گیانی ہی ہوتے ہین۔ اُن مین بھی اُسکا انجھو نہین ہے اور مزہ یہ ہے کہ یہ بھی نہین کہا جاتا کہ اُنھین انجھو بھی نہیں ہے یہ مضمون گونگے کا معاملہ ہے۔ کوئی کہے بھی تو کیا کہے بل۔

سب گیان ہیں۔ گیان میں ہیں۔ گیان کی تلاش میں ہیں۔ اور کرم بھی گیان ہی کے لیے ہے۔ لیکن گیان کی سمجھ کسی کو بھی نہیں ہے۔ کرم بھی گیان ہی ہے۔ لیکن یہ وہ گیان ہے جو گیان کی آنکھوں پر پٹی دیدیتا ہے۔ ہاں اسقدر سمجھ لو کہ طرز عمل کی دنیا میں ایک طرف کرم ہے دوسری طرف گیان ہے۔ کرم ابتدا ہے گیان انتہا ہے کرم گیان کے تلاش کا پہلا زینہ ہے۔ اس کرم کے فلسفہ کا نام ہندوؤں میں میمانسا ہے۔ میمانسا سنسکرت لفظ 'مان' (گیان) کی تلاش کرنے سے نکلا ہے۔ اُس کا نام پُورب میمانسا یعنی گیان کے تلاش کا پہلا مرحلہ ہے اور گیان کے فلسفہ کا نام ہندوؤں میں اُتر میمانسا یعنی یہ گیان کی تلاش کا پچھلا مرحلہ ہے۔ کرم کے فلسفہ کی ابتدا جیمنی رشی سے ہوئی ہے اور گیان کے فلسفہ کی انتہا ویاس رشی سے ہوئی ہے۔ جیمنی کا فلسفہ کرم سُوتر۔ اور ویاس کا فلسفہ برہمہ سُوتر یا ویدانت سُوتر کہلاتا ہے اور کیا اچھا ہوتا اگر اُسکا نام گیان سوتر بھی رکھا گیا ہوتا۔

اس تحریر کی ماحصل پر اگر غور کیا جائے تو یہ بآسانی سمجھ مین آجائے گا کہ جسے ویدانت کہا جاتا ہے وہ بھی گیان کے پچھلی تلاش کا مرحلہ ہے

وہ خود گیان نہیں ہے۔

جسوقت رشیوں کو کرم کانڈ کے ناخوشگوار اُلجھنوں سے نفرت پیدا ہوئی اُنھوں نے اُپنشدوں میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ممکن ہے کہ اُسوقت آرنیہ (جنگل) کے رہنے والے عابدوں کے درمیان ان خیالات کی روح کے جذب کرنے والے ادھکاری بہ کثرت رہے ہوں لیکن مابعد کے تجربہ نے ثابت کر دکھایا کہ کرم اور گیان کے درمیان کئی مرحلے ہیں۔ اور جبتک ادھکاری ان میں سے نہ گذرینگے تب تک گیان کا ابھو سخت کٹھن ہوگا۔ اور اس لیے اور بھی کئی درشنوں کی ابتدا ہوئی۔ اور وہ بھی بہتیرے آدمیوں کی تشفی و تسلی کے باعث ہوئے لیکن یہ دُنیا عجیب و غریب ہے۔ یہاں طبیعتوں کے درمیان اس قدر تنوعیتیں ہیں کہ ہم نہ تو انھیں تفصیلی تذات کی درجہ بندی میں لا سکتے ہیں اور نہ ان کی فہرست ہی مرتب کر سکتے ہیں۔ مختلف درشنوں کے ماننے والے اپنے اپنے درشن ہی کو مکمل اور انتم سمجھنے لگے۔ اور آگے بڑھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ اور فلسفہ کے اس ترتیب مین بھی وہی کشمکش پیدا ہوئی جو خیالات یا عقاید کی اور شاخوں کے درمیان نظر آتی ہے۔ اس حالت کا دُنیا سے ہمیشہ کے لیے ختم کرنا غیر ممکن ہے۔ تاہم یہ کبھی نہیں ہوا کہ اعلیٰ گیان کے ادھکاریوں کی دُنیا سے کبھی معدومیت ہوئی ہو۔ لوگ مختلف طبیعتین اور مختلف خیالات لے کر آئے اور اُن کے سلسلہ میں گیان کی دولت سے بہرہ ور ہوتے گئے۔

اُپنشدوں نے اشارہ کیا۔ بُدھ نے اُسے عملی جامہ پہنایا۔ شنکراچاریہ نے وچار کی اہمیت ذہن نشین کرائی۔ حالانکہ یہ بالکل صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اُن کے طریق میں بھی چوسادھن (چار قسم کے شغل) کی اہمیت ذہن نشین کرائی گئی ہے۔ گو لوگ زیادہ تر وچار اور یا بواد میں ہی پڑے رہتے ہیں اور کمتر ایسے آدمی نکلتے ہیں

جو ویدانت کے ماحصل کو اپنی زندگانی کا جز بنا سکتے ہیں۔

تصوف کے فلسفہ کی ان تین صورتوں کا دیدار یکے بعد دیگرے اس ملک میں ہوا لیکن وہ عامۂ خلائق کی نظر سے تشفی بخش ثابت نہیں ہوا۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ اس کے فیض سے سب ہی محروم رہ گئے۔ نہیں۔ بلکہ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ کمتر آدمیوں کو اُس سے نفع پہونچا۔ اُپنشدوں کے مستانہ نغموں پر ہم کو کچھ کہنے سننے کی ضرورت ہی نہیں ہے وہ تو خاص دل و دماغ والوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ بُدھ دیو نے بیشک اُسے عوام کی میراث عملی طور پر بنا دی تھی۔ اور وہ دلوں کے اندر جڑ پکڑ کر زندگیوں کو خاص قسم کے سانچے میں ڈال رہا تھا لیکن چونکہ اُس کی توجہ مُروجہ ہندو طریق پر نہیں تھی۔ شنکر اچاریہ سوامی نے اُسے اپنی زبردست تدبیر سے اُلٹ دیا اور گو از سرِ نو ہندو دھرم کی تجدید تو ہوگئی۔ لیکن شنکر سوامی نے جس وہم کو دلوں سے دور کرنا چاہا تھا۔ وہ کثرت سے لوگوں کے دل و دماغ میں سما بھی گیا۔ اور گو دیداچک گیانیوں کی زیادہ تعداد بھی تسلیم کر لی جائے۔ لیکن آخر تک اُنکی کثیر تعداد زبانی ہی جمعخرچ میں پڑی رہتی ہے۔ اور مایاواد۔ بھرم واد۔ پرنام واد۔ متھیا واد۔ بورت واد۔ وغیرہ اُسکی بےشمار شاخیں اُسکا ثبوت ہیں۔ اور آخر میں ان سب کو مجبور ہو کر اخروچنی کھیاتی یعنی لاقابل بیان اصول موضوعہ کی پناہ لینی پڑتی ہے۔ اور جسقدر بحث مباحثہ۔ دلیل اور حجت کا زور ہوتا ہے یہاں آکر ختم ہو جاتا ہے۔ ویدانتی کہتے ہیں کہ یہ جگت متھیا ہے اول تو متھیا کہنا ہی خود متھیا ہے کیونکہ متھیا نفی کا کلمہ ہے۔ نفی کو اثبات کی شکل میں لانا سخت غلطی اور مبالغہ ہے دوسرے جب سدھانت اور اصول ہی یہ ٹھہرا کہ ایک کے سوا دوسرے کی ہستی نہیں ہے تو پھر کوئی دوسرا ہے کون جو اُس کو صحیح ثابت کر دکھانا چاہتا ہے اور اسکا امکان کیسے ہے۔ توحید کی دلیل خود ردِّ توحید ہے۔ توحید کا ثابت

کرنا اتینت گہرے خندق مین گرنا ہے - اور ادویت وادپر زبان کھولنا عملی طور پر دویت وادی بنتا ہے - بات صاف ہے - جہاں دو ہوتے ہیں وہاں ایک دوسرے کی سنتا ایک دوسرے کو کہتا - ایک دوسرے کو چکھتا - کھاتا - پیتا اور برتتا ہے - اور جہاں دو نہیں ہیں وہاں ان کا کہنا سننا - جانتا - سمجھنا ممکن کیسے ہے؟ اور اگر اس پر اور دلیل پیش کی جائے تو وہ اور بھی ادویت اور توحید کو جھٹلاتی اور اُس کا بطلان کرتی ہے - یہ اصولی بات ہے اور مسلمہ اور مصدقہ دلیل ہے - ادویت کی حمایت کا ادویت وادی کو حق ہی کیا ہے! اور اگر یہ جگت متھیا - ان ہوا - عدم معدوم ہی ہے تو پھر نفی - عدم - وہم اور نیستی کے جھگڑے میں پڑنا اگر لاحاصل نہیں ہے تو کیا ہے! یہ جگت صاف نظر آرہا ہے - ہم اس کو برت رہے ہیں - اس کا بطلان باتوں سے تو ہونا نہیں - اور جب لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ کیوں بھاستا ہے؟ تو کہا جاتا ہے کہ یہ مایا کے بھرم کی وجہ سے ہے - بہت اچھا! پھر مایا کیا ہے! اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ یہ بانجھ کے لڑکے - آکاس کے پھول اور سراب سے مشابہ ہے - یہ سب متھیا ہی متھیا ہیں پھر متھیا کے ثابت کرنے میں متھیا شے کی مشابہت کیوں دی جاتی ہے - تیسرا سوال جو اور کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ جگت بھاستا کس کو ہے! اُس کا جواب ویدانتی نہیں دے سکتے - اور اگر وہ کہیں کہ برہمہ کو بھاستا ہے تو برہمہ کے علاوہ اور کوئی ہستی خود ان کی دلیل سے ثابت ہوئی جاتی ہے اور گتھی پیچ در پیچ اُلجھتی ہی جاتی ہے - سلجھنے میں نہیں آتی - اور جب کوئی جواب نہیں ملتا تو پھر اُسی انروچنی کھیالی - یعنی لاقابل بیان اصول موضوعہ کا سہارا لے کر گفتگو کے سلسلہ کو ختم کرنا پڑتا ہے - ختم تو وہ ہونے پر آتا نہیں اور کبھی نہ آویگا - ہاں ٹال مٹول کرنا پڑتا ہے اور ٹال مٹول اور بہانہ بازی کو ایک بچہ بھی سمجھ لیتا ہے - یہ ویدانت کی بدیہی اور صریحی حیثیت ہو گئی ہے - ہم ویدانت کی مذمت نہیں کرتے اور نہ اُسکی تردید ہمارا انفس مضمون ہے - اور نہ اُس سے ہم کو کسی قسم کا پرخاش یا لڑائی

جھگڑا ہے ۔ تعصب یا ہٹ دھرمی ہمارا اصول بھی نہین ہے ۔ جہانتک ہم نے غور کیا ہے اپنشدوں کے ویدانت یعنی آخری علم کا حصول عقل کے تابع نہین ہے اس کے لئے اور کسی بات کی بھی ضرورت ہی اور وہ انبھو گیان ہے جو انسان مین موجود ہے ۔ وہم کا پردہ پڑا ہوا ہے اور وہ وہم اس طرح کے عقلی اُدھیڑ بُن سے دور نہیں ہوتا جسطرح ہم کو ہر شے کا علم سادھن سے حاصل ہوتا ہے ویسے ہی سادھن کرنے سے جب وہم مِٹ جاتا ہے ۔ حقیقت کی سمجھ خود بخود آجاتی ہے ۔ ست پُرش رادھا سوامی نے ایک جگہ فرمایا ہے ۔ ؎

یہ کرنی کا بھید ہے ناہین بدّھی وچار
کتھنی چھوڑ کرنی کرو تب پاؤ کچھ سار

اگر ابتدائی مرحلہ مین سادھن کی تعلیم ضروری قرار دی جائے اور بتدریج اُس کے عمل و شغل کے سلسلہ مین انبھو ہو جائے تو پھر ہمارا اور ویدانت کا ذرا بھی جھگڑا نہ رہے ۔ لیکن چونکہ بُدھ دھرم کی تردید مین شنکر سوامی نے عقل کی مدد لی اور اپنی نرالی اُپج سے خواہ مخواہ بودھوں کو خاموش کردیا ۔ اُن کے شاگرد عملاً اُسی اوزار کو اب بھی برت رہے ہیں اور لاکھوں میں سے ایک کو بھی گیان مشکل سے ہوتا ہوگا ورنہ سب کے سب واچک گیانی ہی بنے رہتے ہیں ۔

بودھوں کے فلسفہ کی اصطلاح میں ایک لفظ شونیہ آتا ہے جسے اب بھی سنت ستن یا مہاستن کہتے ہین اس شونیہ کا غلط ترجمہ خلوُ (خالی پنا) ہے ۔ اصل میں اسکا ترجمہ ہو نہین سکتا اور جب بودھوں نے یہ کہا کہ جگت شونیہ سے پیدا ہوا ہے تو شنکر سوامی نے جھٹ پٹ اُنھیں تنگ کردیا کہ "جب کوئی شے خالی ہے تو پھر اُس کے خلوُ کا علم کسے اور کس کو ہوا ؟" بودھ سوچنے لگے ۔ تب تک مذاق مذاق میں اُن کا تمسخر اُڑا کر اُنھین لاجواب کردیا گیا اور اپنی فتح کے اعلان کی تشہیر کردی ۔ یہ اُن کے شاسترارتھ کی فتح کہی جاتی ہے اب کہئے ۔ بات

کیا تھی اور اُسکا بتنگڑ اکس طرح بنایا گیا۔ کیا یہ انصاف ہے؟

اسی شونیہ کا ترجمہ صوفیوں نے 'عدم' کیا۔ اور مسلمان صوفیوں کی کثیر تعداد 'عدم' کو نیستی مان رہی ہے۔ لیکن 'عدم' نیستی نہیں ہے۔ کیا کیا جائے! شونیہ کا صحیح ترجمہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر عدم نیستی ہے تو نیستی سے ہستی کا تو امکان ہی نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی ان بھولے بھالے صوفیوں کی زبان بند کرنا چاہے تو وہ خاموش تو کر دیئے جائیں گے لیکن اُن کی خاموشی اُن کے شکست کی دلیل تو نہیں ہو سکتی کیونکہ اُن کے دلوں میں 'عدم' کی نیستی کا تو خیال ہی نہیں ہے وہ اُسے کسی نہ کسی قسم کی ہستی مان رہے ہیں۔ لیکن مروجہ انسانی لغت میں ایک بھی تو لفظ نہیں ملتا۔ جو ان غریبوں کی مدد کر سکے۔ اسی طرح بودھ بھی لاجواب کر دیئے گئے تھے۔

سنسکرت میں اس 'شونیہ' لفظ کے بے شمار معنی ہیں۔ مثلاً "خالی" "تنہا" "اکیلا" "جنگل" "آسمان" "آکاس" "صفر" "نقطہ" "فلو" "سونا" وغیرہ وغیرہ اسکا مادہ ہے 'شوی' (بڑھتا ہوا)۔ اگر ان سب لفظوں کے مجموعی معینوں پہ غور کیا جائے تو کسی حد تک پتہ چلتا ہے کہ وہ کیا ہے!

لفظ تو لفظ ہی ہے۔ مراد سے غرض لینی چاہیئے۔ لفظ پر اڑنے سے اصلیت کا سمجھ میں آنا مشکل ہو جاتا ہے۔

رامانج جی اور شنکر سوامی کے عقیدے میں بھی صرف نام کا فرق ہے۔ اور وہ معمولی ہے صرف باہمی ہٹ دھرمی اور ضد کی وجہ سے خرابی پڑ گئی ہے۔ ورنہ اصول اور سدھانت دونو ہی کا ایک ہے اور دونوں ہی ادویت یعنی توحید کے قائل ہیں۔ اگر سمجھانے بجھانے میں مت بھید ہے تو سمجھدار آدمیوں کو اُلجھنے کی ذرا بھی ضرورت نہیں ہے۔

اُپنشدوں کے زمانے میں ادویت واد یا دویت واد کا لفظ بھی نہیں گھڑا گیا تھا۔ یہ مابعد کی تخلیق ہے اور میرا اپنا خیال ہے کہ شٹ کوٹ جی کے وقت میں یہ لفظ زیادہ مستعمل نہ رہا ہوگا۔

لیکن جب شنکر سمپردا کے مت نے ادویت واد کا نام اپنے لئے مخصوص کر لیا۔ تو شری سمپردا والوں نے تیزی مد کھینچنے کی غرض سے اپنے اصول کو وششٹ ادویت نامزد کیا۔ شنکر سوامی کہتے ہیں کہ جو ہے چیتن ہے وہ ادویت ہی ہے اور وحدیت کے سوا کچھ نہیں ہے۔ رامانج سوامی نے جتایا کہ ادویت اور احدیت تو ہے لیکن یہ ادویت پنا۔ جڑ اور چیتن دونوں کا پہلو لئے ہوئے ہے۔ اگر وہ اس سے خالی ہوتا تو پھر جگت میں جڑ اور چیتن کا ظہور نہ ہوتا۔ پیدائش یا سرشٹی ایک سے نہیں ہوتی اور یہ دونوں ملے جُلے ہوئے مٹر کے دو ٹکڑوں کی طرح ایک ہیں جب وحدت کی جانب نظر ہو تب دو نظر آتے ہیں اور جب ایک کی طرف نگاہ ہے تو پھر ایک کے سوا کچھ نہیں ہے۔ یہ فرق کوئی فرق نہیں کہلاتا۔ اور اگر فرق ہے تو نہایت لطیف اور باریک ہے۔ اور اس پر جھگڑنے سے یا لفظی جھگڑا مچانے سے کسی کو فائدہ ہی کیا ہے!

اُپنشدوں نے بھی اسی طرح سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ اصلیت پہلے مٹر کے ٹکڑوں کی طرح ملی جُلی تھی۔ اور جب اُن میں علیحدگی ہو گئی۔ تو ایک پُرش بنا اور دوسری پرکرتی۔ اور اُن کے میل سے اس جگت کا ظہور ہوا۔

کوئی بھی ایسا ویدانتی نہیں ہے جو اپنشد کی اس مشہور روایت کو جانتا اور مانتا نہ ہو۔ مت بھید اور مذہبی تفرقہ بھی خوب چیز ہے۔ جہاں سوئی نہیں سما سکتی

وہاں یہ ہل کا لوہا داخل کر دیتا ہے۔

شٹ کوپ جی نے اپنے مذہب کو وسِشٹ ادویت کا نام نہیں دیا تھا۔ کیونکہ وہ سنسکرت کے عالم نہیں تھے۔ اور نہ اُنھیں تفرقہ سے غرض تھی۔ اُنھوں نے چاہا تھا کہ تمام آدمیوں کو حقیقت کا راستہ دکھایا جائے۔ اور سب ہل مِلکر رہیں اور توحید کی جانب رُخ رکھتے ہوئے انسانی زندگی کے مقصد کو حاصل کریں اُن کے بعد اُن کی گدی پر یکے بعد دیگرے کئی نیچے قوم کے آدمی بیٹھتے رہے۔ اُن میں سے ایک مسلمان تھا جسکا نام یون اچارج (یامنا چارج) ہوا۔ پھر ایک چنڈال تک بھی اُس کا پیر طریقت تسلیم کیا گیا۔ کئی پشت کے بعد سوامی رامانج آچاریہ ان سب کے جانشیں ہوئے۔ یہ پنڈت تھے۔ سنسکرت زباں کے جیّد عالم بھی تھے۔ اور ذات کے براہمن تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلے آچاریوں کے نیچی ذات والے ہونے کی وجہ سے اس طریق کو عام ہندوؤں میں ہر دلعزیزی کا رتبہ نصیب نہیں ہوا۔ یہ بات سوامی رامانج آچار کو پسند نہیں آئی۔ وہ اپنے گوروؤں کی تلقین کو نیا وسعت دینے کے خواہشمند تھے۔ اس لیئے اُنھوں نے دیدہ دانستہ شٹ کوپ کے اصول کو براہمنی دھرم کا جامہ پہنا۔ اُپنشدوں پر ٹیکا لکھی اور تمام ہندوؤں کو اپنی جانب مائل کر کے آخر میں گوروؤں کے عالمگیر اصول کا خون کرتے ہوئے پھر اُسی قومیت کے غار میں ڈال دیا اور ہدایت کی کہ اب آیندہ اچاریہ صرف براہمن ہوں۔ اور قدامت جتانے کی نیت سے اُسے وسِشٹ ادویت یعنی مہرشی وسشٹ جی کے ادویت کا نام دیا۔ معلوم ہوتا ہے یوگ وسشٹ ان سے پہلے تصنیف ہو چکی تھی اور اُسے مقبولیت اور ہر دلعزیزی کا درجہ مِل چکا تھا۔ یوگ وسشٹ میں وسشٹ جی نے رام چندر جی کو جو تعلیم دی ہے وہ ادویت ہی ہے اور جامع کتاب ہونے کی وجہ سے اس میں ہر قسم کے خیالات بہ کثرت موجود ہیں۔

یہ اصل میں اس سمپرداے کے وسشٹ ادویت کہلانے کی اصلی وجہ تسمیہ ہے۔ شری سمپرداکی اس طرح ترقی تو خوب ہوتی گئی۔ لیکن چھوت چھات ذات پات اور توہمات کی وہ بھر مار ہوگئی کہ پھر اُس مذہب کو یکسانیت کا وہ درجہ نصیب نہیں ہوا جو شٹ کوپ جی کی مُراد تھی۔ اور یہ لوگ شنکراچاریہ کے مت والوں سے اس قدر اُلجھتے رہے کہ اکثر اور بسا اوقات اردھاڑ کی نوبت آتی گئی۔ اور وہ بالکل پاکھنڈ وادبنگیا اُس کی اصلاح کے لئے مادھواچاریہ جی نے اپنی دویت ادویت سمپرداچلائی جو صاف لفظوں میں قریب قریب وہی حیثیت رکھتا ہے جو موجودہ آریہ سماج کی ہے۔ ان کے کئی سو برس بعد ولبھ آچاریہ جی نے شُدھ ادویت شاخ کی بنیاد رکھی جو اب تک موجود ہے لیکن نفسانیت کی آگ برابر بھڑکتی ہی رہی اور عملاً وشنو دھرم میں سوا چھوت چھات اور فضول توہمات کے اور کچھ نہ رہا۔ اور تصوّف کا تو نام ونشان تک باقی نظر نہیں آتا رامانج اچاریہ سوامی کے شاگردوں میں اکثر آچاریوں کو خیال تو رہا کہ کسی طرح شٹ کوپ کی اصلی تعلیم کو پھر زندہ کیا جائے۔ لیکن سب کو ناکامیابی ہی ہوئی اور یہ کسی کو بھی ہمت نہیں ہوئی کہ کھلے طور پر اُس کا اعلان کیا جائے اور تو اور ان میں سے بہت سے لوگ شٹ کوپ جی کے نام ہی کو پردہ میں رکھنا چاہتے ہیں۔ اور اُسے شٹ کوپ کا مت اگر کہتے بھی ہیں تو صرف دبی زبان سے ورنہ وہ رامانج ہی کا مت کہلاتا ہے۔ حالانکہ یہ سب کو معلوم ہے کہ اُس طریق کے بانی اور موجد صرف شٹ کوپ جی ہی ہیں یہ شرم وحجاب اور بھی پاکھنڈ کی ترقی دینے میں کامیاب ہو رہا ہے۔

اسی رامانج سمپرداکی کئی پشت بعد سوامی رامانند جی کا ظہور ہوا جو نسبتاً آزاد طبع تھے۔ لیکن جرأت اور ہمت سے خالی تھے۔ لوگوں نے اُن کا رجحان آزادی کی جانب دیکھ کر اُنھیں اُسی طرح سمپرداے سے خارج بھی کردیا تھا اور گو وہ اپنے

زمانہ کے مشہور آچاریہ ہوئے ہیں۔ تاہم الگ تھلگ شہر بنارس مین رہتے ہوئے اپنا وقت عبادت اور خلوت نشینی مین کاٹتے تھے۔

انھیں رامانندجی مہاراجہ کے زمانہ میں پرم سنت کبیر صاحب کا ظہور ہوا جن کی پرورش نورا جولاہے کی بیوی نعمان نے کیا تھا۔ یہ کون تھے اس کا پتہ کسی کو بھی نہین ہے۔ اور بھگت مال وغیرہ کتابون کی روایتین اس مضمون پر کافی روشنی نہیں ڈالتین۔ لیکن اس مین شاید ہی کسی کو شک ہوگا کہ یہ شخصیت اپنی نوعیت کی نظر سے متقدمین اور متاخرین سب پر فائق نظر آتی ہے۔ اور اگر انصاف کی نگاہ سے دیکھا جائے تو ان کے کلام وید۔ اُپنشد۔ اور بُدھ بھگوان کی تعلیم پر فوقیت کا درجہ رکھتے ہین۔ یہ قوت ارادی کا کمال ہے۔ اور بےخوفی اور جرأت کی لاثانی مثال ہے۔ افسوس ہے لوگ ان کے کلام کو غور سے نہین سنتے ورنہ بہ آسانی میرے ہمخیال ہو رہتے۔ تاہم کبیر صاحب دُنیا مین اپنا سِکّہ جما گئے ہین اور اب وہ وقت قریب آرہا ہے۔ جب لوگ اِسے اُسکو اصلی عزت دینگے۔

کبیر صاحب نے نام کے لیے پانچ برس کی عمر مین اپنی جدت سے رامانندجی کو گورو دھارن کیا۔ اور گو وہ اُن کے چیلے کہے جائین، اور خود بھی اپنے آپ کو اُن کا شاگرد قرار دیتے ہیں لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ وہ کیسے اور کس قسم کے شاگرد تھے۔ انھوں نے پرگٹ ہوکر رامانندجی کو کچھ کا کچھ بنا دیا۔ اُن کی دبی ہوئی طاقت اور چھپے ہوئے مجہول حوصلہ کو اُبھارا اور اس قسم کی تعلیم دی کہ ہندوستان کے ہر حصہ مین وہ سیلاب کی طرح زور و شور کے ساتھ پھیلگئی اور اب بھی برابر باوجود ہندو اور مسلمانوں کی تنگدلی کے پھیلتی ہی چلی جاتی ہے آپ رامانندجی کی مُریدی بڑی خوبصورتی کے ساتھ تسلیم کرتے ہیں۔ ایک موقع پر فرماتے ہین

بھکتی دراوڑ اوپجی لائے رامانند
پرگٹ کیا کبیر نے آٹھ دیپ نو کھنڈ

س دوہے سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ رامانج یا شٹ کوپ کے دماغ نے
س بھکتی کی ایجاد۔ بنیاد اور ابتدا دراوڑ دیس (مدراس) مین کی تھی۔ اور جیسے
امانند جی آریہ ورت میں لائے تھے اُسے کبیر صاحب نے بڑی مقدار اور وسیع پیمانہ میں
شو و نمادی اور یہی نہیں کیا بلکہ اُس کو خاص قسم کی لطافت بخش کر کچھ کا کچھ بنا دیا۔
بیر صاحب کا طریق رامانج سوامی یا شٹ کوپ کا طریق نہیں ہے ان کے درمیان
مین و آسمان کا فرق ہے۔ لیکن اس سے انکار بھی نہیں کیا جا سکتا کہ رامانند جی
راج کی وجہ سے اُن کا شری سمپردا کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ اور ریت رسم اور
ت سی شرعی باتوں میں وہ اُس کے مقلد بھی کہے جا سکتے ہیں۔ مثلاً کنٹھی مالا
لک وغیرہ کا استعمال اور ساتھ ہی رام نام کی مہما کا الاپ اور رام نام کی
راج وغیرہ

لیکن جہاں کبیر صاحب نے "رام" نام رامانج سمپردا سے سیکھا وہاں اُسکی
ا کچھ اور ہی سمجھائی۔ اُن کا رام رامانج سمپردا کے رام سے مختلف ہے۔
ثلاً:

جگ میں چاروں رام ہیں۔ تین رام بیوہار
چوتھا رام نج سار ہے تاکا کرد بچار

چوپائی

ک رام دشرتھ گھر ڈولے　　ایک رام گھٹ گھٹ مین بولے
ک رام کا سکل پسارا　　ایک رام ترگن سے نیارا

ت رام دشرتھ گھر ڈولے　　کون رام گھٹ گھٹ میں بولے
رام کا سکل پسارا　　کون رام ترگن سے نیارا

اکار رام دشرتھ گھر ڈولے نراکار گھٹ گھٹ مین بولے
بُند رام کا سکل پسارا نرالمب سب ہی سے نیارا

دوہا رام کرشن اوتار ہیں ان کی ناہیں مانڈ
جن صاحب نے جگ رچا تا ہی نہ جنمی رانڈ

مضمون صاف ہے۔ یہ چوتھا رام کبیر صاحب کا اشٹ ہے۔ لاکھ کبیر پنتھی دشرتھ کے رام کی مہما گائیں۔ جیسا کہ راجہ وشوناتھ سنگھ نے اپنی بیجک کی ٹیکا میں دکھانے سمجھانے اور رامانج سنپرداسے میل ملانے کی کوشش کی لیکن کبیر صاحب اس اوتار والے رام کو اپنا اشٹ نہیں مانتے۔ اسی خیال میں سنے سنت مت کے عقاید کے بموجب پہلی مرتبہ بیجک کی ٹیکا صاف صاف لفظوں میں کردی ہے تاکہ کوئی بھرم میں نہ پڑے۔

رامانج سنپرداوے تین رام کے اُلجھن میں پڑے ہیں۔ اُن کو اس چوتھے رام کی خبر تک نہیں ہے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ آیا شٹ گوپ جی بھی رامانج کی طرح اوتاری رام کے آیا سک تھے یا چوتھے پد کے۔ یہ مسئلہ ابھی تک بحث طلب اور فیصلہ طلب ہوتا ہوا چلا آتا ہے۔ لیکن کبیر صاحب نے اپنے اشٹ کی وضاحت کردی تھی۔

اس چوتھے پد یا اس بھی اونچے پانچویں کے متعلق اُن کا کلام اور بھی واضح ہے۔

چوپائی

تین لوک کو سب کوئی دھیاوے چوتھے دیو کا مرم نہ پاوے

چوتھا چھوڑ پنچم چیت لاوے کہین کبیر ہمرے ڈھنگ آوے

دوہا
تین گنن کی بھگتی میں بھول رہا سنسار
کہیں کبیر ست نام بن کیسے اُترے پار

یہ رام حقیقت میں ست نام ہے اور وہی پانچواں پد ہے۔ ان پانچوں کے انتر گت (شمول میں) پنچ اگنی ودّیا کا رمز چھپا ہوا ہے۔ جس کا اشارہ اپنشدوں میں آیا ہے اور جسے باہر مکھی کرم کانڈی قطعی نہیں سمجھتے اور خواہ مخواہ اگنی کنڈ کی پانچ آگ کو رکھ کر حقیقت کی ہنسی کراتے ہین۔ کوئی میرے پاس آوے تو میں اُسے سمجھاؤں۔ وہ علم سینہ کا راز ہے اور سینہ بہ سینہ ہی اب تک چلا آتا ہے۔

ست پرش رادھا سوامی دیال نے بھی فرمایا ہے کہ "پانچ نام کا سُمرن کرو" لیکن یہاں بھی اشارہ ہی اشارہ ہے۔ جو صرف سچے ادھکاریوں ہی کے لیے محفوظ ہے اور بغیر اُس کی کمائی کئیے ہوئے حقیقت تک رسائی نہین حاصل ہوتی۔ گورو نانک صاحب نے بھی کہا ہے "پنچ شبد دُھنکار دُھن باجے شبد نشان" لیکن یہ بھی اشارہ محض ہے۔

کبیر پنتھی ہندوؤں کے دیکھا دیکھی اونکار کے اُپاسک ہیں اور نانک پنتھی بھی اُسے اپنا اشٹ قرار دیتے ہیں۔ یہ دونوں بھولے ہوئے ہیں۔ بات کچھ ہے۔ اور سمجھتے کچھ ہیں۔ حالانکہ دونوں طریق کے بزرگ بانیوں نے اُس تنی جانب سے چت ہٹانے کی واضح پیرایہ میں ہدایت کی ہے۔ کبیر صاحب کا کلام ہے۔

اونکار کرتا نہیں یہ کرتا مت جان۔ سار شبد کبیر کا پرکھ میں پہچان

یہ اونکار پردہ ہو رہا ہے۔ کوئی سچا کھوجی ملے تو اُس کے لیئے یہ پردہ اُٹھا یک
یہ باتیں میں اِسلئے کہتا ہوں تاکہ لوگ سمجھیں کہ کبیر صاحب کی اصلی تعلیم
اُنکی تعلیم سے بالکل مختلف ہے اور وہ ان سے عاریت نہیں لی گئی۔ ابتدا گرائے
گو اُسکا سہارا لیا جاتا ہے اور رہا تک مضائقہ بھی نہیں ہے۔ لیکن لوگ بھول بھر
پڑکر شاستروں سے اپنا ناتا جوڑتے ہیں اور آخر میں پھر اُسی اندھیرے غار میں
پاکھنڈی بنجاتے ہیں اور روحانیت کی دولت سے عام ہندؤں کی طرح محروم رہ جاتے ہیں

سوال کیا جائیگا کہ **کبیر صاحب** ادویت وادی ہیں یا معمولی ادویت
وادی ہیں یا وسشٹ ادویت وادی ہیں یا دویتا دویت وادی ہیں؟ میں صاف
اور واضح لفظوں میں کہتا ہوں کہ کبیر صاحب کو ان تینوں میں سے کسی سے بھی تعلق نہیں
ہے۔ اگر وہ ویدانتی ہوتے تو ممکن تھا کہ سنیاسیوں کی طرح شنکر سوامی کے ادویت واد
یا رامانج سوامی کے وسشٹ ادویت واد یا مادھو آچاریہ مہاراج کے دویت ادویت
واد کے مقلد ہوتے اُنھوں نے ان میں سے کسی کی بھی پیروی نہیں کی۔ کبیر صاحب کے
یہاں مانگ تانگ کی چیزوں سے ذرا بھی سروکار نہیں رکھا گیا۔ وہ کیا ہیں؟ اسکا پتہ
ذیل کے ایک دوہے سے لگے گا۔

ایک کہوں تو ہے نہیں دوجا کہوں تو گار
جیسا ہے تیسا رہے کہیں کبیر وچار

مضمون صاف ہے لیکن اگر اس پر بھی کوئی نہیں سمجھتا تو ذرا تکلیف اُٹھا کر چند روز
میری صحبت میں آئے میں بہ آسانی اُس کے ذہن نشین کرا سکونگا۔ لکھنے کو تو میں نے
بہت کچھ لکھا لیکن کتاب کتاب ہی ہیں زندہ اور مجسّم تعلیم سے فیض اور نفع پانے
کی بھی سخت ضرورت ہے یہ ایک (یا ادویت) تو وہ ہے نہیں۔ کیونکہ ایک کا لفظ
جب استعمال کیا جائیگا دُو کی رعایت ضرور ہوگی۔ اور اگر دُو کہا جاتا ہے تو وہ ناقص

ثابت ہوتا ہی - پس جو ہے وہ ہے اس سے زیادہ اور کیا اشارہ کیا جاے "یہ کبیر صاحب کا اصولی سدّھانت ہی -

---

کبیر صاحب آدی سنت کہلاتے ہیں - ان کی تعلیم کے سلسلہ میں بیشمار پنتھ پیدا ہوے - مثلاً نانک پنتھی - دادو پنتھی - ست نامی - سادھ - گلاب داسی - غریب داسی گھیسا پنتھی وشنوی - پانپ داسی - شونارائینی - ٹکارامی - وغیرہ وغیرہ لیکن چونکہ یہ متعصب اور تنگدل ہوگئے - کبیر صاحب کی تعلیم سے جوں کا تیون نفع نہین اُٹھاتے اور نتیجہ یہ ہوتا ہی کہ سنت مت کی اصلی تعلیم اُس کے مقصد اور اُس کی خوبیون کے علم سے کورے رہ جاتے ہین اور آخر مین ویدانت مت کے ساتھ تک ملا کر "اہم برہمہ آسمی" کا ورد کرنے لگ جاتے ہین اور نہ سنیر دائی ہی رہتے ہین نہ پنتھائی - یہ سب کے سب سماجک اور سوشیل بنگئے - خود کبیر پنتھ کا یہی حال ہورہا ہے - وہ بھی ویدانت سے آگے نہیں بڑھتا -

اس حالت میں ست پُرش رادھا سوامی نے سنت اوتار دھارن کیا اور اصلیت کو کبیر صاحب ہی کی نظر سے دکھانے کی کوشش کی - لیکن مایا اور کال نے یہان بھی پنا حملہ کرہی دیا - اور اس پچیس تیس ہی برس کی مدت مین وہ سماجک اور سوشیل بنگیا اور تعصب تنگدلی اور ہٹ دھرمی کا تو یہ حال ہورہا ہی کہ نفس مضمون کو نہ سمجھ کر وہ بھی سنتون کے مت کے راز سے ناواقف ہورہا ہے - ہان فرق اسقدر ضرور ہے کہ ابھی تک عملاً وہ سُرت شبد یوگ کے عمل کو کچھ اہمیت دیتا ہے - جو اوروں میں یا تو ہے نہیں یا وہ اُسکی ضرورت محسوس نہیں کرتے - کبیر صاحب خود کہہ گئے ہیں -

(۱) الکھ لکھا جن سب لکھا - لکھا الکھ نہیں ہوے
الکھ الکھ کیوں کہت ہو الکھ ہی لکھا نہ کوے

(۲) لکھن ہارے لکھ لیا جا کو ہے گورو گیان
شبد سُرت کے انتر ہے الکھ پُرش نروان

سُرت شبد یوگ کے عمل کی خصوصیت سنت مت کی اصلی علامت ہی۔ میں کیا کہوں
اور کس سے کہوں۔ سب بھیڑیا دھسان چال چل رہے ہیں۔ کسی کو یہ شکایت ہے
کہ ابھیاس کرنے سے تندرستی بگڑتی ہے اور حقیقت میں ابھیاسیوں میں سے کسی کو
اسہال کی شکایت ہر کسی کو سِل یا تپ دق کے امراض لاحق ہیں۔ ان میں سے ایک
بھی ایسا نہیں ہے جو اس آسان اور صحیح یوگ کی باقاعدہ کمائی سے واقف ہو۔ اول
تو ایسے آدمی نظر آتے ہیں کہ تیس برس تک سادھن کیا۔ اور ذرا بھی حالت نہیں بدلی
میں یہ دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس یوگ کے سادھن سے جسمانی۔ دلی اور روحانی
تندرستی نصیب ہوتی ہے۔ میری زندہ مثال ہی کہ ابھیاس کرتا ہوں اُس کے طفیل
گئی ہوئی تندرستی واپس آئی اور گو اٹھاون سال کی عمر ہے۔ اچھا خاصہ تندرست
ہوں اور اب بھی زیادہ کام کر سکتا ہوں۔ لیکن میرا کام بیکاری کا شغل اور باکاری
کی بیکاری ہے۔ اور خوشی سے رہتا ہوں لوگ ہمیشہ مجھے ہنستے کھیلتے دیکھتے ہیں۔
ملنے والوں میں سے بہت کم آدمیوں نے مجھے کام کرتے دیکھا ہوگا اور کام بھی اس کثرت
سے ہوا کہ ہزار سے زیادہ کتابیں لکھ چکا ہوں۔ اپنی مثال پیش کرنا بُرا معلوم ہوتا ہی
لیکن کیا کیا جائے! کوئی مثال تو ہونی چاہیئے۔ اس کے سوا شکر ہے کہ جنھوں نے
یہاں آکر سادھن سیکھا اُن میں سے کثیر تعداد میں لوگ انبھو والے بھی ہو گئے۔ اور تندرست
بھی ہیں صرف دو چار ہی آدمی ایسے نکلیں گے جنکو ابھیاس کا رس تو ملگیا ہی لیکن بقاعدگی
کر بیٹھے ہیں۔ اجی! میں تو اسقدر کہتا ہوں کہ اگر ذرا سی توجہ کی جائے۔ تو صرف
سات دن کے اندر اس کا مزہ آجاتا ہے لذت ملنے لگتی ہے اور باطنی انکشافات
کے پہلو بہ پہلو انبھو کی طاقت عجیب طور پر بڑھ جاتی ہے کہ جس کا حد و حساب
نہیں ہے۔

دُنیا کے اور مذاہب میں اور سنت مت میں جیسا کہ میں نے پہلے عرض کر دیا ہی

یہ بدیہی اختلافات ہیں۔ وہ علمی اور عملی دونو ہی ہے۔ دوسرے یا تو محض علمی ہیں یا محض عملی ہیں۔ علم بے عمل جسقدر ناکارہ چیز ہے اس قدر عمل بے علم ناکارہ نہیں ہے۔ لیکن عمل بے علم کا نتیجہ بھی اسقدر سودمند نہیں ہے۔ کیونکہ اگر عامل باکمال شخص نہیں ہے تو ابتدائی مرحلوں میں اُس کے گرنے کا سخت خطرہ رہتا ہے۔ یہ علم وعقل کا زمانہ ہے۔ ایک ایک بچہ تک بال کی کھال نکالنے کا شیدائی بنا رہتا ہے۔ علم باعمل اپنا ہو جاتا ہے اور عمل باعلم انبھو یا لطیف حس کے اُبھارنے میں مددگار ہوتا ہے۔ ایک کے ساتھ دوسرے کا ہونا لازم یا ملزوم ہے۔

اس بات کی قطعی ضرورت نہیں ہے کہ عامل خواہ مخواہ کتابوں ہی کا عالم ہو۔ حروف شناسی کو علم نہیں کہا جاتا۔ بلکہ ظاہری معلومات کی وسعت اور مقدار کے ساتھ اُس کا تعلق ہے۔ سنت مت میں اسی نظر سے تادیبی اور شغل کے ابتدائی مرحلہ میں تشفیقی پہلو کے مدنظر رکھنے کی سخت ضرورت ہے۔ اور یہ تینوں مدیہ ہیں۔ **سنت نام۔ ست سنگ اور ستگورو۔** اور ان کا ذہن نشین کرنا امر لازمی ہے۔

ست نام ہے سچے مالک کے سچے نام کو۔ جو آدرش معراج اور اشٹ پد ہے اور جو صرف گوروکی وساطت سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ نام ایک طرح کا قانون قدرت ہے جو انسان کے باطن (یعنی گھٹ) میں گونج رہا ہے اُس سے سُرت یعنی روح کا میل ملا دینے سے خودبخود روحانیت آنے لگتی ہے اور جہاں ذرا بھی اندرونی لذت ملنے لگی خودبخود عروج روحانی کا راستہ کھل جاتا ہے اور دیکھتے دیکھتے چند ہی دنوں میں زندگی خاص قسم کا پلٹا کھا کر خوشنما اور فرحت بخش ہو جاتی ہے اور جسمانی۔ دلی اور روحانی صحت نصیب ہوتی ہے۔ اسی کا سنت مت میں ابھیاس کرایا جاتا ہے۔

ست سنگ نام ہے صحبتِ حق یا حقیقت کی سنگت کا جس باکمال شخصیت میں حقیقت کا جلوہ نمایاں ہوگیا ہے اور جو خود ذات حقیقت سے ملا جُلا ہے اُس کی صحبت کو ست سنگ کہتے ہیں۔ معمولی کتھا دار تا کو ست سنگ کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ اسی کا

دوسرا نام صحبت مرشد یا گورو کے ساتھ رہ کر اُپاسنا کرنا ہے۔ "اُپ" کے معنی سنسکرت زبان میں "قریب" ہیں اور "آسن یا آسنا" کے معنی بیٹھک یا صحبت ہے۔ یہ اُپاسنا لفظ کے لغوی معنی ہیں اور اُپاسنا کا مقصد بھی صرف اتنا ہی ہے اس کے سلسلہ میں علمی انکشافات اور معلومات کی وسعت کے سلسلہ میں خود بخود "پریم" اور "محبت" پیدا ہوتی ہے اور خربزہ کو دیکھ کر خربزہ کے رنگ پکڑنے کی مصداق اس پر صادق آتی ہے۔

اس بات کی مطلق ضرورت نہیں ہے کہ آدمی بلا سمجھے بوجھے ہوئے کسی شخصیت کو اپنا گورو بنائے۔ "گورو کیجیئے جان اور پانی پیجیئے چھان" مشہور اور معروف مسئلہ ہے۔ متلاشی کو اپنی تحقیقات۔ چھان بین اور جانچ پرتال کے بعد جہاں اطمینان کی صورت پیدا ہو۔ اُس جگہ تعلق پیدا کرے۔ یوں ہی سونے کو بغیر کسوٹی پر کسے ہوئے خالص مان لینا نادانی ہے۔ اور یہ بھگتی نہ ٹھور ٹھکانے کی ہے اور نہ ہمیشہ کے لیے قابل اعتبار ہے۔ چونکہ اس کی ابتدا کمزوری اور ضعیف الاعتقادی کے ساتھ ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ وقت پر وہ متزلزل ہو جائے اور بنا بنایا کام بگڑ جائے۔

یہ **ست سنگ۔ ست نام**۔ اور ستگورو کی اصطلاحات کی صراحت ہے۔

ست سنگ سے علمی طور پر حقیقت کی سمجھ آتی ہے۔ **ست نام** سے باطنی طور پر اُسی علم کا انکشاف ہوتا ہے اور حسن ذات کی مدد سے یہ ہر دو قسم کے مفاد کی صورت نظر آوے۔ وہ ست گورو کہلاتی ہے۔

ان سب اصطلاحات کی تشریح چونکہ آئندہ صفحات میں مسلسل آئے گی یہاں صرف اختصار اور اشارہ سے کام لیا گیا ہے۔

میں نے پہلے ہی عرض کر دیا ہے کہ **سنت مت** یعنی اُس طریق کا تعلق جو کبیر صاحب کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے وید اور شاستر کے مذاہب سے نہیں ہے۔ یہ سچ ہے

کہ اکثر وید اور شاستر کی اصطلاحات ہی زبان زد رہتی ہیں۔ لیکن اُن کی مُراد میں فرق ہے۔ مثلاً عام ہندوؤں کی طرح سنت مت میں بھی "آواگون" "کرم" "اور" جیوؤں کی قدامت وغیرہ کے مسائل صحیح مانے گئے ہیں۔ لیکن ہندو فلسفہ اچھی طرح اُن پر روشنی ڈالنے میں قاصر رہتا ہے اور بیکر کے فقیر اصلیت کے علم سے نابلد اور ناواقف رہ کر۔ باطنی مقصد سے نہ صرف محروم رہ جاتے ہیں بلکہ اصلی مقصد سے کوسوں دور جا پڑتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ان سب اصطلاحات کی سمجھ اُپنشدوں کے رشیوں کے درمیان ویسی ہی رہی ہو۔ جیسی کہ سنت مت میں ہے۔ کیونکہ اُپنشد اپنی لاثانی تعلیم کے ذریعہ بہت کچھ اصلیت کے پردوں کے اُٹھانے میں کامیاب نظر آتے ہیں۔ لیکن وضاحت کی کمی اور صراحت کی معدومیت کی وجہ سے کوئی بات یقینی طور پر نہیں کہی جا سکتی۔ اور نہ وہ بطور ثبوت کے پیش کی جا سکتی ہے۔ مثال کے طور پر یوں سمجھو کہ جیسے ہندوؤں کا یہ یقین ہے کہ تمام قالبوں میں انسانی روح چکر کاٹتی ہے یا تمام قالبوں کے جیو جنتو انسان بنتے ہیں۔ جس پر مکمل بحث اسی سنت سنجوگ پر موقع موقع سے کی جائیگی۔

اُپنشدوں نے اشارہ کے طور پر تین راستے بتائے ہیں۔ (۱) دیو۔ یان۔ پنتھ۔ یعنی۔ روشنی کا راستہ (۲) پتری۔ یان۔ پنتھ یعنی روشنی اور تاریکی سے ملا ہوا راستہ۔ اور (۳) بالکل تاریکی کا راستہ۔ اور وہ کہتے ہیں کہ آخری تاریکی کے راہ میں نجات کا قطعی امکان نہیں ہے۔ پتری یان کا معتقد تو ممکن ہے کہ کبھی نہ کبھی، آواگون کے چکر سے گذرتا ہوا دیو یان پنتھ کے ذریعہ نجات حاصل کرے لیکن تاریک راہ میں چلنے والے اُس سے ہمیشہ محروم رہ جاتے ہیں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے یا ایسا کیوں ہونا چاہیئے؟ ان سوالوں کا جواب آیندہ چل کر دیا جائے گا۔ یہ صرف ایک مثال تھی۔ اسی طرح اور باتوں پر بر وقت وقتاً پر کافی روشنی ڈالی جائے گی اور پڑھنے والے خود فیصلہ کر سکیں گے کہ آیا شاستروں کی غیر مدلل اور مذبذب باتیں صحیح ہیں یا سنت مت کی معقول تعلیم۔

میں بذات خاص متعصب نہیں ہوں۔ لیکن بار بار اپنے خیال کے اعادہ کرنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ سنت مت کی تمام تعلیم کا تعلق کبیر صاحب سے ہی ہے یہ سچ ہی کہ رادھا سوامی مت نے بالعموم اور میں نے حضور مہاراج کی صحبت سے فائدہ اُٹھا کر بالخصوص اُس پر زیادہ اور خاص قسم کی روشنی ڈالی ہی۔ لیکن بنیاد تو وہی ہی۔ میں کبیر پنتھی نہیں ہوں۔ لیکن اور پنتھائیوں کی طرح محض گورو پکش یعنی مرشد کی حمایت کے خیال سے کبیر صاحب کے تعلیمی احسان کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ممکن ہی میری نئی تحقیق کبیر پنتھیوں اور دوسرے پنتھائیوں کی نگاہ میں مختلف اور نئی نظر آوے لیکن اس بات کی مجھے چنداں پرواہ نہیں ہے۔ میری تحریر میں جو نذر ہے اُس پر انصاف کی نگاہ ڈالئے اگر وہ سچ ہے تو مانئے اور اگر جھوٹ معلوم ہو۔ تو اُس کے ساتھ وہی سلوک کیجئے جو اچھے بڑے آدمی یا جھوٹے آدمیوں کی باتوں کے ساتھ کیا جاتا ہی لیکن اُسے ایک مرتبہ پڑھئے ضرور — اگر وہ سچی ہیں تو خود بخود تیر کی طرح دل کے نشانہ پر جا کر بیٹھ جائینگی اور اگر جھوٹی ہیں تو جھوٹ کے پانوں کے نہیں ہوتا وہ بے اثر ثابت ہونگی۔

اور پنتھائیوں کو تو میں کچھ نہیں کہتا۔ اس موقع پر میرا روے سخن زیادہ تر رادھا سوامی مت کے پیروکاروں کی جانب ہی۔ وہ اہل نظر بن کر مبصرانہ پیرایہ میں اسے دیکھیں اور کبیر بیجک یا کبیر جوگ وغیرہ کے مطالعہ سے محروم نہ رہیں یہ تعلیم رادھا سوامی مت کی بنیاد ہے۔

اس کا ثبوت یہ ہے کہ سار بچن نظم اور سار بچن نثر میں خود جابجا ایسے حوالہ جات بکثرت سے آئے ہیں۔ مثلاً ایک موقع پر لکھا ہے:-

(۱)

جو من میں پرتیت نہ دیکھے
تو کبیر گورو بانی پیکھے　　　　سار بچن نظم صفحہ ۸۹

(۲) وہی کبیر وہی ست ناما
ست سنتن کو وہی بکھان — سار بچن صفحہ ۲۲۰
وغیرہ وغیرہ

ابھی تو میں **سنت سنجوگ** ہی کو پیش کرتا ہوں - اگر موقع ہاتھ آیا تو اسی سلسلہ میں **کبیر سنجوگ** کے نذر کرنے کا ارادہ ہے - اور اُسکا انحصار ست سنگیوں کی خواہش پر زیادہ تر ہے۔

حضور ایشر یاد دیں کہ جو لوگ **سنت مت** کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں وہ بے تعصب اور فراخدل ہو کر اصلیت کے شیدائی بن کر گورو پرائن ہوں اور اپنی زندگی کے مقصد کو حاصل کرلیں!

رادھاسوامی! رادھاسوامی دیال کی دیا!! رادھاسوامی سہائے!!!

رادھاسوامی جنرل ست سنگ — شیوبرت لال

رادھاسوامی بھون — ۲۲ جولائی ۱۹۲۱ء

ڈاکخانہ گوپی گنج (الہ آباد بنارس)

سنت سنجوگ

آغاز داستان

وِشنو بھگوان کی بے چینی اور شو مہاراج کی ہدایت

گورُو کے چرن جھکاے سیر۔ کہوں سنت سنجوگ
جو کوئی سُنے سچیت ہوے۔ اُنبے روگ نہ سوگ۔

برہما* اس تر لوکی یعنی ثُلثی عالم کے پیدا کرنے والے ہیں۔ وِشنو کے متعلق اس کی

*: ان سب ناموں کی صراحت آیندہ صفحات مین بتدریج ہوتی جلیگی۔

سنبھال کا کام ہے اور شیو اس کا سنگھار کرتے رہتے ہیں۔ پیدا کرنے سے مراد صرف پرگٹ کرنے سے ہے۔ سنبھال اس کو ترازو کے ڈولیوں کی طرح برابر رکھتے ہوئے کام جاری رکھنے کا نام ہے۔ اور سنگھار سے مراد شانت کرنے، شانتی دینے اور یکسانیت کی حالت میں منتقل کرنے کو کہتے ہیں۔

یہ دُنیا جس میں ہم آباد ہیں۔ انھیں تینوں مختلف حالتوں کی مجموعی صورت ہونے کی وجہ سے ترلوکی یعنی مثلثی کہلاتی ہے۔ اس میں یہ تینوں باتیں ہر وقت ہوا کرتی ہیں۔ سانس آتی ہے سانس ٹھہرتی ہے اور سانس خارج ہوتی ہے۔ میل جمتا ہے جم کر پھر کچھ دیر قائم رہتا ہے اور پھر دھو دیا جاتا ہے۔ تعمیر ہوتی ہے۔ عمارت کچھ مدت کے لیے ٹھہرتی ہے اور پھر اُس کے ساز و سامان اپنے اپنے ذخیرہ میں منتقل ہو کر نظر سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔ کوئی مخلوق اور کوئی شخصیت ایسی نہیں ہے جو ان تین باتوں سے خالی ہو۔ ترلوکی کا خاصہ ہی ایسا ہے۔

ان تین خصوصیتوں کو قدیم زمانہ کے عالموں نے تین گُنوں کا نام دیا ہے اور وہ تین گُن۔ رج۔ ست اور تم ہیں۔ رج اظہار کا۔ ست۔ عارضی قیام کا اور تم کے معنی محویت اور معدومیت کا نام ہے۔ ست اور تم کو انتہائی مدارج کہا جا سکتا ہے اور رج درمیانی حالت ہے۔

انھیں تینوں گُنوں (اوصاف) کی مجسّم صورتیں۔ برھما وشنو اور شو ہیں جو ترلوکی میں محیط رہ کر اپنے اپنے فرائض کو ہر وقت انجام دیتے رہتے ہیں۔

ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ وشنو کو اپنے کام سے نفرت ہونے لگی۔ اُن کے دل میں طرح طرح کے متضاد خیالات پیدا ہونے لگے اور جب دل کو سخت تشویش اور پریشانی ہوئی۔ وہ ڈر گئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے کام میں بددلی کی وجہ سے غلطی کر بیٹھیں۔ دیر تک سوچنے کے بعد انھیں شوجی کی یاد آئی۔ اور اُسی وقت لکشمی کو ساتھ لیے ہوئے اپنے مرض کے علاج کے لیے شو بھگوان سے ملنے گئے

کیونکہ وہ ان تینوں میں سب سے زیادہ بزرگ۔ افضل اور دانشمند سمجھے جاتے ہیں اور گیان کے ادھشٹاتا تسلیم کیے جاتے ہیں۔

وشنو کیلاش پربت پر پہونچے جو ہمالیہ پہاڑ کی سب سے اونچی چوٹی ہے اور نظام عالم کی نظر سے سب سے اونچا مقام ہے۔ کیلاش کیا تھا؟ ہُو حق کا وسیع میدان! جدھر نگاہ جاتی تھی وحشت ہی وحشت برستی تھی۔ برف کا حیرت انگیز انبار! اور شو بھگوان اُس کے بلند مُرتفع ٹیلے پر ہرن چھالا بچھا کر بیٹھے تھے۔ پاروتی مائی پاس تھی۔ شوجی ان کو دیکھ کر سروقد اُٹھ کھڑے ہو گئے۔ اور معزز مہمان سمجھ کر نمسکار کرنے کے بعد آسن پر بٹھایا اور خیریت پوچھی۔

شوجی نے پوچھا "فرمایئے۔ کیلاش کو آج فخر دینے کا باعث کیا ہوا؟"

وشنوجی بولے "آپ عالم الغیب ہیں۔ ہر کس و ناکس کے دل کی بات جانتے ہیں۔ یہ سوال آپنے صرف تہذیباً۔ اخلاقاً اور معاشرۃً مجھ سے کیا ہے"

شوجی ہنسے۔ "جب تہذیب۔ اخلاق اور رسم معاشرت کے اصول سے آپ کو واقفیت ہے تو پھر میں کیوں اُن کا پاس نہ کروں۔ آپ اپنے آنے کے سبب سے مجھے اطلاع دیجیے تاکہ میں کچھ آپ کی خدمت کا فخر حاصل کر سکوں؟"

وشنو نے کہا "قدرت میں میرے سپرد سنبھال رکھنے اور ہر شے کی باقاعدہ نگہداشت کرنے کا کام ہے۔ یہ سخت مشکل ہے۔ اَڑنگ ہے۔ اور بڑی ذمہ داری ہے۔ برہما تو ایک شے کو پیدا کر کے الگ ہو جاتے ہیں اور مجھے دایہ بن کر اُس کی پرورش اور پرداخت کرنا پڑتا ہے۔ اور تمام وقت اُسی پر نظر رکھنے میں صرف کرنا ہوتا ہے اور آپ وقتاً فوقتاً توڑ پھوڑ کر مچاتے رہتے ہو اور میرے بنے بنائے کام کو آناً فاناً میں خراب کر دیتے ہو۔ برہما اور آپ دونوں ہی اچھے! لیکن خرابی تو میری ہے کہ ایک شے کو پالو پوسو اور پھر وہ جلد برباد کر دی جاتی ہے۔ میں جب کبھی سوچتا ہوں

تو مجھے دُکھ ہوتا ہے۔ اور جی چاہتا ہے کہ اس فرض سے ہمیشہ کے لیئے سبکدوش ہو جاؤں۔ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری! نہ میں بالنے پوسنے کا کام اپنے ذمہ رکھونگا اور نہ جیو جنتوؤں کی دُرگت دیکھنی نصیب ہوگی۔ ہر کام کا کچھ نہ کچھ انجام ہونا چاہیئے۔ لیکن اگر کسی کے کام کا اچھا نتیجہ نہیں ہوتا تو وہ صرف میں ہی ہوں!"

شو بھگوان نے حیرت کی آنکھوں سے **وشنو جی** کو دیکھا۔ تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھے رہے پھر زبان کھولی۔

شو جی بولے۔ "آپ نے اچھا کیا کہ میرے پاس چلے آئے!"

وشنو نے کہا۔ "جس وقت میرے دل کو یہ خیالات ستانے لگے۔ مجھے آپ ہی کے پاس آنے کی سوجھی۔ برھما تو کچھ اس طرح پیدا کرنے کے کام میں محو رہتے ہیں کہ اُن کو تن بدن تک کا ہوش نہیں رہتا۔ اور شاید وہ میری باتوں کا جواب تک نہ دیتے اور آپ کا کام خوب ہے۔ ادھر توڑا اُدھر پھوڑا۔ ادھر خرابی مچائی۔ اُدھر بربادی پھیلائی اور اس پر بھی شانتی کے ساتھ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہتے ہیں۔ نہ کسی کی فکر نہ کسی کی پرواہ! رنج اور دُکھ آپ کے پاس نہیں آتا۔ رغبت اور نفرت دونوں ہی آپ میں نہیں ہیں۔ میں نے سوچا۔ برھما نے تو دُنیا پیدا کی اور کسی وقت اِس کام سے اُنھیں فرصت ہی نہیں ہے۔ جب دیکھو اسی خبط میں لگے رہتے ہیں۔ یہی کیفیت زیادہ نازک ذمہ داری کے ساتھ میری ہے۔ بلکہ برھما تو کمہار کی طرح ان تمام جانداروں کو کچے ٹھکڑوں کی طرح گھڑ گھڑ کر الگ رکھتے جاتے ہیں اور مجھے آگ دے دے کر اُنھیں پکانا اور پختہ کرنا پڑتا ہے۔ مجھے ہی نام کے لیئے دم مارنے کا وقت نہیں ملتا۔ اور نئی نئی ترکیبوں سے اُنھیں سنوارنا سنگارنا۔ اور دیکھنا بھالنا پڑتا ہے پھر اُدھر وہ بنے اِدھر آپ نے اپنا ترسول اُٹھایا۔ اور لمحہ میں اُنھیں خاک میں ملا دیا۔ مجھے یہ حالت پسند نہیں ہے۔ میں سخت عذاب میں پڑا ہوں اور چاہتا ہوں کہ کسیطرح

اس سے آزاد ہو جاؤں - آپکے پاس آیا ہوں کہ آپ اس کی تدبیر بتایئے - اور میرے دکھ درد کو دور کیجیے"

شو بھگوان مسکرائے - "آپ در پردہ مجھے ملامت کے تیروں کا نشانہ بنانے آئے ہو - اور مزے کی بات یہ ہے کہ شکایت بھی میری ہی کرتے ہو اور نہ مجھے بُرا سمجھتے ہو - اور مجھ سے ہی میٹھی میٹھی باتوں میں مجھے اپنے کام سے علیحدہ رہنے کی درخواست بھی کرتے ہو - آپ حقیقت میں اخلاق اور تہذیب کے پتلے ہو - بُری بات تک میٹھے لب و لہجہ میں ادا کرتے ہو - آپ کی تعریف کون کر سکتا ہے! آپ میرے پاس آیئے - کبھی میں آپ کو دیکھتا ہوں اور کبھی اپنے آپ کو! آپ میں حُسن کا کمال ہے - آپ جمال اور جلال کی چلبلی تصویر ہو - اور میں کیا ہوں! اکھڑ - الھڑ - میں بالکل آپ کے برعکس ہوں - آپ سُگھڑ ہو - میں اکھڑ ہوں - آپ جو کچھ کہتے ہو - جنچے تلے لفظوں میں کہتے ہو - میری زبان بھی میری صورت کی طرح بھدی ہے - میرا تو وہی حال ہے صورت دیکھو - اور چُپ ہو رہو - آپ کو میرے پاس آنے کا خیال کیوں ہوا؟ -

وشنو بولے - "تاکہ کسی طرح میری یہ پریشانی دور ہو"

شوجی نے کہا "ابھی آپ نے فرمایا تھا کہ پالنے پوسنے کے کام سے آپ کو نجات حاصل ہو - اور ابھی ایک لمحہ بھی نہیں گذرا - آپ اب یہ فرماتے ہو کہ پریشانی دور کر دی جائے - کہیئے - یہاں دو باتیں ہیں یا نہیں؟"

وشنو تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہو رہے پھر زبان کو حرکت دی -

وشنو نے کہا "آپ سچ فرماتے ہو"

شوجی بولے - "میرے یہاں سچی اور سیدھی باتیں ہوتی ہیں - آپ کے دونوں ہی سوال مذبذب اور مبہم ہیں - جبتک آپ کسی ایک کی صاف لفظوں میں صراحت نہ کردیں - تب تک میں کیا جواب دوں - ایک وقت میں ایک سوال کیجیے تب میں زبان کھولنے کا حوصلہ کروں"

وشنو نے کہا :- "میرا دل سخت بے چین ہے ۔ بے چینی اور بیقراری کی حالت میں انسان اپنے خیالات کو واضح پیرایہ میں نہ ادا کر سکتا ہے اور نہ اُن کو خوبصورت اور معانی دے سکتا ہے ۔ آپ انتر جامی اور گھٹ گھٹ کے جاننے والے ہو ۔ آپ خود سمجھ سکتے ہو !"

شیوجی مسکرائے :- "انسان بیشک اضطراب اور انتشار میں گھبرا جاتا ہے ۔ لیکن آپ تو دیوتا ہیں ۔ انسان اور دیوتا میں بہت فرق ہوتا ہے ۔ اب مجھے جا کر آپ کی اس بے چینی کا اصلی پتہ ملا ہے ۔ ورنہ کبھی ممکن ہی نہیں تھا کہ آپ ایسی پریشانی کے شکار ہوتے ؟"

وشنو نے تعجب کی نظر سے شوجی کو دیکھا ۔ بولے "وہ راز مجھے بھی بتائیے"

شوجی نے زور کے ساتھ قہقہہ مارا ۔ جس کی آواز بازگشت کیلاش کے برفستاں میں گونج اُٹھی ۔ گویا ایک ساتھ ہی کئی آوازیں آنے لگیں کہ برف کی تودوں سے ٹکرا کر صدا دینے لگے ۔ لکشمی پاروتی اور وشنو اُن کو سنکر دنگ رہ گئے ۔

شوجی بولے :- "مہاراج ! بات یوں ہوئی ہے ۔ کہ آپ بھگتی اور پریم سے اوشٹاتا ہو ۔ بہت سے آدمی آپ کے بھگت ہیں ۔ وہ ہر وقت آپ کی استتی گاتے رہتے ہیں اور اس دنیا کو ناتمکدہ اور عذاب کدہ سمجھ کر اس سے علیحدگی چاہتے ہیں اور آپ سے منتین کرتے رہتے ہیں کہ کسی طرح اپنے رحم سے انھیں سنسار ساگر سے پار کر دیجئے ۔ آپ اُن کے زیر اثر آ گئے ۔ اور انھیں کے خیالات کو عاریتاً لے کر اُن کی زبان اور اُن کے محاورہ میں گفتگو کرنے کے لیے مجبور ہو گئے ۔ ورنہ کہاں انسان اور کہاں فرشتہ ! ان کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے ! جہاں میں آپ کی رحمدلی کی تعریف کیے ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ وہاں انسان کی عظمت کے اقرار کرنے پر بھی مجبور رہوں ۔ جو آپکو بھی زیر اثر لا سکتا ہے ۔"

وشنو کو حیرت ہوئی :- "کیا آدمی دیوتا پر بھی فائق ہے ؟"

شوجی بولے "اگر فائق نہ ہوتا تو آپ کو اپنے خیال کے ماتحت کیسے کر سکتا آپ کا یہاں تشریف لانا صرف انسانی اثرات قبول کرنے کا نتیجہ ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ کمزور ہمیشہ طاقتور وجود کے تابع ہو جاتا ہے۔ آپ کمزور اور آپکے بھگت طاقتور ہیں۔"

وشنو ہنسے۔ "کہیں اسوقت آپ بھنگ کے ترنگ میں تو نہیں ہیں جو ایسی بے تکی باتیں کہتے ہو"

شوجی اپنی باری پر مسکرائے۔ "میرے کلام میں تک بندی نہیں ہوتی اس قسم کی قیل و قال میں نے آپ جیسے مہذب وجود اور شایستہ شخصیتوں کے حوالہ کر رکھا ہے۔ آپ خود ہی غور کریں۔ کہ۔ میں سچ کہتا ہوں یا جھوٹ کہتا ہوں ہر انسان بہ آواز بلند اُٹھتے بیٹھتے دعوی کے ساتھ کہا کرتا ہے کہ وشنو بھگوان بھگت بتسل اور بھکتوں کے پریم کے بس ہیں۔ اور یہ پریم یا بھکتی چیز کیا ہے؟ یہ انسان کی خیالی طاقت ہے جو آپ جیسے زبردست دیوتا کو بھی اپنے مضبوط رسے میں جکڑ لیتی ہے۔ اگر یہ جھوٹ ہے تو آپ ہی فرماد یجئے!"

وشنو نے تعجب کے لہجہ میں کہا۔ "یہ تو سچ ہے۔ لیکن یہاں ایک راز ہے انسان جب بیغرضانہ بھکتی اور محبت کا دم بھرنے پر آتا ہے تو مجھے لامحالہ اُس کی جانب رجوع ہونا پڑتا ہے۔ اسمیں ہرج ہی کیا ہے؟"

شوجی بولے "میں راز داز یا ہرج ورج کو نہیں سُننا چاہتا۔ میری نظر ہمیشہ اصلیت کی جانب ہوتی ہے۔ جو طاقت کہ آپ کو خواہ مخواہ اپنی طرف رجوع کر لیتی اور مائل کر سکتی ہے۔ وہ آپ سے بھی زیادہ زوردار ہے۔ میں صرف اتنا ہی ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں"

وشنو بولے۔ "میں آپ کی بات کو سچی تسلیم کرتا ہوں۔ لیکن یہ بتائیے کہ آپ میرے مرض کا علاج بھی کیجئے گا یا ان باتوں ہی میں [illegible] گا"

شوجی نے سنجیدگی کے لہجہ میں جواب دیا۔ "مرض کے ساتھ دوا رہتی ہے۔ سوال کے پہلو بہ پہلو جواب رہتا ہے۔ اگیان کا ہمدوش گیان ہے۔ زہر ہی میں امرت بھی ہے۔ پس۔ جب معلوم ہو گیا کہ ایسے خیالات انسان کے دل و دماغ میں پیدا ہوتے ہیں تو اُن کی صراحت کا سامان بھی وہاں ہی ہوگا۔ سوائے انسان کے اور کوئی شخص ایسی پیچیدہ گتھیوں کو نہیں سلجھا سکتا۔"

وشنوجی نے کہا۔ "تو کیا آپ میں بھی وہ لیاقت نہیں ہے؟"

شوجی بولے۔ "یہ سوال نہ کیجئے۔ صرف مطلب اور نفس مطلب کی جانب توجہ رکھیئے۔"

وشنو نے کہا۔ "پھر میں کیا کروں؟"

شوجی نے جواب دیا۔ "کاشی راج میں گنگاجی سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر اُتر کی جانب کاشی اور پریاگ کے بیچ میں ایک تپوبھومی ہے۔ اس وقت وہاں ایک سچے انسان نے جیوں کے بہتری اور اصلاح کی نظر سے تعلیم اور تدریس کا سلسلہ قائم کر رکھا ہے۔ اکثر آدمی اس کے پاس جاکر ہدایت لیتے اور جیتے جی مکتی کے آنند کا فیض پاتے ہیں۔ آپ اُسکے پاس چلیئے۔ اور وہ آپ کی تمام گتھیوں کو دم کے دم میں سلجھا دیگا۔"

وشنو نے کہا: "مجھے تو اُس کے نام و نشان سے بھی واقفیت نہیں ہے۔"

شوجی بولے۔ "یہ شخص شوراتری کے دن پیدا ہوا تھا۔ اس کا دادا میرا بھگت تھا۔ اور وہ خواہشمند رہتا تھا کہ اُس دن اُس کے خاندان میں اُس کے دُرت کے پھل کی صورت میں کوئی لڑکا پیدا ہو۔ اُسنے مجھ سے پرارتھنا کی۔ میں نے اُس کی دُعا قبول کی۔ اور وہ لڑکا اپنے دادا کی بھگتی اور میرے آشیرباد کے زیر اثر جیووں کی اصلاح کے فرائض انجام دے رہا ہے۔ عام لوگ اُسے شو کہتے ہیں۔ ہاں۔ بہت سے سادھو اور مہاتما اُسے دیال بھی بتاتے ہیں کیونکہ

وہ رحمدل آدمی ہے مجھ سے پوچھا جاتا تو میں اُسکا نام شیودیال ہی رکھتا۔ کیونکہ میرے نام کی رعایت کے ساتھ اُس میں دیا کا گُن موجود ہے۔ چلئیے میں بھی آپکے ساتھ اُس کی کُٹی میں چلتا ہوں۔ لکشمی جی اور پاروتی جی بھی ساتھ رہیں گی۔ آپ کا واہن گُرڑ اور میری سواری کا نا ندیا بیل (نندی) بھی ساتھ رہے گا۔ ہم چھ اور وہ ساتواں آدمی ہمکلام ہونگے اور یہ سب معمے خود بخود بہ آسانی حل ہو جائیں گے۔"

سب نے یہ رائے پسند کی۔ اور وہ اُسی وقت آدمیوں کا بھیس بنا کر اُس آدمی کی کُٹی میں آئے۔ کیونکہ دیوتاؤں کو فطرتاً اور طاقتاً یہ طاقت حاصل ہے۔ آدمیوں کی صورت میں وہ اسوجہ سے گئے تاکہ ہمجنسیت کی محبّت مغایرت کے وہم کو دلوں سے دور کر دے۔ ورنہ جہاں ذرا بھی نام کے لیئے ہی مغائرت ہوتی ہے وہاں بات چیت کا لطف نہیں حاصل ہوتا۔

---

(۱) بیوہار پرسنگ

(کثرت کی دُنیا میں طرز عمل)

تمہید

وشنو۔ شیو اور برھما جی وغیرہ دیوتاؤں کا دیال کے پاس جا کر سوال کرنا

جہاں اس دیال کی کُٹی تھی۔ وہ جگہ نہایت پرفضا واقع ہوئی۔ کُٹی کے پورب کی جانب سایہ دار انبرائی (آم کا باغ) تھی جس میں طرح طرح کے بیل بوٹے بھی لگے ہوئے اور پھولوں کے درخت بہ کثرت تھے۔ جن کی بھینی بھینی خوشبو سے دماغ تروتازہ ہو جاتا تھا۔ اور اُس سے ذرا ہٹ کر پورب اور پچھم کے رُخ ایک

نالا بہا ہوا تھا جو کسی حد تک شو بھگوان کی کمان سے مشابہ کیا جا سکتا تھا۔ مسافر اس مقام کو دیکھ کر خوش ہو گئے۔ اور براہ راست پتہ پوچھنے کے بعد کٹی میں جا پہنچے جہاں دیال آدمیوں کے مجمع میں بیٹھا ہوا تقریر کر رہا تھا۔ مہمانوں کو دیکھ کر یہ اُٹھا۔ سب کو ہاتھ باندھ کر نمسکار کیا۔ اُن کے پھل پھول کی نذر کو قبول کر کے تمام حاضرین کے درمیان تقسیم کر دیا۔ اور خیر و عافیت دریافت کر کے سب کو اپنے پاس محبت سے بٹھایا۔ اور نام پوچھا۔ مہمانوں نے اپنے نام بھی بدل لیے ہوئے تھے۔ شو نے اپنا نام شودت۔ وشنو نے وشنودت۔ نندی نے نندو۔ اور گرڑ نے گرڑ دھج بتا دیا۔ پاربتی اور لکشمی نے اس قسم کی تبدیلی اپنے ناموں میں نہیں کی تھی۔

ابھی ان مہمانوں کو آئے ہوئے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ ایک تیسرے صاحب بھی اپنے ساتھ ایک عورت اور ایک آدمی کو لیے ہوئے پہنچے۔ اپنا نام برہم دت۔ عورت کا ساوتری اور آدمی کا ہنس دھوج بتایا۔ اور رسمی تعظیم و تکریم کے بعد ان کو بھی نو وارد مہمانوں کے پہلو بہ پہلو جگہ دی گئی۔ اصل میں، یہ بزرگ برہما جی تھے۔ اور آتے ہی شودت جی سے مخاطب ہو کر کہنے لگے۔ "میں آپ کی زیارت کے لیے آپ کے استھان پر گیا۔ وہاں معلوم ہوا۔ آپ وشنودت وغیرہ کو ساتھ لے کر دیال جی کے ست سنگ میں تشریف لے گئے ہیں۔ میں نے سوچا کہ میں بھی چل کر سنتوں کی صحبت کا کچھ دیر کے لیے فیض اُٹھاؤں۔ دُنیا کا کام کاج تو کبھی ختم ہونے ہی پر نہیں آتا۔ یہ جھمیلا ساری زندگی رہتا ہے۔ ست سنگ کے لیے وقت نہ نکالنا غلطی میں داخل ہے۔ اس خیال نے متحرک ہو کر مجھے یہاں آنے کے لیے مجبور کیا" اِن کی مختصر لیکن وسیع المعنی باتوں کو سُن کر سب کو انتہا درجہ کی خوشی ہوئی۔

ان نئے مہمانوں کی وضع قطع خاص قسم کی تھی۔ جسے دیکھ کر دیال کو

ہوہار بر سنگ

بڑی حیرت ہوئی اُسنے کہا۔" آپ میری تعظیم کے مستحق ہیں۔ میں سچے دل سے مؤدبانہ آپکا خیر مقدم کرتا ہوں ورنہ میری صحبت کیا! آپ دراصل مجھے عزت دینے اور میرا رتبہ بڑھانے کے لیئے آئے ہو۔ یہ قدرتی اصول ہے۔ جب کوئی انسان حقیقت کی راہ میں آجاتا ہے تب تمام قدرتی طاقتیں یکے بعد دیگرے اُس کی شریک ہو کر اُسے اُبھارنے اور ترقی دینے کی نیت سے خود بخود شامل ہو رہتی ہیں آپ میرے محتاج نہیں ہو۔ آپ دیوتا ہو۔ آپ کے آنے سے میرے عقیدہ کو پختگی نصیب ہوگی۔ جب کبھی بڑکا حقیر اور کم حیثیت دانہ زمین کے نیچے ہزاروں من مٹی سے دب جاتا ہے۔ اور اُس کے اندر بالیدگی اور نمو کی خواہش پیدا ہوتی ہے تو بجلی۔ گرمی۔ سردی۔ سورج کی حرارت اور مادہ کی رطوبت وغیرہ مل جُلکر اُسے اُبھارتی ہیں اور ان کی مدد سے وہ زمین کے بطن (گربھ) کو چیرتا ہوا تاریکی سے عالم نور میں آجاتا ہے۔ محنت اور کرم کے قانون کے زیر اثر وہ کانپتے ہانپتے ہوئے آتا ہے اور ظاہرا اس قدر کمزور ہوتا ہے کہ ایک بچہ بھی اُسے اپنی ننھی ننھی ہتیلی سے ملکر معدوم کر سکتا ہے۔ لیکن اُسی وقت بالیدگی نمو۔ رنگ آمیزی۔ اور قدرت کی قدرتی طاقتیں مل جُلکر اُسے سنوارتی سنگارتی اور پرورش کرنے لگتی ہیں۔ اور وہی ننھا سا پودھا بڑھ کر کسی وقت عالیشان درخت کی صورت میں نمودار ہو کر اپنے پتوں کے سایہ سے ہزاروں کو راحت بخشتا ہے۔ اُس کے پھل کھا نیسے سیکڑوں کو سیری نصیب ہوتی ہے اور اپنے سلسلہ میں قانون تولید کے زیر اثر بہت سے درخت پیدا کرتا۔ زیادہ رقبہ گھیرتا۔ اور قدرتی زندگی کی عجیب و غریب شان دکھلاتا ہے۔ مہاراج! آپ میری ذات سے فائدہ اُٹھانے نہیں آئے ہو۔ بلکہ مجھے اپنے فیض سے فیضیاب کرنے آئے ہو مجھے اسکا جزوی علم ہے۔ میں اس راز سے باخبر ہوں۔ آپ کی مہربانی کا شکریہ ادا کرنا میرے حد امکان سے باہر ہے۔ آپ صاحبان کا تو کہنا ہی کیا ہے! یہ

ست سنگی جو اس وقت یہاں تشریف رکھتے ہیں۔ یہ بھی مجھے نفع پہونچانے آئے ہیں۔ ممکن ہے کہ ان میں سے کسی کسی کو یہ علم نہ ہو۔ کیونکہ یہ بھرم میں پڑے ہوئے اپنے آپ کو معمولی آدمی سمجھ رہے ہیں۔ لیکن میں ان کا بھی بہت احسانمند ہوں۔ کیونکہ اگر یہ نہ ہوتے تو مجھے اپنے خیالات کے اظہار کا موقع نہ ملتا۔ یہ سوال کرنے آئے ہیں جواب خود پردے کے اندر چھپا ہوا ان کے دل میں رہتا ہے۔ کیونکہ جو سوال کرتا ہے جواب کو خود اپنے دل میں دبا ہوا۔ اور محجوبیت کی حالت میں ڈھکا ہوا رکھتا ہے۔ مجھے ان کے سوال کرنے سے خیال کی رگ کو حرکت ملتی ہے اور میں ان کی چیز غلاف اور پردوں سے نکالکر ان کے سامنے پیش کر دیتا ہوں۔ اور یہ میری سیدھی سادی باتوں کو سنکر خوش ہو جاتے ہیں۔ اور اپنے آپ میں گیان کا نظارہ دیکھنے لگتے ہیں اگر ان میں وہ نہ ہوتا خواہ وہ اس سے بالکل ہی خالی رہتے تو میرا تمام کہنا سننا اکارت جاتا۔ یہ ادھکاری ہیں۔ گیان خود ان کے اندر ڈھکا ہوا موجود ہے۔ میری باتوں سے پردہ ہٹ جاتا ہے اور یہ مسرور ہو رہتے ہیں۔ زیادہ کیا کہوں۔ میری نظر میں ان سب کی بڑی عزت ہے۔ میں ان کو قابل تعظیم سمجھتا ہوں اور گو یہ بیوہار کی نظر سے مجھے جو چاہیں کہتے رہیں لیکن ان میں سے ہر شخص بطور خود میرے لئے آئینہ ہے۔ میں ان کی زیارت کرنے سے ان میں اپنا روپ دیکھتا ہوں اور یہ مجھ میں اپنے روپ کا عکس دیکھتے ہیں۔ اور یکسانیت کے اصول کی ہمدردی نشو و نما پاکر خوبصورتی۔ پاکیزگی اور ہم آہنگی کی شکل میں تبدیل ہو جاتی ہے تب ست سنگ کا لطف ملنے لگتا ہے اور بہ آسانی زندگی کا رُخ حقیقت کی جانب خود بخود مائل ہو جاتا ہے اور جیون مکت دشا کی لذت نصیب ہوتی ہے۔"

وشنودت بولے۔ "شیودت جی نے مجھ سے آپ کی بہت تعریف کی تھی۔ اور آپ کی یہ تقریر ثابت کر رہی ہے کہ آپ بے لوث اور غیر متعصب آدمی ہیں اور سادہ زندگی میں اعلیٰ خیال کے معراج کی بدیہی صورت ہیں۔"

دیپلل بولا۔ "شیودت جی میں شیو کے نام کی برکت ہے دوسرے لوگ جن باتوں کو

عیب سمجھتے ہیں۔ وہی عیب شوبھگوان کی ذات سے ملکر ہنر ہوجاتے ہیں۔ جس طرح کانٹا خوبصورت گلدستہ میں گُتھ جانے سے خوبصورت ہوجاتا ہے اُسی طرح شوجی نے جن ظاہری عیبوں کو اپنے طرز معاشرت میں شامل کرلیا ہے وہ خوبی اور اعلیٰ درجے کے وصف بنگئے ہیں۔ اگر دوسرا شخص انسان کی کھوپڑیوں کی مالا پہنے تو وہ بدنما اور کراہیت پیدا کرنے والی ہوگی۔ لیکن یہاں برعکس کیفیت ہے وعلیٰ ہذالقیاس پھر اگر شنودت جی شو کے نام کی وجہ سے میری تعریف کرتے ہیں تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے! شوجی کی عظمت اسی بات میں ہے کہ آپ تو عزت اور حُرمت کی طرف سے غافل اور بےپرواہ ہیں لیکن بے آبروؤں کی آبرو بڑھانا اُن کا کرتب ہے۔ تمام دیوتاؤں میں یہ کمال صرف شوبھگوان میں ہے۔ اوروں کو تو صرف اپنی ہی اپنی پڑی رہتی ہے۔ یہ غریبوں کے پشت پناہ۔ بےکسوں کے حامی۔ اور محتاجوں کے مددگار ہیں!!

وشنودت نے کہا۔" آپ کی چند لمحوں کی صحبت اور مختصر باتوں کی برکت سے میرا بھرم دور ہوگیا۔ میں نے عملی طور پر کثرت میں وحدت کا نظارہ دیکھ لیا۔ تمام شک وشبہات یہاں آتے ہی کالعدم ہوگئے۔ اب اگر آپ اجازت دیں تو میں اوروں کی بھلائی کی نظر سے کچھ سوال کروں۔

دیال خاموش رہا۔

تب دشنودت نے پھر زبان کھولی:" آپ میری بات کو سُنکر متعجب نہ ہوں آپ کے خیالات نے اس کُٹی میں اور اس کے اردگرد اپنا منڈل باندھ رکھا ہے اور ممکن نہیں ہے کہ جو ادھکاری یہاں آئے وہ اُن کے اثر سے خالی رہ جائے۔ آگ کے تودہ کے اردگرد حرارت۔ پانی کے ذخیرے کے اردگرد رطوبت۔ میلی اور گندی چیزوں کے انبار کے پاس کثافت اور تعفن۔ خوشبودار پھولوں کے اِدھر اُدھر خوشبو بکھری رہتی ہے۔ آپ نے بھی اپنے خیال اور عقاید کے لحاظ سے اپنے چاروں طرف اسی قسم کا منڈل باندھ رکھا ہے۔ جس کے اثرات یہاں کی آب وہوا

میں محسوس ہوتے ہیں۔ میں ان کو معلوم کر رہا ہوں۔ اور بلا سوال کیے ہوئے آپ کی پختہ کلامی۔ پختہ کاری اور گیان کی پختگی کے اثر سے متاثر ہو گیا ہوں۔ یہ مبالغہ نہیں ہے بلکہ صحیح واقعہ ہے۔ پس میرے شک وشبہات تو یہاں آتے ہی کافور ہو گئے۔ اب میں جیوؤں کی بھلائی کے خیال سے یہ پوچھتا ہوں کہ انسان میں کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ۔ اور اہنکار عام ہیں۔ یہ بڑے دکھدائی ہیں۔ ان کے پنجہ میں پھنسا ہوا آدمی کس طرح خوشی کی زندگی بسر کرے۔ غصہ آگ ہے۔ اور یہ آگ عجیب قسم کی ہے۔ اور آگ تو دوسروں کو جلاتی ہے اپنا نقصان نہیں کرتی۔ اور یہ آگ تو اُسی کو برباد کرتی ہے۔ جس کے دل میں بھڑک اٹھتی ہے۔ لوبھ پانی ہے اور یہ پانی عجیب طرح کا ہے۔ اور پانی تو دوسروں کو غرقاب کر دیتا ہے اپنا نقصان نہیں کرتا۔ لیکن یہ پانی تو اُسی کو ڈبو دیتا ہے جس کے دل کے اندر یہ اپنے رہنے کا حوض بنا لیتا ہو موہ پرتھوی یا مٹی ہے۔ اور یہ مٹی بھی عجیب طرح کی ہے اور مٹی تو دوسروں کو جھٹ کر اُس کا رنگ روپ ڈھک لیتی ہے اپنے کو ضرر نہیں پہونچاتی اور یہ مٹی تو جس کے دل میں پیدا ہوتی ہے اُس کی آپا کو کھو دیتی ہے اور وہ کہیں کا نہیں رہتا۔ کام وایو یعنی ہوا ہے۔ اور یہ ہوا بھی خاص طرح کی ہے۔ اور ہوا تو دوسروں کو کہیں کا کہیں لیجا کر خشک کر دیتی ہے اپنے کو نقصان نہیں دیتی۔ لیکن کام وایو جس کے دل میں پیدا ہوتی ہے اُسی کو سکھا دیتی ہے۔ اہنکار آکاس ہے اور آکاس تو ہرج نہیں کرتا دوسروں کو شاید نقصان پہونچاتا ہوگا۔ لیکن اہنکار کا آکاس تو اُسی کو برباد کر دیتا ہے جس کے دل میں اسے جگہ ملجاتی ہے۔ بھگون! اسی وجہ سے میں کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ۔ اور اہنکار کو انسانی زندگی کا دشمن سمجھتا ہوں۔ انسان کے ساتھ یہ پانچ زبردست دشمن رہتے ہیں کیسے ممکن ہے کہ ان کو اپنا ساتھی بنا کر وہ سکھی رہے۔ اور سانپ دکھدائی نہیں ہوتے لیکن آستین کے اندر پلا ہوا ایک ہی سانپ نہایت خطرناک ہوتا ہے کون جانے وہ کس وقت ڈس کھائے۔ چہ جائے کہ یہاں پانچ سانپ بغل میں بیٹھنے کے لیے دیئے گئے ہیں۔ انہیں بغل [illegible] انہیں [illegible] اُس دُنیا کو پیدا

گیا اور دنیا کے رہنے والوں کے ساتھ یہ پانچ خوفناک موذی دشمن لگا دیے۔ آپ کہیے۔ اگر آدمی ان سے پریشان ہو کر ہر وقت شور نہ مچاتا رہے تو کیا کرے؟ کوئی شخص اگر کسی کو دریا میں رکھ کر یہ کہے کہ خبردار! پانی میں تو رہو لیکن پاؤں کو تر نہ ہونے دو تو یہ ظلم ہوگا یا نہیں؟ اسی طرح غریب آدمیوں کے ساتھ یہ پانچ موذی بنائے گئے ہیں اور شاستر حکم دیتے ہیں کہ ان سے بچ کر رہو۔ یہ ممکن کب ہے؟ آپ بتلائیے ان کے ساتھ رہ کر آدمی کیسے خوش ہو؟"

دیال نے جواب دیا۔ "بھگون! آپ کا سوال ہزاروں قسم کے سوالوں کی ماں ہے۔ اسی سوال کے اندر آپ جواب بھی دیتے جاتے ہیں اور اصلیت کا پتہ بھی بتاتے جاتے ہیں۔ آپ کا دل و دماغ بھی خاص قسم کا ہے۔ جس کا ایک ہی سوال رمز اور اشاروں سے بھرا ہوا ہے اور یہ سب مل ملا کر آپ ہی آپ اصلیت اور حقیقت کی جانب مائل ہونے کے لیے مجبور کرتے ہیں۔ آپ کا ایک جملہ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ایک ایک لفظ ضخیم کتاب کی حیثیت رکھتا ہے۔ آج آپ میری میزبانی قبول کیجیے۔ تھکے ماندے اور بہوت تک آئے ہیں۔ ست سنگ کا وقت بھی گذر چکا ہے۔ کل میں اپنی سمجھ کے موافق اس سوال پر روشنی ڈالنے کی کوشش کرونگا"

مہمانوں نے یہ رائے پسند کی۔ پاروتی لکشمی اور ساوتری تو زنانے کمروں کے اندر تشریف لے گئیں۔ برہمہ دت، وشنو دت، شیو دت، ہنڈ ھوج، گرڑ دھوج، اور نندو کو مردانہ کمروں میں ٹھہرایا گیا۔

پہلا پرکرن

تو بوجن کا انگ

ست پُرش انسان کا اہل ہے

صبح کے آٹھ بج گئے۔ تمام ست سنگی [illegible] ست سنگ میں

اپنی اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گئے۔ سب سے پہلے پرارتھنا اور بندنا گی گئی۔ پھر دیال نے نووارد مہمانوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ "صاحبان! وشنودت جی نے کل جو نہایت ضروری سوال کیا تھا۔ آج اُس پر غور کرنے کا وقت ہے۔ میں بہتر سمجھتا ہوں کہ کوئی صاحب سنتوں کی کوئی بانی پڑھ کر سنا دیں۔ میں اُسی کے سہارے وشنودت جی کے سوال کے جواب دینے کی کوشش کرونگا۔ کیونکہ یہ میرا روز روز کا معمول ہے۔ میں دیاکھیان نہیں دیتا۔ بلکہ جو کچھ عرض کرنا ہوتا ہے۔ سنتوں کے کلام کے سہارے اُسے بیان کرتا ہوں۔"

دیال کے سامنے کئی کتابیں رکھی ہوئی تھیں۔ اُن میں شبد سار نامی ایک پوتھی تھی۔ چونکہ وہاں پڑھنے والے کی کوئی تخصیص نہیں تھی۔ نند و جی کی نظر اُس پر پڑی اور پوتھی اُٹھا کر نہایت خوش الحانی کے ساتھ یہ پوربی شبد پڑھ کر سنایا۔

شبد

تیری کایا میں ست کرتار بھٹکا کیوں کھاوے
تیری کایا میں ست کرتار بھٹکا کیوں کھاوے

(۱) کایا میں رہے مایا دایا۔ کایا سورگ دُوآر۔ بھٹکا کیوں کھاوے
(۲) کایا سودھ سودھ نج کایا۔ کایا کا بھید اپار۔ بھٹکا کیوں کھاوے
(۳) کایا نرگُن سگُن ہے کایا۔ کایا برہم وچار۔ بھٹکا کیوں کھاوے
(۴) کایا مدّھے سہس کنول دل۔ کایا میں اونکار۔ بھٹکا کیوں کھاوے
(۵) سُن مہاسُن کایا رہتے۔ کایا سوہنگ سار۔ بھٹکا کیوں کھاوے
(۶) ست پُرش کایا کے باسی۔ الکھ اگم کا دوار۔ بھٹکا کیوں کھاوے
(۷) رادھا سوامی چرن شرن بلہاری۔ کایا ہے ٹکسار۔ بھٹکا کیوں کھاوے

پڑھنے والے کا گلا کیا تھا۔ بانسری تھی۔ سُننے والے دنگ رہ گئے۔ درد گی تھی۔ برہا آ گئے۔ سناٹا چھا گیا۔ سب کے سب تصویر حیرت بن گئے۔ اور

خاموشی کا یہ عالم تھا کہ اگر سوئی بھی گرتی تو اُس کی آواز تک سُنائی دیتی۔
وشنودت جی بولے۔ "بھگون! شبد پُر معنی ہے۔ لیکن اس کو میرے سوال سے کیا نسبت ہے۔ کیا آپ اسی کی تشریح کیجیے گا؟"
دیال بولا "مہاراج! یہ شبد موج سے پڑھا گیا ہے۔ اسی کے اندر آپ کے سوال کے تمام پہلو موجود ہیں۔ میں اسی کی تشریح شروع سے آخر تک کرونگا۔ ہاں لفظوں پر میں نہ جاؤنگا۔ مغز معنی اور روحِ سخن سے تعلق رکھونگا۔ آپ غور سے سُنتے جائے اس شبد میں کایا لفظ کی ماہیت اور اہمیت دکھائی گئی ہے۔ اور اشارہ میں اسی کایا کو سب کچھ سمجھ کر اسی کے جاننے۔ سمجھنے اور انھو کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔"
وشنودت جی نے کہا۔ "مین کایا تو صرف جسم کو سمجھتا ہوں جس میں دراصل کام کرودھ لوبھ موہ اور اہنکار رہتے ہیں۔ یہی تمام عیبوں کی جڑ ہے۔ اور اس شبد میں اسی کی تعریف کا پُل باندھا گیا ہے۔ کیا آپ جسم پرست ہیں۔ جسم پرستی بری بات ہے اسی جسم پرستی کا دُوہرا نام نفس پرستی ہے۔ شاستروں نے زوردار لہجہ اور مؤثر پیرایہ میں اس کی مذمت کی ہے۔ اور دیہہ آتم وادیوں یعنی جسم پرستوں کے آئین کی بیخکنی کی ہے۔ یہی قید و بند کی صورت ہے اور اسی کے دام سے چھٹکارا پانے کی تعلیم دیگئی ہے۔ کیا آپ دیہہ آتم وادی یعنی جسم پرست ہیں؟"
دیال نے زبان کھولی۔ "میں سب کچھ ہوں اور کچھ بھی نہیں۔ آپ مجھے جسم پرست بھی کہہ سکتے ہو اور رُوح پرست بھی کہہ سکتے ہو۔ میں دونو ہی ہوں اور دونو ہی سے پرے ہوں۔ جسم اور رُوح دونو ہی میرے سہارے رہتے ہیں میں یہ بھی ہوں اور ان دونو سے نیارا بھی ہوں۔"
وشنودت جی بولے "ممکن ہے میں نے اس کایا کے مطلب کے سمجھنے میں غلطی کی ہو۔ اسلیے سب سے پہلے آپ اسی لفظ کی وضاحت کر دیجئے۔"
دیال نے کہا "میں کیسے تسلیم کروں کہ آپ میں غلط سمجھت ...نک مین

پہلے ہی عرض کر دیا ہے کہ آپ مخصوص قدرتی طاقت کی صورت میں میرے خیالات کی وضاحت کا ذریعہ بن کر آئے ہو ۔ اور آپ نے خود کل کے دن اقرار کیا تھا کہ آپ مین شک وشبہات باقی نہین رہے ۔ آپ صرف جیوؤن کی بھلائی کے خیال سے سوال کر رہے ہو ۔ اب اس کایا لفظ کی تشریح سنیئے ۔ یہ سنسکرت لفظ "کا" سے بنا ہے ۔ جس کی مُراد برہمہ یعنی ذات حقیقت ہے ۔ اور اسمیں "اَے" بطور مختصر حرف علت کی جگہ مستعمل ہوا ہے ۔ یہ تو اُس کا اصلی ۔ لغوی اور سچا معنی ہے ۔ دوسرے معنی جو سنسکرت لغات میں آئے ہیں وہ یہ ہیں "جسم" "خالق کے پاک ہات کا حصہ" "برھما کی آہوتی کا حصہ" "آٹھ قسم کی شادیوں میں سے ایک شادی جسے برجاپتیہ کہتے ہیں" "مجموعہ" "مجمع" "نشان" "ہر شے کی اصلیت" "مکان" "اصل اصول" "برھما کا ایک نام" وغیرہ وغیرہ اب آپ خود ہی غور کیجیے ۔ ان میں سے کون باتیں مذموم اور مذمت کرنے کے قابل ہیں ۔ خواہ مخواہ کسی شے کو غلط فرض کر لینا داناؤں کا کام نہیں ہے ۔"

وشنودت کو سخت حیرت ہوئی ۔ بولے ۔" آپ کا کہنا صحیح ہے ۔ سنسکرت لغت میں کہیں بھی کایا کی مُراد مذموم نہیں ہے ۔ میں اس کا اقرار کرتا ہوں ۔ میں خود سنسکرت زبان سے واقف ہون ۔"

دیال بولا ۔" اور جب کایا کی اس قدر اہمیت ہے تو پھر اُس کی شکایت یا بُرائی کرنا اگر نادانی نہیں ہے تو اُسے اور کیا کہا جائے !"

وشنودت جی نے کہا ۔" اس کی اور بھی کچھ وضاحت کیجیے ؟"

دیال نے جواب دیا ۔" یہ کایا سب سے پہلی چیز ہے اور یہی سب سے آخر چیز رہے گی ۔"

اس جملہ کے سنتے ہی سب کے اوسان خطا ہوے ۔ کیونکہ سب لوگ جسم کو فانی اور ناپائدار مان رہے تھے ۔ اور یہاں بالکل اُس کے برعکس بات کہی گئی تھی ۔ برہمہ وت کے ہوش گم ۔ صورت شنودت جی خاموشی

کے ساتھ بغور تقریر کو سُن رہے تھے۔

وشنو دت جی بولے۔ "آپ جو بات کہتے ہو نرالی ہی کہتے ہو۔ جو نہ کبھی سُنی گئی اور نہ شاستروں ہی میں پڑھی گئی۔ یہ ممکن کیسے ہے کہ یہ جسم اوّل بھی ہو اور آخر بھی ہو۔ ہم تو اسے ایسا نہیں مانتے۔"

دیال نے کہا۔ "ہر شخص کو اپنے خیال اور رائے کا حق ہے۔ میں یہ تو کبھی نہیں کہتا کہ میری رائے خواہ مخواہ سبھی مان لی جائے۔ لیکن میں سمجھتا تھا کہ ست سنگی اس بے تکی بات کو سُنکر چوکنے ہو جائیں گے۔ اور ایسا ہی ہُوا۔ شبد میں آیا ہی ہے

" کایا کا بھید اپار۔ یہ بھٹکا کیوں کھاوے"

یہ جملہ اپنی خاص نوعیت کی نظر سے آپ کے غور کرنے کا مستحق ہے۔"

وشنو دت جی بولے۔ "اس کی وضاحت کر دیجیے!"

دیال نے کہا۔ "جس کی ابتدا ہے اُس کی انتہا بھی ہے۔ اول اور آخر کہنے کا ایک مطلب تو یہ ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ اگر ابتدا میں کوئی چیز تھی تو آخر میں بھی وہی چیز باقی رہے گی۔"

وشنو دت جی بولے۔ "یہ صحیح ہے۔ اس کے صحیح ہونے میں کوئی شک نہیں ہے لیکن سوال تو یہ ہے کہ کیا یہ جسم ہمیشہ سے ہے؟"

دیال نے جواب دیا۔ "اگر یہ ہمیشہ سے ہے تو ہمیشہ رہے گا۔ اور اگر ہمیشہ سے نہیں ہے تو ہمیشہ نہ رہے گا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ ہمیشہ سے ہے اور اسلیے اس بات کو بھی مانتا ہوں کہ یہ ہمیشہ رہے گا۔"

وشنو دت جی بولے "یہ نہایت حیرت کا مضمون ہے۔ کیا آپ کسی شاستر یا وید کا حوالہ دے سکتے ہو؟"

دیال نے کہا۔ "میرے یہاں کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا جاتا۔ ہاں میں جس کتاب یا کسی بزرگ کے کلام میں سچائی دیکھتا ہوں چاہے وہ وید شاستر یا کوئی بھی ہوں اُن کی تعظیم کرتا ہوں کتاب انسان کی بنائی ہے۔

کسی کتاب نے انسان کو نہیں بنایا۔ وید ہوں یا شاستر! سب کی ہستی انسان کے سہارے ہوئی ہے۔ اگر انسان نہ ہوتا۔ تو پھر ان کا عدم وجود برابر ہوتا۔ میں انسان ہوں۔ اور بہ حیثیت انسان کسی کی رائے یا خیال کا پابند یا غلام نہیں ہوں میرا طریق آزادی ہے اور آزاد منش انسان کو غلامی پسند نہیں ہے۔ میری بات بھی صرف انسان ہی سمجھ سکتا ہے۔ جو انسان نہیں ہیں۔ خواہ جن میں ابھی تک انسانیت کی نشوونما پختگی کے حد تکمیل تک نہیں پہونچی ہے وہ میری باتوں کو جون کا تیوں نہ سمجھ سکیں گے اور میں اُن سے ہمکلام بھی کمتر ہوتا ہوں"۔

وشنودت جی نے حیرت انگیز لہجہ میں سوال کیا۔ "کیا آپ انسان کو دیوتاؤں پر بھی فائق سمجھتے ہیں؟"

دیال نے جواب دیا۔ "انسان تمام مخلوقات پر اور تمام موجودات پر تصرف رکھتا ہے بلکہ سچی بات یہ ہے کہ دیوتاؤں کا پیدا کرنے والا خود انسان کی ذات ہے"۔

یہ جملہ اور بھی مزید حیرت کا باعث ہوا۔ وشنودت اور برہمہ دت دونوں نے وشنودت جی کی طرف نظر کی اور انھوں نے اپنی آنکھوں سے اشارہ کیا کہ حیرت میں نہ آؤ صرف باتوں کو سنتے چلو۔

وشنودت جی بولے۔ "بھگوان! میں انسان کی بہتری کے خیال سے آپ سے سوال کرنے آیا تھا۔ میں آدمیوں کو حقیر اور مصیبت کی زنجیروں سے جکڑا ہوا سمجھتا تھا۔ اور آپ انسان کو سب سے بزرگ اور سب کا خالق بتا رہے ہو؟ اسمیں کیا راز ہے؟"

دیال نے کہا۔ "آپ مبارک ہیں جن کے دل میں انسانی ہمدردی ہے آپ کی ہمدردی غلط نہیں ہے اور نہ آپ کا انسان کو ذلیل اور بے آبرو اور تکلیف زدہ جاننا ہی جھوٹ ہے۔ ہر ایک شخص اپنے خاص نقطہ نگاہ سے رائے قائم کرتا اور نتیجہ نکالتا ہے۔ جن کی ہمدردی نے آپ کے دل کو متاثر کیا ہے وہ ابھی انسان نہیں ہو[illegible] انسان نہ کہ

کی مدد کا محتاج ہے۔ نہ غلام ہے اور نہ اُس میں کسی قسم کی کمی ہے۔ جس وقت ان میں انسانی کمال آجائے گا اُس وقت یہ انسان کہلائیں گے اور انسان کہلانے کے مستحق ہونگے"۔

وشنودت نے پوچھا "آپ انسان کس کو کہتے ہو؟۔ کیا یہ ست سنگی جو آپ کے دربار میں بیٹھے ہیں انسان نہیں ہیں؟"

دیال نے جواب دیا۔ "یہ انسان ہیں اور نہیں بھی ہیں۔ ذاتیات کے متعلق ایسے سوالات علم اخلاق کے اصول کے برخلاف ہیں؟ کیونکہ اُن سے دل آزاری کا خوف ہوتا ہے جو انسان کی نگاہ میں گناہ عظیم ہے بیشتر انسانی صورت والے مخلوق کو ہم معمولی طور پر جیو کہتے ہیں جس طرح ایک ننھا پودھا درخت کہلاتا ہوا درخت نہیں بھی ہے ویسے ہی انسانی صورت والے جیو انسان ہوتے ہوئے بھی انسان نہیں ہیں۔ یہ آپ کے سوال کے ایک جز کا جواب ہے۔ رہا دوسرا جز کہ میں انسان کس کو کہتا ہوں اُس کا جواب سُنیئے۔ انسان قدرت کی مکمل فردیت اور شخصیت کا نام ہے جو ہمہ اوصاف موصوف ہوتا ہوا اوصاف کے حد بست سے اونچا ہے۔ آزاد مطلق۔ مسرت کی مجسم صورت۔ تعلق میں بے تعلقی اور بے تعلقی میں باتعلق قید و بند میں رہتا ہوا آزاد اور نجات رکھتا ہوا مقید۔ یہ سب اوصاف سچے انسان کے ہیں"

وشنودت جی نے پھر سوال کیا "یہ جو آپ کہتے ہیں۔ سچ ہوگا۔ خواہ سچ ہے لیکن انسان دیوتاؤں کا پیدا کرنے والا کیسے تسلیم کر لیا جاوے؟ میں تو اب تک یہی سمجھتا رہا ہوں کہ دیوتا انسان کو پیدا کرتے ہیں"

دیال بولا۔ "آپ حق بجانب ہیں اور سچے ہیں اور میں بھی حق بجانب اور سچا ہوں۔ پہلے آپ دیوتا لفظ کی ماہیت پر غور کیجئے۔ دیوتا دیہ شکتی یعنی قدرت کی منور طاقت کا نام ہے۔ یہ تمام قدرتی طاقتیں اور قدرتی اوصاف انسان میں ہمیشہ موجود رہتی ہیں جب انسان ان کی طرف متوجہ ہو کر انکیں

ترقی دیتا ہے تب وہ بدھی شکتی ڈیولڈ کہلاتا ہے۔ ترقی دینا ہی
پیدا کرنا یا پرکٹ کرنا ہے اور اس لحاظ سے انسان دیوتاؤں کا پیدا
کردہ ڈیولڈ کہلاتا ہے۔ یہ میرا کلام ہے۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ دیوتا
انسان کا پرکٹ کردہ ڈیولڈ ہے یہ بھی صحیح ہے کیونکہ جب کسی قسم کی طاقت
یا لیاقت کسی خاص انسان میں ترقی پا جاتی ہے تو وہی طاقت
اور لیاقت اس سے دوسروں سے ممتاز کر دیتی ہے اور وہ پرکٹ
ہو جاتا ہے اس لئے آپ کا اور نیز میرا خیال دونوں ہی اپنے اپنے طور
پر صحیح ہیں۔

وشنو دت جی اس جواب کو سن کر سخت متحیر ہوئے۔ بات سچی تھی۔
دو چار لمحہ تک سوچتے رہے پھر سوال کیا۔ "پیدا کرنے سے میری مراد
پرکٹ کرنے کی نہیں تھی"۔

دیال بولا۔ "پھر آپ پیدا کرنے سے کیا مراد لیتے ہیں؟"

وشنو دت جی نے کہا۔ "پیدا کرنا یہ ہے کہ جو شے پہلے نہ رہی ہو اسے
عالم ظہور میں لا کر دکھلا دینا۔"

دیال نے کہا۔ "سچ ہے۔ مورتی جیسے پتھر یا لکڑی میں لکھی نہیں آئی
تھی۔ سنگتراش یا بڑھئی نے اس میں سے نکال کر پیدا کر دیا۔ یہ ٹھیک
تو یہ خیال صحیح ہے۔ لیکن اگر آپ یہ کہیں کہ کوئی شے بغیر کسی کے
بنی بنائی پائی جاتی ہے تو پھر وہ غلط ہو جائیگا۔ کیونکہ نیستی سے
بھی ہستی نصیب نہیں ہوتی

وشنودت جی نے پوچھا۔ "کیا برہما جی نے دنیا کو پیدا نہیں کیا؟"

دیال۔ "ضرور پیدا کیا۔ لیکن برہما جی سے دنیا ویسے ہی پیدا ہوئی جیسے ماں باپ کے میل سے لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ لڑکا نہیں تھا باپ کے بیج میں پہلے ہی موجود تھا۔ اور صرف یا سنجوگ سے پرگٹ ہو گیا۔ آپ کے شاستروں میں بھی تو کہتے ہیں کہ پتا کا آتما ہے۔"

وشنودت جی نے کہا۔ "یہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ لیکن کیا اس سے پہلے برہما جی کو پیدا کیا تھا؟"

دیال بولا۔ "بیشک"

وشنودت نے پوچھا۔ "کس طرح؟"

دیال نے جواب دیا۔ "جس طرح باپ کا پیدا کرنے والا بیٹا ہے۔ جب بیٹا پیدا ہو جاتا ہے تب ہی تو باپ کہا جاتا ہے۔ پیدائش سے پہلے کسی نے کسی کو باپ کیا کہا ہے!"

وشنودت جی پھر غور کرنے لگے۔

دوسرا پرکرن

تتو بودھنی کا اندر مسئلہ کال

وشنودت نے سوال کیا۔ "بھگون! یہ لفظ رعایت کی نظر سے باپ کی بابت قدم ذرا کہا کی ... اپنا باپ ...

دیال بولا۔ "آپ اپنے سوال کو ذرا اور زیادہ واضح کر دیجیے
تو میں جواب دوں۔"
ونودت جی نے کہا۔ "آپ نے پہلے کہا ہے کہ دنیا میں جو وجود
پہلے اکائی تھی وہ اپ ال تھی۔ دیوتا وغیرہ اسی کے بعد اسی سے پیدا ہوئے
میں اسی راز کو سمجھنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ میرا خیال اس کے برعکس ہے"
دیال نے جواب دیا۔ "میں بھی صحیح ہوں اور آپ بھی صحیح ہیں
صرف نقطۂ نگاہ کا فرق ہے اور نقطۂ نگاہ نسبتی اصطلاح کے ساتھ
رہتا ہے کہنے کو تو میں نے سب کچھ کہہ دیا وید اور شاستروں کا حوالہ
میں دیا نہیں اور آپ اس کے بغیر سمجھیں گے نہیں۔ یہ مشکل ہے"
ونودت بولے "اگر شاستروں میں کوئی ایسا اشارہ آتا ہے۔ تو
پھر اسے بیان کرنے میں ہرج کیا ہے؟"
دیال نے کہا۔ "بہت خوب! سنیے۔ اپنشد کہتے ہیں "پہلے
حقیقت تھی۔ اور وہ حقیقت چھپی ہوئی تھی۔ اسی حقیقت نے
اختفا کے پردے کو چیر کر اپنا ظہور کیا اور وہ پرش کہلایا۔"
الفاظ تو یہ ہیں لیکن ان کی مراد کو واضح کرتے ہوئے
یہ پرش اپ ال ہی تھا کیونکہ پرش کے معنی ہیں آدمی۔"
ونودت قہقہہ مار کر ہنسے۔ اور باوجودیکہ شودت جی نے انہیں
آنکھوں کے اشارے سے منع کیا لیکن ان کی ہنسی ضبط نہ ہو سکی۔

وشنو دت نے مسکرا کر کہا - آپ کی بہت دور کی سو
اپنشد کیا کہتے ہیں اور آپ اس سے کیا سمجھ رہے ہیں!
واجب الوجود کی خبر دیتے ہیں اور آپ اس سے انسان بنا
رہے ہیں"

دیال بولا - "میں تو جو کچھ کہہ رہا ہوں سچی بات کہہ رہا ہوں۔
اگر اس کی مراد اس وقت کی وجہ سے آپ کی سمجھ میں نہ
آئے تو یہ دوسری بات ہے - پرش لفظ سنسکرت زبان د
پر (جسم) اور شی (رہنا) سے بنا ہے جو جسم میں رہتا
وہی پرش ہے اور پرش بالعموم انسان ہی کو کہتے ہیں
ہوں کہ لغت میں اس کے معنے اور بھی لیکن جسم میں ر
کی قید پرش میں ہر وقت رہے گی - اور چونکہ تمام رشی منی
کہ انسان کا جسم تمام اجسام سے افضل اور بزرگ ہے
اگر میں اسکو انسان کہتا ہوں تو بیجا کیا ہے! انسان
میں اگر پرش ہے وہی سب میں اول ہے وہی خو
اب رہی یہ کہ آپ میری بات کو مانیں یا نہ مانیں ا
اختیار ہے۔"

وشنو دت نے متحیر ہو کر پوچھا کہ - "کہ پرش تو وہ ضرور ہے لیکن
کہا جاتا ہے کہ وہ انسان ہے۔"

دیال بولا - "اسکو جنہے کہ سب میں افضل صرف انسان ہی مانا
آپ یا آپ سنسکرتی اور تمام کالوں و انسان سے بزرگ

...نیا اور ہے فرشتہ تو ہر سب سے افضل ہے لیکن اُن کی شکتی
نہیں ہوتی +

ونودت جی نے پوچھا۔ "ایسی حالت میں آپ اُس کے کیا اور
کوئی نام بھی دے سکتے ہیں؟"

دیال نے جواب دیا۔ "جب روپ ہے تو اُس کے جتنے نام رکھو
اُن ناموں کی مراد ایک ہی ہوگی۔ ہم اُس کے سب سے پرش یعنی
[illegible] ان کامل کا نام دیتے ہیں اور قدرت کے پہلے ظہور کے لیے یہ نام
زیادہ موزوں ہے۔"

ونودت بولے۔ "اُس کو برہما یا ایشور کیوں نہیں کہتے؟"

دیال نے کہا۔ "منع کون کرتا ہے اگر کسی جسم کی تو ہر دھاری
شخصیت کی ذات سے برہما کہنا چاہیں تو آپ کو اختیار ہے اور
ایشور کی تعریف اور مبہم نام ہے جتنی بھی ایشور ہے یعنی قدرت
صفت اور حکومت ہو وہ ایشور ہے اس صفت تک کچھ
کوئی ناقص یا مکمل شخصیت موصوف ہو کسی اس سے ایشور آسانی سے
کہا جا سکتا ہے چاہے وہ کوئی بھی ہو۔ آپ بھی تو ایشور ہی ہیں۔
مہادیو اور ونودت جی بھی ایشور ہیں۔ میں بھی ایشور ہوں کیونکہ
سب میں کسی نہ کسی قسم کی حکومت کی قوت اور حیثیت
صفت موجود ہے۔ اس لئے میں اس لئے مبہم لفظ کا استعمال نہیں
[illegible] آپ کو اختیار ہے۔

تھودیو بھی چوکنے ہو گئے۔ کیونکہ وہ اشور کی مراد سمجھ گئے اور یہ بھی
ٹھیک تھے۔ اور یہاں ایک ایسا بلا جو سبھ کی سمجھ جا
ہے لیکن یہی بات اُن کے دل میں تیر کی طرح لگ گئی۔ اُن
وہ آنکھیں بند کر کے سوچنے لگے۔

تب تھودیو جی نے سوچ اور تحمل دکھا کر فرمایا۔ "آپ
جی کیوں بولتے زبان کھول کر اور دیکھئے۔ دیال جی اس
سے زیادہ اور کیا کہتے ہیں۔"

وشودیو نے پوچھا۔ "آپ جو کہہ رہے ہیں میں اس سے
متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس کا مجھے اقرار ہے۔
اب یہ فرمائیے کہ کیا اسی سمت پرش تب ایل کا
نے یہ رچنا کی ہے؟"

دیال نے کہا۔ "ایک معنی میں وہ رچنا پرشوتم سے خلقت
ضرور اسی کے آسرے ہوا ہے کیونکہ وہی سب خلقت کا مدار
ادھشٹان اور ادھشٹاتا ہے جس کے سہارے یہ سب کچھ ہے۔
لیکن وہ نرالمب مراد ہے۔ دوسرے جس معنی میں اسے
خالق یا پیدا کرنے والا کہہ رہے ہیں اس معنی میں ایسا
نہیں بھی ہے۔

شودت جی نے زبان کھولی "آپ بھی عجیب شخص ہیں۔ سب کچھ
کہتے بھی جاتے ہو۔ اور پھر کچھ بھی نہیں کہتے ہو۔ انکار اور اقرار دونوں ہی
آپ کے کلام میں پہلو بہ پہلو چلتے ہیں۔ اگر وہ خلقت کا سہارا نہیں
۔ تو پھر یہ عالم کہیں سے ظہور میں آیا؟"
پال بولا۔ "یہ متضاد بات اس وجہ سے کہنا ہوگا۔ کہ
دونوں کا آدھار ایک ہی ہوگا۔ سچ ہو یا جھوٹ۔ دونوں کو مجھ سے
سہارا ملتا ہے۔ ورنہ نہ یہ جھوٹ ہوتا اور نہ یہ سچ ہوتا۔
بات مراد اللہ اور آرادھی ہوگا" +
شودت جی نے کہا۔ "آپ اس اولین پرش کو (وجود کو)
پرش کہتے ہیں سب سچ کو کہتے ہیں۔ اس سچائی کے
صفت سے موصوف ہونے کی وجہ سے اس سے پیدا ہوا جگت جھوٹ
نہیں ہو سکتا۔"
پال بولا۔ آپ نے سمجھنے میں غلطی کی۔ "ست" کے معنی سنسکرت
سچ ہی نہیں ہے بلکہ اس کی مراد کچھ اور بھی ہے۔ ست سنسکرت
اس سے نکلا ہے جس کے اصلی معنی صرف ہونے کے
وہ ہے اس لئے ست کہلاتا ہے اس سے زیادہ اس کو اور
بیٹا یا بھرم میں پڑتا ہے۔ آپ سمجھے یا نہیں؟"
دت جی بولے "ہاں یہ میں سمجھ گیا کہ میں تو اور طرح پر اسے
حجت کرنے آیا تھا میں جانتا تھا کہ کس طرح انسان کو

کام کرودھ وغیرہ سے بچا ہو۔ لیکن مضمون طول
ہوتا جا رہا ہے۔ خیر۔ اب یہ بتائیے کہ عالم کس طرح اور کس
ظہور پذیر ہوا۔؟

دیال نے کہا۔ "میں اپنی طرف سے تو کچھ نہیں کہتا۔ جو
کے ہاں سوالوں کا جواب دے رہا ہوں۔ اور ایسے سوال و جو
کے سلسلہ میں آپ کی غرض بھی پوری ہو جائے گی۔ سانکھیہ
یعنی اصولوں کی وضاحت بہتر ہوتی ہے اس سے علم کی
ہوتی ہے۔ اب بھی اگر آپ چاہیں۔ تو میں کام کرودھ کی
وضاحت میں لاؤں۔

وشواجیت جی بولے۔ "نہیں نہیں۔ تو پھر اور کچھ شروع کیجیے
میں متلاشی اور محقق کی حیثیت میں آپ کی خدمت میں
ہوا ہوں۔ مجھے جھگڑا اور مناظرہ سے غرض نہیں ہے۔ اب آپ
اس قدر اور بتا دیجیے کہ دنیا کا پیدا کرنے والا کون ہے؟

دیال بولا۔ "یہ سب پرش یعنی ایک ل کا حل کے ارد گرد ایک
مادہ نے انکرت کی صورت میں حلقہ مار رکھا تھا۔ جس طرح
کے ارد گرد اس کا نور بکھرا رہتا ہے قدرت کا
کے ارد گرد ہی میل مادہ ہر جگہ رہتا ہے۔ جیسے ہیرے
اوپر اس کی ضیا منڈلاتی رہتی ہے۔ یہ اپنے مادہ علا

سے رہتا ہے ست پرش کے نیچے جو پیال مادہ
مارے ہوئے تھا۔ اُسکا نام مایا یا آدھ مایا ہے۔ یہ
ہر وقت چکر کھاتی رہتی ہے۔ اِس چکر میں ست پرش
عکس پڑا اور وہ مایا کے میل سے بلکہ خاص قسم کی
شخصیت میں ظہور پذیر ہوگا۔ اُسکی حیثیت بالکل
ہی ہے جیسے ہمارے اور تمہارے سائے کی ہوتی ہے
یہ ہمزاد کہلاتا ہے۔ اور ست پرش کے ساتھ رہنے سے
نے پلٹ ہو کر اپنی توجہ ست پرش کی جانب
جس کی وجہ سے اُسمیں خاص قسم کی ہستی آ گئی۔ اور
رنگ کی کلاش جو مایا میں تھی اس سے چھپ
گئیں۔ اِس نے ست پرش کی حیثیت عاریت
لیکر کہا۔ میں ہوں۔ اور ڈر کے اِس طرح کہنے سے
قسم اہنکار یا غرور کا مادہ پیدا ہوا۔ اہنکار جو دوں
تا ہے۔ غرور صرف فرد کی ہستی پر مشتمل ہے۔ قدرت
محدود ہے۔ اہنکار دو مشترکہ مادہ ہم دیں اور کار
کا نام ہے) سے پیدا ہوا ہے۔ شخصیت کے ظہور کا نام اہنکار ہے
ہستی سے ترقی دکھتا ہے اور الگ دکھائی ہو کر اُس سے
جدا ہوتا ہے۔ اور اپنی کو روپ کر اپنا کہ یہ جدائی ہونے کا

مطلب ہے اس کے سوا 'ابھمان' لفظ کا اور کوئی مطلب نہیں ہے۔ 'ابھی' کے
معنی ہیں قربت یا میل۔ اور 'مان' کے معنی ہیں "من کا جوڑنا" یا "ماننا" جس طرح
کوئی شخص کسی بزرگ کے ساتھ تعلق کا رشتہ جوڑ کر اُس جیسا بننا چاہتا ہے۔
اور اصل میں وہ ویسا نہیں ہے اُسی طرح اس چھایا پُرش یعنی ست پرش کے ہمزاد
نے ست پرش کی ہستی کو عاریت لے کر اپنی ہستی کا اقرار کیا اور کہا کہ "میں ہوں" اور
اُس سے اہنکار تو یعنی ہستی کے ظہور کا مادّہ پیدا ہوا۔"

وشنودت جی کی آنکھیں فرط استعجاب سے کھل گئیں۔ بولے۔ "بھگون!
اُپنشد بھی اس بات کا اشارہ تو کرتے ہیں۔ لیکن اُن کے یہاں صفائی اور وضاحت
نہیں ہے۔ واہ وا! آج اس اہنکار کی سمجھ مجھے آئی۔ لیکن اُپنشد اسی چھایا پرش کو
سب کچھ مان رہے ہیں۔ آپ اس کو کیا نام دیتے ہیں؟"

دیال بولا۔ "ہم اس کو کال پُرش کہتے ہیں۔ اور اس نام کی رعایت اس وجہ سے
ہے کہ چکر کھاتی ہوئی مایا کے بطن سے اس کا ظہور ہوا ہے۔ چکر میں واقعات حالات
اور سوانحات کا بہ تکرار اعادہ ہوا کرتا ہے اور چونکہ ان سب باتوں کا ظہور وقت وقت
پر ہوتا ہے اس لیے اس وجود کا نام کال پُرش ہے اور اُس میں پیدائش قیام
اور موت کے واقعات ہمیشہ ہوا کرتے ہیں۔"

وشنودت نے پوچھا۔ "جب یہ سایہ محض ہے تو پھر اسنے دُنیا کی پیدائش کا سلسلہ
[کس] طرح قائم کیا؟ یہ معمہ حل طلب ہے۔"

دیال نے جواب دیا۔ "یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ [illegible]
کی توجہ کرنے سے اس کا سایہ جیسا جاگتا ہے [illegible] خاص خاص قسم کے [illegible]
[illegible] لگا۔ آپ سے [illegible] کا عمل کہتے ہیں۔ یہ دور کبھی نہیں [illegible]

-/8

[illegible]

ہیرے ہو جاتے ہیں۔ یا تو خود کسی پر توجہ کرو۔ یا کسی کی توجہ تمہارے اوپر ہو اور نتیجہ عجیب طور پر حیرت انگیز اور تعجب خیز ہوگا۔"

وشنودت جی نے کہا۔ "توجہ کا مضمون تو صحیح ہے لیکن یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہاں اس کے ساتھ کس کا تعلق تھا۔؟"

دیاآل نے دیکھا کہ وشنودت نے اصلیت کو نہیں سمجھا۔ بات مشکل بھی تھی تب وہ اس طرح گفتگو کرنے لگا: "قدرت میں ایک خاص اصول ہے۔ جو خود بخود اپنے آپ کام کرتا رہتا ہے۔ ابتدا میں کیا تھا۔ نہ اُسے کوئی ہست کہہ سکتا ہے نہ نیست کہہ سکتا ہے۔ کیونکہ ہستی اور نیستی دونو ہی نسبتی کلمے ہیں اور وہ ان دونو سے پرے ہے۔ جب ایک شے کو کچھ کہا جائے گا تو خود نسبتی مدارج بنجائیں گے۔ بغیر نسبت کے خیال کے اظہار میں سخت دقّت ہوتی ہے۔ جہاں دل اور زبان (یعنی من اور بانی) کی رسائی نہیں ہے اُسے کوئی کس طرح ادا کرے۔ لیکن بغیر کہے ہوئے بھی رہا نہیں جاتا۔ اُپنیشد اسے استعارے کی زبان میں یوں کہتے ہیں۔ "ابتدا میں تاریکی تھی۔ تاریکی نے تاریکی کو ڈھک رکھا تھا۔ اُس تاریکی میں چھوب ہوئی۔ اور نور کا اظہار ہوا۔" یہاں مبہم طور پر خیال ظاہر کیا گیا ہے۔ اور نفی کا لفظ جان بوجھ کر استعمال کیا گیا ہے۔ ورنہ جو شے تھی یا ہے۔ وہ نہ تاریکی ہے نہ نور ہے وہ کیا ہے یا کیا تھی؟ خیال اُس تک آسانی سے نہیں جاتا۔ اس وجہ سے اُس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ چھوب موج کو کہتے ہیں موج اصول ہے۔ جس کے متعلق میں نے ذرا سا اشارہ کیا ہے کہ رچنا اُسی کے متعلق ہے۔ موج سے ست پُرش اور کال پرش دونو کا ظہور ہوا۔ ایک تو اوپر رہ گیا اور دوسرا نیچے پردے کی طرح گِرا۔ اوپر نور تھا۔ نیچے سایہ تھا۔ نور کی بدولت سایہ کی تمیز ہوئی۔ اور چونکہ نور نے [illegible]

[illegible] اسلیئے [illegible]

[illegible] سایہ کی تمیز ہوئی۔ اور چونکہ نور نے سایہ کی تمیز [illegible]
[illegible] حیثیت میں [illegible]
[illegible] توجہ [illegible]
[illegible] جس طرح روشن [illegible]

اور یہ دُھواں روشنی کو اپنی جانب کھینچتا ہوا ظہور میں آتا ہے۔ اور روشنی کی مدد لے کر کام کرنے لگ جاتا ہے ویسے ہی یہاں بھی کیفیت ہوئی ہے۔ اس لیے اس توجہ کو آپ باہمی کہہ سکتے ہو۔"

وشنودت جی خوش ہو گئے۔ "اب میں نے کسی حد تک اس دقیق مضمون کو سمجھ لیا اب یہ فرمایئے کہ اس کال پُرش سے رچنا کس طرح ہوئی؟"

دیال بولا۔ "جس طرح موج سے اوپر کے طبقہ میں کارروائی ہوئی تھی۔ اسی طرح اپنی باری پر اس کال پُرش نے پہلے اپنے آپ کو دو حصّوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک حصّہ تو پُرش کہلایا۔ اور دوسرا حصہ پرکرتی بنا۔ پُرش روح ہے۔ اور پرکرتی مادہ ہے۔ اور ان کے میل کرنے سے اسی طرح رچنا ہونے لگی۔ جیسے مٹر کے دو دانے الگ ہو کر اپنے اندر سے اور دانوں کو بتدریج پیدا کرتے ہوئے۔ تولید اور تناسل کے سلسلہ کو جاری کرتے ہیں۔ لیکن یہاں اس بات کا خیال رہے کہ چونکہ یہ سایہ محض تھے خود تو کام کرنے کے ناقابل تھے۔ اس وجہ سے ست پُرش کی توجہ کو یا توجہ کی مدد کو لے کر کام کرنے لگے۔ اس کی مثال میں نے "دھوئیں" کے طور پر دی ہے۔ دھوئیں میں خود پرگٹ ہونے کی طاقت نہیں ہے۔ وہ روشنی کا محتاج ہے۔ اور کالے رنگ کا ہوتا ہوا روشنی کو لے کر پرگٹ ہوتا رہتا ہے۔"

وشنودت جی بولے۔ "بھگون! آپ کی تعلیم مشکل ضرور ہے۔ لیکن آہستہ آہستہ صحبت کرنے سے سمجھ میں آ ہی جائے گی۔ اس وقت میں اپنے اُسی پہلے سوال پر واپس آتا ہوں۔ کہ کام۔ کرودھ۔ وغیرہ سے نجات کیسے حاصل ہو۔ بعد ازاں میں اور سوال کرونگا۔ تاکہ اچھی طرح قدرت کے اصول کو ذہن نشیں کر سکوں۔ اور آپ میں یہ کمال ہے کہ وقتاً فوقتاً "اپنشدوں کے باریک اور تاریک مسائل پر نہایت خوبی کے ساتھ روشنی ڈالتے ہوئے سمجھاتے ہیں۔"

دیال ہنسا۔ "آپ کے سوالات کو میں بیوہار کا مسئلہ یعنی فرحت بخش طرز معاشرت کا مضمون سمجھ رہا ہوں تاکہ اس کی وضاحت سے انسان کی زندگی

خوشنما ہو جائے اور دُکھ درد اُسے نہ ستائیں۔"

وشنو دت جی بولے "ہاں اسی خیال نے حرکت دے کر مجھے یہاں تک پہونچایا ہی لیکن اب اور جذبہ بھی پیدا ہو گیا۔ میں اس بیوہار کے مضمون کے طے کرنے پر اور بھی کچھ پوچھونگا۔"

دیال نے کہا۔ "کیا مضایقہ ہے۔ بیوہار پرسنگ کے ختم ہونے پر آپ کو میں پرتی بھاس پرسنگ۔ یعنی خیالی عالم یا عالم خیال کا تماشہ دکھاؤنگا۔ اور پھر پرمارتھ پرسنگ یعنی اصلی حقیقت کا پردہ اُٹھا کر اصلیت کی زیارت کرانے کی تدبیر سوچونگا۔ تاکہ یہ معمے خوب حل ہو جائیں اور گیان کی مدد سے پھر کوئی شک وشبہہ دل میں باقی نہ رہ جائے۔ ست سنگ کرنے کرانے کا تو مقصد ہی یہی ہے۔"

تیسرا پرکرن

تتو بوچیا کا انگ

(مسلسل) تتو یعنی عناصر

وشنو دت جی بولے "کال نے یہ جگت اگر رچا ہوگا تو تتوں یعنی عناصر کی مدد سے رچا ہوگا۔ لیکن آپ نے اسے صرف کال پُرش اور پرکرتی کے میل کا نام دیا ہے۔"

دیال نے کہا۔ "جسے آپ پرکرتی کہتے ہو۔ اُسی کا نام مایا۔ پردھان اور مادہ ہی اور وہی تمام تتوں اور عناصروں کی جڑ ہے۔"

وشنو دت بولے۔ "سچ ہے۔ لیکن اس پرکرتی یا پردھان سے یہ تتو کیسے پرگٹ ہوئے ہیں؟"

دیال بولا۔ "ست پرش کا عکس یہ کال پرش ہے۔ پہلے اُس میں یہ

پردھان ملی ہوئی تھی اور دونوں ہی گولاکار یعنی بیضاوی صورت کے تھے۔ پردھان سنسکرت لفظ "پر" (پہلے) اور "دھان" (رکھنے یا دھارن کرنے) سے نکلا ہے۔ جو پہلے کسی شئے کو دھارن کرنے کی قابلیت رکھتی ہو وہ پردھان ہے۔ یہ اُس کا خاصہ یا وصف ہے۔ پھر یہی پردھان۔ کسی شئے کے اپنے اندر رکھ لینے یا دھارن کرنے کے بعد پرکرتی کہلانے لگتی ہے۔ "پرکرتی" کا لفظ دو لفظ "پر" (پہلے) اور "کار" (کرنے) سے بنا ہے جو بنا دے یا بنانے کا جس میں وصف ہو۔ وہ پرکرتی ہے!!

وشنودت جی نے پوچھا "آپ کی باتوں سے کئی سوال پیدا ہوئے۔ انہیں جملہ معترضہ کے طور پر سمجھیئے۔ پہلا اعتراض تو یہ ہے کہ "آپ سب کو بیضاوی صورت والے بتاتے ہو" دوسرا یہ ہے کہ تذکیر اور تانیث کی جنسیت کی تمیز کال پرش ہی سے قائم کرتے ہو" اس میں کیا بھید ہے؟"

دیال بولا۔ "پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ حرکت جب ہوگی دائرہ ہی کی صورت میں ہوگی اس وجہ سے رچنا میں تمام صورتیں ست پرش سے لے کر سورج چاند ستارے وغیرہ گول ہی ہوتے ہیں۔ دوسرے کا جواب یہ ہے کہ تذکیر اور تانیث کی جنسیت پیدا تو وہاں سے ہوتی ہے جہاں مایا اور چیتن کی ملونی تمیزی صورت پیدا کر لیتی ہے۔ اس پر آپ کو آگے چل کر مفصل واقفیت ہو جائے گی اب آپ اس بات کا دھیان رکھیئے کہ سوال مختصر اور سادہ لفظوں میں ہو اور میں جو کہوں اُس کے صرف ضروری حصّہ اور اصلی غرض پر دھیان رکھیئے ورنہ بات بات نکلتی آئے گی اور آپ کے آنے کی غرض پوری نہ ہو سکے گی!!

وشنودت جی نے کہا۔ "آپ بہت صحیح فرماتے ہیں۔ اس سے طوالت ہوتی جاتی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ "پردھان" یا "پرکرتی" سے "تتو" کیسے پیدا ہوتے ہیں؟"

دیال بولا۔ "یہاں پیدا تو کچھ بھی نہیں ہوتا بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ پرگٹ

کیسے ہوتے ہیں۔ اس پرگٹ ہونے کے سلسلے میں جو پیدائیش کے مدارج آتے ہیں اُن کا علم اُسوقت ہونے لگتا ہے جب اہنکار تتّو یعنی اپنی ہستی کے اوراک کی تمیز آتی ہے۔ اسی اہنکار کی دوسری صورتیں مَن۔ بُدّھی اور چت ہیں اور یہ آپس میں ملے جلے رہتے ہیں۔ چت میں چنتن یعنی حس کرنے کی شکتی ہے من میں منن یعنی غور کرنے اور سوچنے کی طاقت ہے۔ بُدّھی میں تمیز کے ساتھ فیصلہ کرنے کی طاقت ہے اور اہنکار چونکہ ہستی یعنی اپنی ستّا اور ظہور کے نمایش کا تتّو ہے وہ بُدّھی کے فیصلہ کو مضبوطی دیتا ہے۔ یہ چار تتّو پردھان، یا پرکرتی میں اُس وقت پرگٹ ہوتے ہیں۔ جب کال پُرش کو اپنے 'مَیں پنے' کا بھان ہوتا ہے۔ یہ قدرت کے چار پہلے تتّو ہیں۔ اور اگر توجہ یا سُرت کو اُس میں شامل کرلیا جاوے تو یہ پانچ ابتدائی تتّو ہو جاتے ہیں"۔

وشنودت جی بولے۔ "میری مُراد اُن تتّوں سے تھی۔ جن سے نظام کائنات کا اہتمام ہے"۔

دیال نے کہا۔ "سچ ہے مجھے آپ کے اس مُراد کی سمجھ ہے۔ لیکن یہ یاد رکھیے کہ جن لطیف یا کثیف عناصر کی طرف اسوقت آپ کی نظر ہے وہ بھی سب ان ہی سے پیدا ہوتے ہیں اہنکار چونکہ ہستی کی پہلی تمیزی حالت ہے اُسی سے شبد پرگٹ پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ شبد (آواز) پرگٹ ہوتے ہی آکاس تتّو کو پیدا کر لیتا ہے پھر شبد سے سپرش پیدا ہوتا ہے جو چھونے۔ ملنے یا واصل ہونے کا تتّو ہے اُس سے وایو (ہوا) کا ظہور ہوتا ہے۔ اس وایو میں آواز تو آکاس کا حصہ ہے اور چھونے کا علم اُس کا اپنا خاصہ ہے۔ پھر اسی ہوا یا وایو کے متھن سے روپ تتّو نکلتا ہے جو اگنی یا آگ کی شکل میں ظہور کرتا ہے۔ اس آگ میں تین کیفیتیں ہیں۔ شبد۔ سپرش۔ روپ۔! شبد آکاش کا سپرش وایو کا اور روپ اگنی کا گن ہے پھر اس روپ سے رَس (لذت یا چکھنے) کا عنصر نکلتا ہے جو جل یعنی پانی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اس میں چار گُن شبد۔ سپرش

روپ اور رس ہوتے ہیں۔ شبد آکاش کا سپرش وایو کا۔ روپ اگنی کا اور رس
اُس کا اپنا ذاتی جوہر ہے۔ آخر میں اِسی رس تتو کے متھن سے پرتھوی تتو برآمد
ہوتا ہے جس سے مُراد مٹی سے ہے۔ اور جو پانچ خواص والا ہے۔ شبد سپرش
روپ۔ رس اور گندھ (بُو)۔ اس میں شبد آکاش کا۔ سپرش وایو کا۔ روپ
اگنی کا رس پانی یا جل کا اور گندھ یا بُو اس کا اپنا خاص گُن ہے۔ اس طرح قدرت
میں بتدریج سوکشم (لطیف) اور کثیف (ستھول) تتوں کا ظہور ہوتا ہے"

وشنودت جی بولے "عناصر کے اس طرح پیدا ہونے کی صراحت شاستروں
میں بھی ہے۔ لیکن یہاں یہ سوال ہے کہ اگر ان سب کی پیدائش اسی طرح سے ہوئی ہو
جیسا کہ آپ نے کہا ہے تو پھر ست پُرش یعنی انسان کامل کی کایا کیسی بنی ہوگی۔ کیونکہ
کایا۔ (یا۔ جسم) تو کثیف تتوں ہی سے بنتا ہے۔ یہ بھرم ہے؟"

دیال بولا۔ "ست پرش کی کایا ان تتوں میں سے کسی سے بھی نہیں بنی۔ بلکہ
وہ خالص چیتنہ کایا ہے۔ چیتن کایا چیتن سے بنتی ہے یا چیتن ہے"

وشنودت نے پوچھا "یہاں پھر دو سوال پیدا ہوتے ہیں۔ اوّل یہ کہ کیا
چیتن (روح) بھی اسی قسم کا کوئی تتو ہے؟ اور دوسرے یہ کہ کیا کال پُرش کی کایا
کا تعلق بھی اُسی سے ہے۔ کیونکہ آپ کے کہنے کے موجب ان لطیف اور سوکشم کا ظہور
کال پرش کے پرگٹ ہونے کے بعد ہوا ہے"

دیال بولا۔ "ہاں چیتن بھی ایک تتو ہے جو ان تتوں سے مختلف ہے وہ
وہ گیان تتو کہلاتا ہے۔ لیکن گیان سے ظاہری علم مُراد نہیں ہے۔ وہ سب کا
آدھار ہے۔ جس طرح چراغ کے روشن ہوتے ہی روشنی اور تاریکی علٰحدہ ہو جاتی
ہیں ویسے ہی جس وقت اصلیت۔ حقیقت یا جوہر یا ذات میں موج اُٹھتی ہے
تو چیتن الگ اور مادہ (مایا) الگ ہو جاتا ہے۔ ست لوک میں ست پُرش
کی کایا خالص چیتن کی جلتی ہے اور پھر برہم لوک تک اور نیچے اُتر کر خالص چیتن
اور لطیف مایا کی ملونی سے جو جسم بنتی ہے وہ کال پُرش کہلاتا ہے۔

پھر اس کال پُرش کے منڈل سے جو کثیف مایا کا پردہ نیچے گرتا ہے وہ مہا بھوت یعنی اسقول تتو آکاش ۔ وایُو ۔ اگنی ۔ جل ۔ پرتھوی کا پیدا کرنے والا ہوتا ہے اور نیچے کی رچنا میں تمام جیودں کے جسم انھیں تتوّں سے بنتے ہیں"۔

وشنودت جی بولے ۔ "اسے مثال سے ثابت کیجیے تا کہ میں آسانی سے سمجھ سکوں"۔

دیال بولا ۔ "دُنیا عالم مثال ہے ۔ میں مانتا ہوں کہ بغیر مثال کے اکثر باتیں سمجھ میں نہیں آتیں ۔ اسوقت چراغ ہی کی مثال خیالی نگاہ کے سامنے رکھیئے شمع کو دیکھیے ۔ جڑ میں سفید روشنی ہے ۔ یہ چیتن دیس کے چیتن سے مشابہ ہے پھر ذرا اُس سے اوپر ایک روشنی ہے جو سُرخی مائل ہے یہاں سفید روشنی اور لطیف سیاہی کا میل ہے یہ کال دیس سے مشابہ ہے ۔ اس سے اور نیچے اُتر کر دھواں نکلتا ہے جو بالکل سیاہ رنگ کا ہے ۔ یہ مایا دیس سے مشابہ ہے ۔ ان تینوں کے درمیان یہ فرق ہے"۔

وشنودت نے کہا ۔ "یہ مثال میں سمجھ گیا ۔ آپ کی سمجھ میں ست لوک میں خالص چیتن ہے ۔ کال لوک میں خالص چیتن اور لطیف مایا کی آمیزش ہے اور مایا لوک میں چیتن چاہے خالص ہی ہو ۔ لیکن کثیف مادہ کے گھنے پردوں سے ڈھکا ہوا رہتا ہے کیا ایسا میرا خیال کرنا صحیح ہے؟"

دیال بولا ۔ "بہت صحیح ہے ۔ آپ نے میرے کلام کو بہت خوبی کے ساتھ واضح کر دیا ہے"۔

وشنودت نے پوچھا ۔ "ست لوک میں ست رچنا ہے جو غیر فانی ہے ۔ کال لوک میں ست اور اَست سے ملی ہوئی رچنا ہے جو گو فانی تو ضرور ہی ہوگی ۔ لیکن امتداد وقت کی نظر سے لافانیت اور فانیت سے ملی ہوئی کہی جا سکتی ہے کیونکہ اُسے ست کی قربت حاصل ہے ۔ اور مایا لوک میں فانیت یا ناپائداری ہے ۔ کیونکہ ست سے اُسے دوری ہے ۔ کیا یہ صحیح ہے؟"

دیال بولا - "صحیح ہے - آپ اس لوک کے مالک کال بھگوان کو فانی اور لافانی دونو کہہ بھی سکتے ہو۔"

وشنودت نے کہا - "ست لوک میں چیتن محض ہے - کال لوک میں چیتن اور لطیف مادہ ہے جو اپنے اندر لطیف عناصر رکھتی ہے - ممکن ہے وہاں صرف اہنکار ہی تتو رہا ہو جو لطیف مادہ کا احساسی مختصر ہے اور مایا دیس میں لطیف تتوں سے یکے بعد دیگرے پرگٹ ہو کر کثیف عناصر کو پیدا کیا ہو - کیا یہ صحیح ہے؟"

دیال بولا - "صحیح ہے!"

وشنودت جی نے کہا - "آپ نے تین دیس قائم کیے - ان کے سوا بھی اور ہستی کا پتہ ملتا ہے یا نہیں؟"

دیال بولا - "ان کے سوا ایک چوتھا لوک بھی ہے جس کا نام ست لوک کہلاتا ہے اور سنتوں کا معراج ہے جس کا ابھو محض ہوتا ہے - اس کے پرے بھی ایک پانچواں لوک ہے - جو کو زبان سے کہا تو جاتا ہے - لیکن اس کا سمجھ میں آنا ذرا مشکل ہے!"

وشنودت نے کہا "شاستروں نے اس طرح کے سات لوک قائم کیے ہیں آپ صرف پانچ لوکوں کا پتہ دیتے ہیں اس کا سبب کیا ہے!"

دیال بولا - "جو نیچے کے دو لوک ہیں وہ مہا استھول ہیں اور وہ مایا دیس میں شامل ہیں - اس وجہ سے اُن کی طرف اشارہ نہیں کیا گیا ہے - اور اُن کے طرف رجوع کرنے سے بھرم پیدا ہوتا ہے - کیونکہ شاستروں کا طرز اظہار مبہم ہے وہ ست لوک تک آکر اپنی تعلیم ختم کر دیتے ہیں - حالانکہ اس کے پرے بھی ابھی دو لوک اور رہ جاتے ہیں - جنکا میں نے اشارتاً تذکرہ کر دیا ہے - یہ وجہ ہے کہ نیچے کے دو لوکوں کو بالکل نظرانداز کر دیا گیا ہے تاکہ ست لوک کے پرے کے دو لوکوں کی جانب بھی نظر رہے - مثلاً شاستر کہتے ہیں لوک سات ہیں - بھو - بھُوہ - سُوہ - مہر - جنہہ - تپہ - ستیم - ان میں سے جو لوک تو تپ خانہ میں بتائے جاتے ہیں ...

لوک زمینی انسان سے کے جُزوی جیتن کی حالت ہے ۔ ان پر کیا نظر کی جاتی ؟"
وشنو دت جی کا انبھو تھوڑی دیر کے ست سنگ سے بہت بڑھ گیا جسے دیکھ کر دیال اپنے جی میں بہت خوش ہُوا ۔

چوتھا پرکرن

تتو بویچنا کا انگ (مسلسل) برہمہ پربرہمہ کا بیان

وشنو دت جی نے کہا ۔" بھگون اگو ابھی تک تتّون کا بیان ختم نہیں ہوا لیکن ایک سوال میرے دل میں کھٹک رہا ہے ۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اسے پہلے کر لوں"

دیال بولا " بہتر تو یہ ہوتا کہ آپ سلسلہ کے ساتھ سوال کرتے چلتے ۔ لیکن اگر بیچ میں کوئی کھٹکا پیدا ہوا ہے تو اسے شوق سے نکال ڈالیے"

وشنو دت جی بولے ۔" آپ نے برہمہ اور پر برہمہ کے متعلق غیر قابل اطمینان الفاظ استعمال کیے ہیں ۔ اس میں کیا راز ہے ؟ حالانکہ یہ برہمہ ہی سب شاستروں کا آدرش ۔ اشٹ اور معراج ہے"

دیال نے کہا ۔" میں نے اپنی دانست میں کوئی ایسی بات نہیں کہی ۔ جو برہمہ یا پر برہمہ کے شان کے برخلاف ہو ۔ ہاں میرا اشٹ برہمہ یا پر برہمہ نہیں ہے ۔ وہ شاستروں کا اشٹ ہو ۔ اس پر مجھے اعتراض نہیں ہے ۔ میں نے جو کچھ سمجھا ہے یا سمجھ رکھا ہے اُس کے بموجب اپنے خیال کا اظہار کیا ہے ۔ میں برہمہ اور پر برہمہ دونوں ہی کو قدرت کے تتو سمجھتا ہوں ۔ اِس سے زیادہ انھیں وقعت نہیں دیتا سنسکرت زبان میں برہم اُن لفظوں سے بنا ہے ۔ برہ (بڑھا ہوا) اور من

(سوچا ہوا) اب آپ اس لفظ کی اصلی ماہیت پر غور کیجئے۔ تو ابھی اُسکا پتہ ملجائے۔ میں سُنی سُنائی بے تکی باتیں نہیں کہتا۔ بلکہ یہ کوشش رہتی ہے کہ لفظ کی جڑ میں داخل ہو کر اُس کی روح سے تعلق پیدا کیا جائے۔ برہمہ کی پیدائش پر برہم سے ہے۔ پہلا تتو پر برہمہ ہے۔ اُس سے برہمہ نکلا ہے اور اسی برہمہ کی رعایت سے اُسے پر برہمہ کا نام دیا گیا ہے۔ اُپنشدوں نے مایا سبل تتو کو برہمہ مانا ہے اور جو اس سے اونچا ہے اُسے شُدّھ برہمہ کا خطاب بخشا ہے۔ کال پُرش کو ہم شُدّھ برہمہ کہتے ہیں۔ اور اس کے بعد جو فردیت اُس سے ظہور میں آئی وہ مایا شبل برہمہ کہلائی"۔

وشنودت جی پھر حیرت میں آئے۔" بھگون! آپ کی باتیں اثر سے خالی نہیں ہیں۔ اپنشد بھی نہایت رمز کے لفظ میں اُسے ظاہر کرتی ہیں۔ اب اس برہمہ اور پر برہمہ کی ذرا اور وضاحت کر دیجئے۔ ویدانت اس لفظ کو اس طرح نہیں مانتا"۔

دیال نے پوچھا۔" ویدانت کیا مانتا ہے ؟"

وشنودت بولے۔" ویدانت برہمہ کو اصل الاصول اور محیط کل جوہر مانتا ہے"۔

دیال نے کہا۔" سچ ہے۔ لیکن اس طرح مان لینے سے فائدہ کیا ہے! آپ بطور خود سمجھیے کہ جو شئے دیاپک یعنی محیط کل ہوتی ہے وہی اوچھید یعنی محدود بھی ہوتی ہے محدود اور غیر محدود دونوں ہی نسبتی الفاظ ہیں اور صرف نسبتی طبقہ میں اُن کی اصلیت ہے۔ نسبتی طبقہ کو چھوڑ دیجئے پھر ان کے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اور وہ غائب اور معدوم ہو جاتے ہیں۔

وشنودت چونکتے ہوئے۔" میں اسے پورے طرح سے نہیں سمجھا"۔

دیال بولا۔" تو اب سمجھیے۔ جو شئے سرب دیسی ہوتی ہے وہی ایک دیسی بھی ہوتی ہے۔ اپنے وسیع منڈل میں وہ غیر محدود ہوتی ہے اور اپنی خاص

شخصیت کی حیثیت سے وہ محدود رہتی ہے۔ مثلاً سورج اپنی شخصی فردیت کی نظر سے ایک دیسی یعنی محدود ہوا گولا کار نظر آتا ہے۔ اور وہی سورج اپنے منڈل یعنی نظام شمسی کے کرہ میں محیطِ کل مانا جاتا ہے اور بات بھی سچی ہے۔ تمام انوار۔ مظاہر اور تجلیات عناصر اور عناصر سے مرکب اشیا میں سب کا یہی حال ہے۔ ذرہ غور کیجئے تو یہ ابھی سمجھ میں آجائے۔ اور چیزوں کو جانے دیجئے آپ کی تمام دیوتاؤں کی آپ کی جسم اور عضو کی یہی حالت ہے ان میں سے ہر شئے اپنے اپنے منڈل میں سرب دیسی اور ایک دیسی ہے۔ مثلاً ہاتھ کو دیکھو۔ ایڑی سے چوٹی تک سرب دیسی ہے کیونکہ ہر مقام میں وہ محیط ہے لیکن اُس کی ایک جگہ بھی مقرر ہے یہی حال اور اندریوں کا بھی ہے۔ بجنسہٖ آپ اپنے جسمانی منڈل میں ایڑی سے چوٹی تک دیاپک ہیں۔ کیونکہ آپ کے سوا آپ کے جسم میں اور کیا ہے۔ لیکن آپ جسم میں محیطِ کل ہوتے ہوئے بھی کسی خاص مقام پر نشست رکھنے کی نظر سے ایک دیسی اور محدود بھی ہو۔ اُسی طرح یہ برہمہ اور پر برہمہ بھی ہیں۔ یہ سرب دیسی اور ایک دیسی ہیں۔ اور اُن کی وجہ تسمیہ کی اصطلاح لغوی معنی کی شکل میں اُن کی حیثیت کا پتہ دیتی ہے جو بڑھا ہوا۔ بڑھتا ہوا۔ پھیلا ہوا اور پھیلتا ہوا۔ منن کر سکتا ہے وہ برہمہ ہے اور منن یا غور دل کے کسی مقام پر ہوتا ہے۔ اسلیے یہ کبھی نہ سمجھو کہ برہمہ صرف محیط کل اصول ہی ہے بلکہ وہ محدودیت کے وصف سے بھی خالی نہیں ہے۔"

وشنودت جی نے کہا۔ "میں اب جاکر اس راز کو سمجھا۔"

دیال بولا۔ "جو لوگ صرف دیاپک نشچے کی ٹیک باندھتے ہیں وہ گیان سے خالی رہتے ہیں۔ یہ برہمہ تو شدّھ اسلیے کہا گیا ہے کہ وہ شدّھ مایا کے دائرہ سے تعلق رکھتا ہے اور برہمہ کو مایا شبل اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ مایا کے میل سے رچنا کا کام کرتا ہے۔ میں اس کو واضح کیے دیتا ہوں۔ پربرہمہ چونکہ ست پُرش ایشی انسان اول کا عکس ہے۔

اسلیے اُس کی طرح وہ اپنے سے بنی رچنا کا آدھار ہے اور اُس کے سہارے یہ برہمہ اُس کا عکس بنا ہُوا ترگنا تمک مایا کے ذریعہ کام کرتا رہتا ہے۔ وہ بھی دیاپک اور اُوچھید ہے اور یہ بھی دیاپک اور اُوچھید ہے۔ یعنی محیط کل اور محدود۔ خواہ ایک دیسی اور سرب دیسی دونو ہی ہے اور دونو ہی شریر دھاری کا یا والے اور مجسّم ہیں؟!

پانچواں پرکرن

تتو بوچنا کا انگ (مسلسل) برہمہ تتو

وشنو دت نے سوال کیا۔ ترگنا تمک مایا کی تشریح کے بغیر اس برہمہ کا سمجھ میں آنا محال ہے۔ اس کی صراحت کر دیجیے!!

دیال بولا۔ "بہت خوب! مایا سنسکرت زبان کے دو لفظوں سے بنا ہے 'ما' (ماپ) اور 'یے' (وسیلہ)۔ یعنی جو شے کسی چیز کے ماپ کا وسیلہ ہو وہ مایا کہلاتی ہے۔ یہ لغوی معنے ہیں۔ اصطلاحی معنے بیشمار ہیں مثلاً شعبدہ باز، 'جادوگر'، 'نقال'، 'دھوکا'، 'بھرم'، 'فریب'، 'کرتب'، 'ٹیڑھی رحم'، 'بدی'، 'حکمت عملی'، 'چالاکی'، 'رچنا کا خاص تتو'، 'دلکشی' وغیرہ۔ وغیرہ یہ چونکہ اصل میں پردھان یا پرکرتی ہے جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ اُس میں بننے۔ بگڑنے۔ اور تبدیل ہوتے رہنے کا قدرتی خاصہ ہے۔ یہ ایک نہایت ہی باریک۔ حبابی اور لطیف غبار ہے جو ست لوک کے نیچے وسیع پیمانے میں پھیلا ہوا ہے اور اسی کے پیمانہ سے ہر ایک شے کا موازنہ۔ جانچ۔ تول۔ اسی کے سہارے ہے۔ کسی کی نسبت جو ... قائم کی جاتی ہے یا خیال کا اظہار ہوتا ہے

وہ مایا ہی کا کھیل ہے۔ فلسفہ۔ علم حکمت۔ عقل وتمیز۔ سدھی۔ شکتی۔ غرضکہ جتنے علوم فنون۔ وغیرہ ہیں سب اسی کے ہیں اور اسی سے ہیں۔ یہ مجمع الصفات یعنی اوصاف کا مجموعہ ہے اور جہاں تک من۔ بدھی یا زبان کی رسائی ہے وہ سب اسی کے بدولت ہے۔ اور یہ صفت اصل میں تین ہیں۔ ست۔ رج اور تم ''ست'' ہے یعنے یا ہستی کا وصف ہے۔ اسے پرکاش۔ آنند۔ گیان۔ بھان ابھاس۔ بدھی وغیرہ یا جو چاہے کہہ سکتے ہو۔ رج۔ کہتے ہیں ''رنگ دینے کو'' یہ رنگ دینے کا وصف ہے۔ اس میں ہر قسم کے فعل۔ خیال۔ مصروفیت۔ سرگرمی تحصیل۔ تکسیب وغیرہ کو شامل کر سکتے ہو اور تم۔ تاریکی ہے۔ اسمیں سستی کاہلی۔ مجہولیت۔ جہالت بے بسی سے پڑے رہنے وغیرہ اوصاف کا شمول ہے یہ تین وصف ہیں جو مایا کے کہے جاتے ہیں۔ سنسکرت زبان میں وصف کو گُن کہتے ہیں اس کے لغوی معنی صلاح رائے یا مشورہ دینے کے ہیں پس چونکہ یہ خصوصیتیں مایا میں ہیں اس نظر سے اُسے ترگنا تمک یعنی تین گُن والی کہا جاتا ہے۔ یہ ''مایا'' لفظ کی تشریح ہے جو میں نے اختصار کے ساتھ آپ کو سُنا دیا۔''

وشنو دت جی بولے ''میں اسے سمجھ بھی گیا۔ اب یہ سوال پھر نہ کروں گا لیکن اس مایا سے آپ ''برہم'' کا موازنہ کیسے کرتے ہو؟''

دیال بولا۔ ''موازنہ کرنا وزن کرنے۔ راز بتانے۔ وصف سمجھانے اور تتو بتانے کو کہتے ہیں۔ اگر مایا نہ ہوتی تو پھر آپ برہمہ کی نسبت کیسے رائے قائم کر سکتے۔ یا کیسے بتا سکتے کہ برہمہ یہ شئے ہے اسلیے رائے قائم کرنے یا اُس کی اصلیت بتانے میں یہ مایا ہی تو مددگار ہوتی ہے۔ بغیر اُس کے اِس کا امکان دشوار ہی نہیں ہے بلکہ غیر ممکن ہوتا۔ اسلیے اس مایا کی اہمیت ہے اور وہ اہمیت سے خالی نہیں ہے۔''

وشنو دت جی نے کہا ''آپ سچ کہتے ہو۔ لیکن میرا سوال جیسے کا تیسا ہی رہا۔

میں نے پوچھا کہ برہمہ کا موازنہ مایا سے کس طرح کر سکتے ہیں؟"
دیال بولا - "آپ نے برہمہ کو دیاپک یا محیط کُل مان لیا ہے اس طرح ماننا ہی مایا کی مدد ہے - میں نے برہمہ کو دیاپک اور اوچھید یعنی غیر محدود اور محدود دونوں ہی بتایا ہے یہ میرا بتانا مایا کا کرتب ہے؟"

وشنودت جی نے پوچھا - "آپ کا یہ کہنا کہ برہمہ محدود اور غیر محدود دونوں ہی ہے - میں کیسے مان لوں؟"

دیال بولا - "میں نے 'برہمہ' لفظ کی نہایت واضح تشریح کردی ہے کوئی بات باقی نہیں رکھی جب اس کی مراد ہی بڑھنے اور غور کرنے کی ہے تو دونوں باتیں اس میں خود بخود آجاتی ہیں - اب آپ یہ اعتراض کر کیسے سکتے ہو؟"

وشنودت نے اقرار کیا - "میں نے غلطی کی - اب آپ اس برہمہ کی نسبت اور جو کچھ مجھے سمجھانا چاہتے ہوں - وہ سمجھائیے؟"

دیال بولا - "غور سے سنیئے - برہمہ مایا سے مل کر مایا کی مدد سے ہمیشہ اپنی تین صورت بناتا رہتا ہو (۱) ہرنیہ گربھ (سونے کے انڈے کی شکل والا) (۲) اویا کرتیہ (بغیر صفائی کے یا باطن میں کام کرنے والا) وراٹ (بڑی صورت یعنی ظاہر میں ہزاروں عضو والا) -

(۱) "وراٹ برہمہ کی پہلی جاگرت اوستھا یعنی بیداری کی حالت ہے جسمیں وہ جگت کی ظاہری رچنا کرتا ہے - اور بیشمار ظاہر طور پر شکلیں اور صورتیں گھڑتا ہے جو اس میں گتھی اور پروئی ہوئی رہتی ہیں اور چونکہ ان سب کا ظہور اسی میں ہوتا ہے اور یہ اسی میں رہتے اور اسی سے ملے جلے ہوتے ہیں اس نظر سے شاستروں نے اسے ہزاروں سر والا - اور ہزاروں ہاتھوں والا کہا ہے - وراٹ کا لغوی مطلب 'وی' (پھیلے) اور (رٹ) (آواز دینا) ہے؟"

(۲) "اویا کرتیہ - برہمہ کی دوسری سوپن اوستھا یعنی سونے کی حالت ہے جس میں وہ جگت کی باطنی طور پر خیالی رچنا کرتا ہے اور یہ رچنا اسی کے اندر

ہوتی ہے اور چونکہ یہ نظر نہیں آتی اسلیئے اُس کا نام اس خاص رعایت کی وجہ سے اوّیا کرتیہ ہے۔ اوّیا کرتیہ کا لغوی مطلب۔ نظر نہ آنے والا ہے۔ 'ا' (نہیں) 'ویکت' (ظاہر) اور 'کری' (کرنا) ہے"

(۳) "ہرنیہ گربھ۔ برہمہ کی تیسری سُوشپتی اوستھا یعنی گہری غشی۔ گہری نیند اور گہری محویت کی حالت ہے۔ اِسے تُریَہ بھی کہتے ہیں۔ اس حالت میں برہمہ اپنی رچنا کو سمیٹ کر اپنے اندر لے لیتا ہے اور خود سونے کے انڈے کی صورت میں گول مول کیفیت میں چلا جاتا ہے۔ ہرنیہ گربھ کے لغوی سونے کے انڈے کے ہیں۔ 'ہرنیہ' (سونا) 'گربھ' (انڈا۔ یا بیج) ہے"

"یہ تین حالتیں برہمہ کی ہیں اور چونکہ ان کی سمجھ ہم کو صرف مایا سے آتی ہے اسلیئے مایا کی اہمیت ہے۔ برہمہ کی یہ تینوں صورتیں مایا ہی کے ماتحت ہیں اور وہی برہمہ کو اس طرح گھڑتی رہتی ہے"

وشنودت جی بولے۔ "بات تو آپ بھی وہی کہتے ہیں جو شاستروں نے کہی ہے صرف آپ زیادہ واضح طور پر سمجھا دیتے ہیں یہ آپ کا کمال ہے"

دیال نے کہا۔ "سو سیاے ایک مت۔ مَیں کوئی شاستروں کا مخالف تو نہیں ہوں جو اُن کے مسایل کی تردید کروں۔ ہاں یہ ضرور ہے۔ مَیں نے سنتوں سے تعلیم پائی ہے اور یہ تعلیم شاستروں سے بہت اونچی ہے جس کا پتہ رفتہ رفتہ آپ کو میری صحبت کرنے اور میرے خیالات کے سُننے سے ملتا جائیگا۔ ذرہ دو چار دن کا وقت ضرور لگے گا"

وشنودت جی بولے۔ "یہ سب سچ ہے۔ لیکن ویدانت برہمہ کے تین گُنوں کو نظر انداز کر کے صرف اصلیت کو دیکھتا ہے۔ اسمیں ہرج ہی کیا ہے!"

دیال نے کہا۔ "اگر برہمہ میں اصلیت ہوتی تو آپ کا یہ کہنا صحیح ہوتا لیکن میں تو برہمہ کو اصلیت سے خالی پاتا ہوں۔ اور وہ در اصل اصلیت سے خالی ہے اسلیئے میں اُسے جوں کا توں قبول نہیں کرتا۔"

وشنودت نے پوچھا۔ "یہ کیسے!"

دیال نے جواب دیا۔ "آدی یعنی ابتدائی اور کارن مایا میں جو ست پُرش یعنی انسان کامل کا عکس پڑا۔ اُس سے پر برہمہ یا مہاکال یعنی کال پرش کا وجود ظہور میں آیا۔ اور لطیف مایا میں جو پر برہمہ کا عکس پڑا۔ اُس سے برہمہ کا ظہور ہوا۔ جیسا میں آپ کو سمجھاتا ہوا چلا آرہا ہوں۔ اگر عکس کو آپ اصلیت مانتے اور مان سکتے ہو تو آپ کو اختیار ہے۔ مجھے کوئی آپ کے ساتھ جھگڑا نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ عکس محض ہے تو پھر آپ کو سچائی کے قبول کرنے سے کیوں انکار ہے!"

وشنودت نے کہا۔ "ویدانت تو 'برہمہ' کو ایسا نہیں سمجھتا۔ وہ ایشور کو بیشک مانتا ہے کہ مایا میں برہمہ کا عکس ہے۔"

دیال بولا۔ "اگر ویدانت ایسا نہیں مانتا تو میں کیا کروں۔ میں نے کوئی کسی کے منوانے کا ٹھیکہ تو نہیں لے رکھا ہے۔ جسے آپ ایشور کہتے ہو وہ تو نہایت ہی مذبذب مُبہم اور غیر واضع لفظ ہے۔ جیسا میں آپ کو پہلے کہہ چکا ہوں۔ اور اگر ویدانت کی طرح آپ ہٹ دھرمی کرتے ہو تو پھر 'برہمہ'، یا 'پر برہمہ'، لفظ کو بدل دو۔ وہ ویدانت کی مُراد کی وضاحت نہیں کرتا۔ آپ لغوی معنی بار ہا سُن چکے ہو۔ 'برہ' (بڑھنا) اور 'من' (من یا غور کرنے) سے نکلا ہے۔ جسمیں بڑھنے یا سوچنے کا وصف ہو! وہ مایا دی یعنی مایا کا بنا ہوا ہے یا اور کوئی شے ہے۔ سُننے والا چاہیئے چتر اور کہنے والا چاہیئے۔ گیانی۔ تب اصلیت کا جوہر ہاتھ آتا ہے۔ ویسے یہ غیر ممکن اور مشکل ہے۔"

وشنودت نے اقرار کیا "کہ برہمہ لفظ حقیقت میں صرف مایا کے معراج کو پیش کرتا ہے۔ اس میں ذرا بھی شک و شبہہ نہیں ہے۔"

چھٹواں پرکرن

تتو بوپچنا کا انگ (مسلسل) جیو تتو

وشنودت نے زبان کھولی۔ "بھگوان! اگرچہ میں خاموش تو کر دیا گیا۔ اور آپ کی

تقریر میں کوئی ایسی مذہنگ طاقت ہے جو زبان کو بند کر دیتی ہے لیکن میں ابھی تک اس برہم اور پربرہم کے مضمون بکامل طور سے مطمئن نہیں ہُوا۔ آپ کی لغوی اور اصطلاحی صراحت بالکل سچی ہے۔ اُس پر دم نہیں مارا جا سکتا۔ لیکن میں نے اپنے دل کا بھاو پرگت کر دیا ہے۔"

دیال بولا۔ "آپ کیا کہیں گے۔ میں پہلے ہی سے اسے خوب جانتا ہوں۔ آپ تو خیر میری بات تو سنتے ہو اور لوگ تو اُسے مجذوب کی بڑ قرار دیتے ہیں اس کا سبب اور کچھ نہیں ہے۔ یہ ایک قسم کے علمی سنسکار کا اثر ہے جس کا سکہ دلوں پر مدتوں سے بیٹھا ہوا ہے۔ پورانی بات پر سب مرتے اور یقین کرتے ہیں اور نئی بات سننے سے چاہے وہ سچی ہی ہو جان نکلتی ہے۔ اگر میں بغیر لفظوں کی صراحت کیئے ہوئے کہتا کہ میں برہم ہوں اور تم برہم ہو۔ برہم کے سوا جگت میں کچھ نہیں ہے وہی جوہر ہے جو قدیم ہے اور ایک ہے تو آپ بڑے خوش ہوتے لیکن یہ میری عادت نہیں ہے۔ میں ہر شے کی جڑ میں پہونچنے کی کوشش کرتا ہوں۔ ابھی کیا ہوا ہے۔ ذرا صبر کر کے سوال کرتے چلیئے۔ کچھ دنوں بعد آپ اِن مسائل کو سمجھ سکو گے۔"

وشنو دت نے کہا۔ "صحیح ہے۔ علمی یا عملی یا خیالی اثر دلوں سے جلد زائل نہیں ہوتے۔ اب یہ بتایئے کہ اس برہم سے جیو تیو کیسے پیدا ہوئے؟"

دیال بولا۔ "جس طرح اُس کے اہنکار سے تتو یعنی عناصر پیدا ہوئے۔ اُسی طرح اُس کی واسنا سے جیو پیدا ہو گئے۔ واسنا سنسکرت لفظ واسنا ہے۔ یہ نہایت ہی وسیع المعنی اور کثیر المراد لفظ ہے۔ اس کا مادہ "وَسَن" ہے۔ جو کپڑا کہلاتا ہے۔ اسی سے ہندی زبان کے کئی لفظ مثلاً باسن (برتن) وغیرہ نکلے ہیں۔ بسنا یا آباد ہونا بھی اسی سے ہے مرادی اور اصطلاحی معنی بے شمار ہیں مثلاً "قابل پوشش"، "قابل رہائش"، "خوشبو دینا"، "کپڑا"، "مکان"، "جگہ"، "علم"، "پانی کا گھڑا"، "صندوق"، "ٹوکرا"، "غلاف"، "چیز کے رکھنے کا برتن"، "ٹھوسنا"، "بھرنا"، "ذہن سے کوئی بات نکالنا"، "پرانی یادداشت کو نئی صورت میں لانا"، "خیال"، "تصور"، "یقین"، "گیان"، "اگیان"

وغیرہ وغیرہ۔ غرضیکہ سب کچھ اس کے پیٹ میں ہے۔ برہمہ میں چونکہ تخیّل اور غور کرنے کی قابلیت تھی اور اصلیت سے وہ کئی منزل نیچے اُتر آیا تھا۔ اُس میں بڑھنے اور غور کرتے ہوئے بڑھتے رہنے کی واسنا کا موجود ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں تھی۔ اُسنے خواہش کی کہ میں بڑھ جاؤں۔ پہلے اُسنے اپنے آپ کو دو حصوں میں تقسیم کر کے تذکیر اور تانیث کا جامہ پہنا اور اُس سے بیل۔ گائے۔ بھیڑ۔ بکری۔ چرند۔ پرند۔ درند۔ کیڑے۔ بھنگے۔ وغیرہ جیو بیشمار پیدا ہونے لگے۔ اور یہی برہمہ سب کے قالبوں میں خود ہی بسا۔ اور یہ سب مخلوق جو نظر آتی ہے اور جو نظر نہیں آتی ہے سب اُسی کی عکسی صورتیں ہیں وہی سب میں ہے۔ اور سب اُسی کے ہیں۔ یہ رچنا برہمہ ہی کی ہے اور برہمہ کے آدھار پر ہوتی ہے۔ اور سب میں برہمہ ہی سمایا ہوا ہے۔ کیونکہ اُس میں فطرتاً بڑھنے۔ پھیلنے اور سوچنے کا مادّہ تھا۔ اور جس طرح یگیہ کر کے آدمی یگیہ کی سامگری (سامان) کی آہوتی دے دے کر اُسے دھوئیں کی صورت میں ہر جگہ بکھیر دیتا ہے۔ ویسے ہی من نے بھی یگیہ کیا اور اپنے آپ کا یگیہ کیا اور اس یگیہ میں اپنے آپ کی آہوتی دی اور وہی سب میں پھیلا ہوا ہے۔ اس یگیہ کے نتیجے کو دیکھ کر وہ خوش تو ہوا۔ لیکن اصلی خوشی اُسے حاصل نہیں ہوئی۔ کیونکہ اُس نے اس رچنا میں کمی محسوس کی تب آخر میں سوچنے کے بعد اُسنے مجمع الصفات انسان کو پیدا کیا۔ جو ست پرش کے آکار کا بنایا گیا اور اسے دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا۔ اور اسے افضل المخلوق اور اشرف الخلقت کا خطاب دیا۔ اور اپنی تمام رچنا کو اس کے ماتحت کر دیا۔ یہ خاص وجہ ہے کہ انسان یا انسانی گروہ سب میں زیادہ ممتاز ہے اور اس انسان میں ایسے ایسے کمالات ہیں کہ اگر وہ چاہے تو ظاہری اور باطنی قوت کو نشو و نما دے کر فلک الافلاک تک کے پردے اُدھیڑتا ہوا اُن پر عمل دخل کر سکتا ہے۔

اے دشنودت جی! رچنا میں اس طرح جیو جنتو وغیرہ برہمہ نے پیدا کیئے“

دشنودت کی [illegible] ہاتھ جوڑ [illegible] زبان سے بولے

"کمال ہے کمال! اُپنشدوں میں برہمہ کے یگیہ کرنے کا اشارہ تو آیا ہے۔ لیکن اُسے کوئی نہیں سمجھتا۔ لوگ برہمہ یگیہ برہمہ یگیہ چلاتے تو رہتے ہیں۔ لیکن سمجھتا کوئی بھی نہیں"

دیال بولا۔ "برہمہ یگیہ کی مُراد ہی یہی ہے کہ برہمہ اپنی آپ کی قربانی کرکے سب میں پھیلے اور سب کا ہو کر رہے اور برہما جی کا حکم بھی یہی ہے لیکن یگیہ کی مُراد خاص خاص مقصد کی تکمیل سمجھ لی گئی ہے وہ بھی سچ ہے اور یہ بھی سچ ہے۔ لیکن سمجھنے میں دونوں جگہ غلطی کی جا رہی ہے"

برہمہ دت جی اُسی وقت بول اُٹھے۔ "آپ کا کہنا لفظ بہ لفظ صحیح ہے۔ لیکن چونکہ اکثر آدمی کمظرف اور سفلی خواہشوں والے ہوتے ہیں۔ وہ اپنی خواہش پوری کرنے کی نیت سے طرح طرح کے یگیوں کا اہتمام کرتے ہیں۔ یگیہ میں یگیہ پشو کی قربانی کی جانی چاہیئے۔ 'پشو' حیوان کو کہتے ہیں۔ اور مُراد تو یہ ہے کہ انسان میں جو حیوانیت کا مادہ ہے اُس کا بلدان کر دے تاکہ انسانیت اور روحانیت کی لطافت پیدا ہو۔ لیکن بہت دنوں تک تو لوگ اصلیت کو نہ سمجھ کر جانوروں کو ذبح کرتے رہے اور اب یگیہ کو بھول گئے"

دیال نے غور کے ساتھ برہمہ دت جی کی طرف نظر کی۔ جسے دیکھ کر برہمہ دت جی کے دل میں طرح طرح کے خیال پیدا ہوئے۔

دیال بولا۔ "بھگون! یگیہ تو اب بھی ہو رہا ہے۔ یہ قدرتی عمل ہے اور جب تک برہمہ کا جگت قائم ہے۔ تب تک برابر جاری رہے گا۔ ہاں سمجھ بوجھ۔ اور طرزِ عمل میں فرق ہوتا ہے۔ میں کیا کر رہا ہوں۔ اس وقت پر برہمہ یگیہ ہی تو کر رہا ہوں دل کے آگنی کنڈ میں خیال کی آہوتی دے دے کر زباں کے شعلوں کو بھڑکاتا ہوں اور میرا خیال بکھرتا ہوا آپ سب کے دلوں میں داخل ہو رہا ہے اور میں ہی ہر جگہ پھیل رہا ہوں میں اسوقت برہمہ ہوں۔ کیونکہ مجھ میں 'بڑھنے' اور 'سوچنے' کا مادہ ہے اگر آپ کو برہمہ کی تلاش ہو تو مجھے دیکھئے۔ میں برہمہ صورت ہوں۔

اور جگہ اُس کا آپ کو درشن ملے یا نہ ملے۔ مجھ میں اُس کا پرتکیش درشن ہے۔ برہمہ لوک کی طرح میرے خیال نے میرے اردگرد خیالی لوک یا خیالی منڈل بنا رکھا ہے اور جو ست سنگی یہاں موجود ہیں انھیں دوسری صورت میں میں اپنے ہی روپ کا جیو جنتو بنا رہا ہوں۔ اور کہاں آپ برہمہ کی تلاش کرو گے صرف پیمانہ کا فرق ہے“ وشنودت اور برہمہ دت دونوں کی زبان سے نکل گیا۔ ”سچ ہے! سچ ہے!! سچ ہے!!!“ ہاں شیودت جی خاموش بیٹھے۔ وہ کچھ بھی نہیں بولے نہ ہاں کہا نہ نہیں۔ لیکن دل میں خوش بہت تھے۔

وشنودت جی نے کہا۔ ”بھگون! آپ نے پھر دوبارہ انسان کی مدح سرائی کی۔ گو وہ سچ ہے۔ لیکن یہ کیوں کہا کہ سب کے آخر میں برہمہ نے انسان کو پیدا کیا اس میں کیا راز ہے؟“

دیالی۔ ”انسان اوّل تھا۔ اور انسان ہی آخر ہے۔ ہو الاوّل ہو الآخر جو مقدم اُسی کو تو مؤخر بھی ہونا چاہیئے۔ یہ برہمہ کی رچنا کیا ہے؟ یہ ست لوک کی رچنا کی عکسی نقل ہے۔ عکس ہمیشہ اُلٹا ہوتا ہے۔ جھیل کے کنارے کھڑے ہوئے درختوں کا عکس دیکھیے اُن کی چوٹی اصل میں اوپر ہے لیکن عکس میں وہ نیچے ہی نظر آتی ہے۔ اِنسان کیا ہے؟ جیووں کی اُلٹی شکل ہے۔ یہ کہیں کہیں اُلٹا درخت بھی بتایا گیا ہے اور درخت سے مشابہ ہے درخت کی جڑ یا سر نیچے گڑی رہتی ہے اس کی جڑ یا سر اوپر کی جانب ہے۔ درخت کی ہیر اس درخت کی ہڈیاں ہیں۔ درخت کی نس ناڑی اُس کے جسم کے رگ و ریشہ ہیں۔ درخت کا عرق اس کا خون ہے۔ درخت کا چھال اس کا چمڑا ہے۔ درخت کے ہیر کا گودا اس کی ہڈی پر کا گوشت ہے۔ درخت اپنی چوٹی سے بیج باہر اُگتے۔ پھیلنے اور بڑھنے کی غرض سے پھینکے جاتے ہیں۔ اس کا بیج رانوں کے درمیان سے باہر گرتا ہے۔ غرضکہ ہر پہلو سے یہ انسان درخت سے مشابہ ہے اور درخت ہی سے کیوں! بلکہ تمام جیو اور جنتوؤں سے مشابہ ہے۔ میں نے صرف درخت سے

اس وقت مشابہ کیا ہے۔ باقی اوروں سے مشابہت کا سامان آپ اپنے دل سے نکال کر اپنی تسلی اور تشفی کر سکتے ہو۔ ہاں درخت میں اور انسان میں یہ بدیہی فرق ہے کہ درخت تو ایک جگہ گڑا رہتا ہے۔ یہ ہلتا ڈولتا۔ گھومتا اور پھرتا نظر آتا ہے۔ جیسے درخت اپنے اندر سے ڈوڈو تیتے نکالتا ہے ویسے ہی اس کے ڈو ہاتھ ڈو پیر دو خصیئے وغیرہ نکلے ہیں۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ برہمہ نے پہلے تذکیر اور تانیث میں اپنے آپ کو تقسیم کیا۔ وہ قسمت یہاں بھی برابر سلسلہ کے ساتھ چلتی ہے"۔

شنودت جی اس موقع پر چپ نہ رہ سکے۔ خوشی کے جذبہ میں بول اُٹھے۔ "واہ وا! کیا کہنا ہے! بھگون! آپ مجسم اپنشد ہیں۔ اُپنشد آپ کی زبان سے بول رہی ہیں۔ ہم نے آج زندہ اور اصلی اپنشد کا درشن پایا۔ ہم مبارک ہیں!"

برہمہ دت جی نے کہا۔ "اُپنشد کیوں! یہاں تو سرسوتی جی آپ کی زبان سے بول رہی ہیں"۔ لیکن اس پر کسی نے دھیان نہیں دیا۔

وشنودت جی نے پوچھا۔ "مہاراج! انسان متحرک کیوں ہے؟ یہ غیر متحرک کیوں نہیں ہے؟ اس کو نشچل ہی ہونا چاہیئے تھا!"

دیال بولا۔ اس میں "آتما" ہے جو کھل کھیلنے پر آیا ہے"۔

وشنودت جی نے پوچھا۔ "کیا اور جیو آتما سے خالی ہیں؟"

دیال بولا۔ "نہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ اوروں میں تو آتما مجہولیت یعنی دبی حالت میں ہے اُسمیں کھل کر کھیلتا ہے"۔

وشنودت جی کو حیرت ہوئی۔ "بھگون! لگے ہاتھوں اس آتما کی بھی تشریح کر دیجئے۔ تاکہ بھرم دور ہو جاوے"۔

دیال نے جواب دیا۔ "'آتما' سنسکرت زبان کی دو لفظوں سے نکلا ہے "آت" (حرکت کرنا) اور ... (یعنی حرکت اور ... کا مادہ ہو وہ آتما ہے)"

وشنودت جی بولے۔ "آتما تو نشچل اور مدار علیہ (ادھشٹھان) محض ہے۔ ہمیں حرکت اور غور کیسا!"

دیال بولا۔ لفظ موجود ہے۔ لفظی مادہ آپ کو بتا دیا گیا۔ لغت میں دیکھئے اس مادہ یا لفظ کے اور بھی کوئی معنی ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ یوں تو آپ کو اختیار ہے۔ جو چاہیں کہتے رہیئے۔ کسی نے کسی کی زبان کب پکڑی ہے۔"

وشنودت جی نے کہا۔ "تب آتما کے مرادی معنی روح کے ہونگے۔ جس سے 'قرار'، 'سکون'، اور 'رنربھرتا' کی سمجھ جاتی ہے۔"

دیال بولا۔ "'روح' عربی زبان کا لفظ ہے جو اور بھی مُبہم ہے۔ آپ میرے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے صرف سنسکرت کے مستعملہ الفاظ استعمال کیجیے ورنہ سخت طوالت ہوگی 'روح' کے لغوی معنی۔ 'سانس' ہیں اسکی مدد سے آپ اپنے خیال کو واضح نہیں کر سکتے۔"

وشنودت جی نے اقرار کیا۔ "میں نے غلطی کی۔ اب آپ فرمایئے۔ اس آتما کے اور مُرادی معنی کیا ہیں؟ یا کیا ہو سکتے ہیں؟"

دیال بولا۔ "مرادی معنی ہیں۔ 'جیو'۔ 'طبیعت'، 'دل'، 'برھما'، 'زندگی'، 'پران'، 'احتیاط'، 'کوشش'، 'سمجھ بوجھ'، 'بدھی'، 'عقل'، 'تمیز'، 'چیت'، 'لڑکا'، 'شخصیت' وغیرہ وغیرہ"

وشنودت جی نے کہا۔ "ان میں سے کوئی بھی میری مُراد کی تقویت نہیں کرتا۔ اب آپ یہ فرمایئے کہ اس آتما کے گُن۔ لکشن اور تعریف کیا ہیں؟"

دیال بولا۔ "اچھا" (خواہش)، 'سکھ'، 'دُکھ'، 'گیان' 'پرتین' (محنت) 'راگ' دویش' (رغبت اور نفرت) اس کے گُن۔ لکشن اور تعریف ہیں۔"

وشنودت جی بولے۔ "افسوس! آپ نے جو آتما کے لکشن بتائے ہیں۔ نیائے شاستر اُن کو آتما میں فرض کرتا ہے۔ لیکن یہ اصلیت سے دُور رہ جاتے ہیں۔ اور میرے خیال کی اِن سے وضاحت نہیں ہوتی

دیال بولا "جو شے جسمیں نہ ہو۔ وہ اس میں کیسے ملے۔ یہ بنی بنائی بات ہے"

وشنودت جی نے پوچھا "پھر آپ آتما کس کو کہتے ہو؟"

دیال نے جواب دیا۔ "میری سمجھ میں 'آتما' صرف من کو کہتے ہیں کیونکہ اس من ہی میں حرکت اور غور ہے۔ اس کے سوا اور کسی میں نہیں ہے۔ شاستر نے غلطی میں پڑکر 'من' ہی کو سب کچھ سمجھ لیا۔ یہ میرے خیال میں آتا ہے"

وشنودت جی بولے۔ "تو آپ کی سمجھ میں 'نیائے شاستر' غلطی میں پڑا ہے"

دیال نے کہا۔ "بات تو یہی ہے۔ لیکن یہ ممکن ہے کہ بحث مباحثہ میں میں کسی نیائے شاستر والے کا مقابلہ نہ کر سکوں۔ کیونکہ وہ 'برہما' اور دوسرے ہستی تک کے شکست دینے کے دعویدار ہوتے ہیں۔ ہاں۔ میں نے جو سچا سمجھا۔ آپ سے عرض کر دیا۔ اگر سچ ہے تو اُسے مانیئے۔ نہیں تو جانے دیجیئے"

وشنودت جی بولے۔ "میں آپ سے بحث کرنے نہیں آیا۔ صرف تتّو اور تتّوں کا راز دریافت کرنے آیا ہوں اور شکر ہے میری آنکھیں کھلتی جا رہی ہیں"

دیال نے کہا۔ "بس یہی کافی ہے"

ساتواں پرکرن

تتّو بوجھنا کا انگ

(مسلسل) دربیہ تتّو یعنی دیوتا[1]

وشنودت نے پوچھا "بھگون! آپ شروع سے آخر تک برابر انسان کی زندگی کے کمال کا گیت گاتے ہیں۔ اب میں آپ سے یہ دریافت کرتا ہوں کہ دیوتا کیوں

---

[1] فرشتہ

انسان پر فائق نہ سمجھے جائیں؟"

دیال بولا۔ "آپ نے نہایت صبر سے کام لیا ہے۔ میں دیر سے محسوس کر رہا ہوں کہ یہ خیال آپ کو بُری طرح سے ستا رہا ہے۔ اور کوئی بات ایسی ہے جو آپ کو دیوتاؤں کی فضیلت کے مقدم سمجھنے کی جانب مجبور کر رہی ہے۔ بہتر تو یہ ہوتا کہ آپ اور بھی ذرا صبر کرتے۔ لیکن چونکہ اُس کی حد ہو چکی۔ مجبوراً میں اس سوال کے جواب دینے میں جلدی سے کام لیتا ہوں۔ سنیئے دیوتا سنسکرت لفظ 'دیو' سے نکلا ہے۔ 'دیو' کا مادہ ہے۔ 'دِو' (کھیلنا) جو کھیل کرے اُس کا نام دیوتا ہے یہ لغوی معنی ہیں۔"

وشنو دت نے پوچھا۔ "اس کے اصطلاحی معنی کیا ہیں۔؟"

دیال بولا۔ "دیوتا مشتق لفظ ہے جو دیو سے نکلا ہے۔ دیوتا۔ ایشوری وجود اور ایشور بننے کو کہتے ہیں۔ دیو کے مجازی معنی بے شمار ہیں۔ مثلاً 'فرشتہ' 'راجہ'، 'شوہر کا بھائی'، 'بادل'، 'مسخرہ'۔ 'بچہ'، 'پیشہ ور'۔ 'بھالا بردار'، 'غالب آنے کی خواہش'، 'کھیل'، 'تفریح'، 'براہمن کا خطاب'، 'کایستھ کا خطاب'، 'حواس (اندری)'، 'کسی دیوتا کی جورو'، 'درگا'، 'رانی'، 'کسی اعلیٰ اور نیک عورت کا معزز خطاب'، 'پوجا'، 'تعظیم' وغیرہ وغیرہ"

وشنو دت جی یہ سُن کر خوش ہو گئے۔ "تب تو دیوتا نہایت اچھا لفظ ہے"

دیال بولا۔ "اسے بُرا کون کہتا ہے! لیکن جو بھاو یا عقیدہ یا خیال آپ کے دل میں قائم ہے وہ مجازی طور پر اصلیت سے کوسوں دور ہے"

وشنو دت جی چونکنا ہو گئے۔ "وہ کیا ہے؟"

دیال بولا۔ "عام طور پر دیوتا یا تو وصف مجسّم کو کہتے ہیں جو ست۔ رج اور تم کی جسم رکھنے والی شخصیتیں ہیں۔ یا جو طاقتیں کہ برہمہ یا انسان کے اندریوں سے مخصوص ہیں وہ دیوتا ہیں۔ اور جو تتوں یعنی عناصر کے موکل یا اوصاف ہیں وہ بھی دیوتا ہی ہیں۔"

وشنودت نے پوچھا۔ "اس کی صراحت کیجئے!!"

دیال نے جواب دیا۔ "جس وقت 'برہمہ' کے اندر چھوب یا حرکت ہوئی۔ اُس میں تین خصوصیتیں تھیں۔ 'ست' (ہونا) 'رج' (کرنا) اور 'تم' (اندھکار میں آنا) اور برہمہ کی چھوب نے اِن کی وجہ سے تین صورتیں اختیار کر لیں۔ جو وِشنو برہما۔ اور شِو کہلاتی ہیں۔ وِشنو ستوگُن ہے۔ برہما رجوگُن ہے اور شِو تموگُن ہیں۔ یہ تین دیوتا پہلے برہمہ کے گنوں سے ظہور میں آئے اور ویسے ہی انسان کے جسم میں بھی داخل ہوئے کیونکہ انسان کا جسم برہمہ کی کایا کی طرح ترگناتمک یعنی تین گُن والا ہے۔ پھر چونکہ برہمہ آپ شریر دھاری اور مجسم ہے اُس میں انسان کی طرح چودہ اندریاں ہیں۔ پانچ گیان اندری (کان چھونے کا حواس) آنکھ۔ ذائقہ کی اندری۔ اور ناک۔ پانچ کرم اندری (زبان۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ آلہ تناسل۔ اور مقعد) ۔ چار اندرونی حواس (مَن۔ بدھی۔ چت اور اہنکار) ان چودہ اندریوں کے اندر جو مجسم طاقتیں رہتی ہیں وہ دیوتا کہلاتی ہیں۔ پھر چونکہ عناصر میں بھی قدرتی طاقتیں ہیں اُن کا شمار بھی دیوتاؤں میں ہے۔ جیسے آکاس۔ ہوا۔ آگ۔ پانی۔ اور پرتھوی (مٹی) ۔ ان پانچوں کے متوکل ادھشٹاتا۔ یا مدار علیہ طاقت بھی دیوتا ہیں۔"

وشنودت جی نے کہا۔ "تب تو دیوتا بے شمار ہیں۔ اُن کا حساب لگانا مشکل ہے۔"

دیال بولا۔ "بات تو ایسی ہی ہے۔ ان کی تعداد کو کوئی بھی قائم نہیں کر سکتا۔ جہاں جہاں کسی قدرتی طاقت کا ظہور ہے۔ وہ طاقت دیوتا ہی کہلاتی ہے۔"

وشنودت جی نے پوچھا۔ "کیا قدیم رشی بھی ایسا ہی مانتے تھے؟"

دیال نے [illegible] پہلے [illegible] کی [illegible] جواب بھی [illegible] ہے۔ وہ کیسے

نہ مانتے لیکن اُپنشدوں نے عام طور پر اکتیس دیوتاؤں کو خاص مان کر باقی کو نظر انداز کر دیا ہے اور اُن کو اکتیس ۳۳ کوٹ یعنی اکتیس ۳۳ قسم کے دیوتا کا خطاب دیا ہے۔ بلکہ اکتیس ۳۳ کا حساب صرف تین ۳ ہی طرح کے دیوتاؤں میں گھٹا دیا ہے۔"

وشنودت جی نے سوال کیا۔ "اُن کی تفصیل کیا ہے؟"

دیال نے جواب دیا۔ "رُدر۔ وَسُو۔ اور آدیتہ۔ یہ دیوتاؤں کی تین ۳ قسمیں ہیں۔ ان میں سے گیارہ رُدر۔ آٹھ وسُو اور بارہ آدیتہ ہیں۔ رُدر کا لغوی مطلب رُلانے والے سے ہے۔ جو رُلاتا رہے اُسے رُدر کہتے ہیں۔ گیارہ رُدر کی صراحت یوں ہے۔ یہ شِو بھگوان کے مختلف روپ ہیں۔ جن کے متعلق سنگھار یعنی مٹانے یا محو کرنے کا کام ہے۔ یہ عام طور پر گیارہ اندریوں پانچ گیان۔ پانچ کرم۔ اور گیارھواں من کی زائل ہونے کی طاقتوں سے مراد ہے جب یہ کمزور ہوتے یا برباد ہو جاتے ہیں تب انسان رونے لگتا ہے یہ رُدر لفظ سے مُراد ہے۔ ان کے نام۔ اَجے کپرڈ۔ اُدھی وردھن۔ دشوپمپش سُور یشور۔ جینتا۔ بھورُوپ۔ تریمبک۔ اپراجیت۔ ساوتر۔ ہر وغیرہ ہیں۔ وَسُو کہتے ہیں۔ آباد ہونے کی جگہ کو۔ سنسکرت مادہ۔ 'وَس' (بسنا) ہے ان کے نام دَھو، درو۔ سوم۔ 'وشنو' 'انل' پراُبھش اور پربھا دہیں آدیتہ۔ سورج یا سورج کی چمکتی ہوئی صورتوں کو کہتے ہیں۔ یہ تعداد میں بارہ ہیں۔ اور چونکہ سال کے بارہ مہینوں میں سورج بارہ طور پر چمکتا ہے اُس کے ظہور یا طرزِ اظہار کا نام آدیتہ رکھا گیا ہے۔ ناموں کی صراحت میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ اکتیس ۳۳ دیوتاؤں کی مختصر صراحت اتنی ہی ہے۔"

وشنودت جی نے کہا۔ "یہ آپ سچ کہتے ہیں۔ اُپنشدوں نے قریب قریب ایسا ہی بتایا ہے۔ لیکن ان کے سوا ہندوؤں کے درمیان پنچ دیوتاؤں کی پوجا کا رواج ہے اس کی صراحت آپ کیسے کریں گے؟"

دیال بولا۔ "کاش اگر صبر سے کام لیا گیا ہوتا۔ تو موقع پر ان کی صراحت قابل اطمینان طریقہ پر کی جاتی۔ آپ نے جلدی کر دی۔ سلسلہ ٹوٹ گیا۔ پھر بھی میں سمجھانے کی کوشش کرونگا۔ پنچ دیو کی رعایت انسانی جسم کے پانچ چکروں کی نظر سے ہے۔ پانچ چکر یہ ہیں "گدا" (مقعد) "اندری" (آلہ تناسل)۔ "نابھی" (ناف) ہردے (دل) کنٹھ (گلا)۔ اور ان کے اندر جو کل یا دیوتا بستے یا اُن استھانوں کو طاقت۔ تقویت اور زندگی دیتے ہیں وہ پانچ قسم کے دیوتا ہیں۔ ان کے نام "گنیش" "برھما" "وشنو" "شو" اور "درگا" ہیں۔ گنیش جی کے رہنے کی جگہ گدا (مقعد ہے) برھما جی کا استھان اندری یعنی (آلہ تناسل) ہے۔ وشنو بھگوان کا قیام نابھی (ناف) میں ہے۔ شو جی کا مقام ہردے (دل) ہے۔ اور درگا دیوی کی رہایش کنٹھ (گلے) میں ہے۔"

وشنودت جی بولے۔ "بھگوان! اس موقع پر اگر یہاں گنیش جی ہوتے تو آپ کی بات کو سن کر برا مانتے۔"

دیال مسکرایا۔ "اسمیں برا ماننے کی تو کوئی بات نہیں ہے گنیش جی چونکہ پہلے چکر میں رہتے ہیں اس لیے سب سے پہلے اُنھیں کی پوجا کی جاتی ہے اور وہ دیوتاؤں میں سب کے مقدم سمجھے جاتے ہیں۔ یہ تو ان کی بہت بڑی تعریف ہے۔"

وشنودت جی نے سوال کیا۔ "یہ چکر یا چکروں کا اہتمام کسی خاص عایت کی وجہ سے ہے یا یوں ہی ہے ؟"

دیال نے جواب دیا۔ "رعایت کی نظر سے ہے یوں ہی نہیں ہے۔"

آٹھواں پرکرن

تتو بوچینا کا انگ

(مسلسل) دیوتا تتو

وشنودت جی بولے اگر تتو گنے گئے ہوں تو اس کی بھی تشریح کر دیجیے

تا کہ بھرم دُور ہو جائے"۔

دیال بولا۔ "جب برہمہ واسنا کے زیر اثر آیا۔ اُس میں شبد کا ظہور ہوا۔ اور اُسی شبد سے آکاس پیدا ہوا۔ اور پھر اُس آکاس سے اور تتو باقاعدہ یکے بعد دیگرے پیدا ہو ہو کر برہمہ میں استھان بنا بنا کر قائم ہوئے اور برہمانڈ میں اپنی مخصوص حیثیت حاصل کی۔ برہمانڈ نام ہے برہمہ کے انڈے یا برہمہ کے جسم کا۔ یہ جسم تتّوں کا بنا ہوا ہے اور وہ تتوں ہی کی امتزاجی اور آمیزشی صورت ہے۔ یہ اس لوک میں سب سے بڑا ہے۔ لیکن اگر کوئی یہ جاننا چاہے کہ برہمانڈ تتوں سے بنا ہوا کس طرح ان سب کو اپنے اندر جگہ دیتا ہے تو اُس کا سمجھنا سخت دشوار ہوگا کیونکہ بڑے ہونے کی وجہ سے اس کے سب حصے انسان کی نظر میں نہیں آ سکتے۔ بڑی۔ چھوٹی۔ باریک لطیف۔ دبی ہوئی۔ نہایت قریب رہتی ہوئی۔ خواہ پردوں کے اوٹ میں چھپ جانے کی وجہ سے ان کا جیوں کا تیوں علم نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص برہمہ کو سمجھنا چاہے تو صرف اِنسانی جسم کا مطالعہ کرے۔ انسانی قالب دراصل برہمہ کے قالب یا جسم کی چھوٹے پیمانے میں نقل ہے۔ انسان صرف اپنے آپ کا مطالعہ کرے اپنے آپ کو سمجھے تب وہ بہ آسانی برہمہ اور برہمانڈ کا علم حاصل کر سکے گا جس جس طرح اور جس جس سلسلہ یا قاعدہ کے ساتھ یہ برہمہ اور برہمانڈ بنا ہے یا بنتا بگڑتا رہتا ہے۔ اُسی اُسی طرح اور اُسی اُسی سلسلہ یا قاعدہ کے ساتھ انسان اور انسان کا قالب بھی بنتا اور بگڑتا رہتا ہے۔ جو برہمہ ہے وہی پریتو لوک یعنی فانی عالم میں انسان بھی ہے دونوں ہی میں یکسانیت ہے صرف پیمانہ کا فرق ہے۔ پیمانہ کے نظر انداز کر دینے سے پھر دونوں ہی یکساں پرتیت ہونے لگتے ہیں۔ اور گیان ہو جاتا ہے"۔

پر برہمہ میں چونکہ بڑھنے اور سوچنے کی واسنا پرگٹ ہوئی۔ یہی واسنا روپ بنکر مایا کے گرو میں داخل ہوئی اور اُس سے برہمہ پیدا ہوا اور

ساتھ ہی ساتھ اُس برہمہ کے کھیل - اظہار اور ظہور کے سلسلہ میں تمام تتو کثیف صورتوں میں پیدا ہو ہو کر اُس کے جسم کے بنانے میں مددگار ہوئے اور اُس کے جسم میں آ آکر ٹھہر گئے - یہ مایا تمام تتوں کی جڑ اور ماتا ہے - تتو یا عنصر باطن اور ظاہر طریقہ میں اُسی میں رہتے ہیں - اور موقع پاکر پرگٹ ہو جاتے ہیں - بنسبتی نقطۂ نگاہ سے ہم پر برہمہ کو اوپر اور مایا کو نیچے کہتے ہیں - پر برہمہ کی واسنا اور پریتی - مایا کا گربھ یا بطن نیچے تھا - وہ اس گربھ میں سمائی - جس کی وجہ سے برہمہ ہرنیہ گربھا کہلایا - یہ کس طرح سے ہوا - اُس کے لیے انسان کی پیدائش پر غور کرنا لازمی ہے - باپ میں واسنا رہتی ہے - جو اُس کے دماغ یا دل کے بالائی حصہ سے متعلق ہے اور ماتا میں مایا یا مادّہ رہتا ہے جو اُس کے نیچے کے حصہ یا رحم یا بطن میں قائم ہے جس طرح واسنا کے بیج کو باپ ماں کے مادّی کھیت میں قائم کرتا ہے اور وہاں سے اُس کی پیدائش کا سلسلہ آغاز ہوتا ہے ویسے ہی برہمہ کی بھی پیدائش ہوئی ہے اور جس طرح انسانی بچہ بڑھتا اور سوچنے کے قابل بن بن کر بیوہار کرتا اور اپنے بیوہار کی دُنیا بناتا ہے ویسے ہی برہمہ نے بھی اس برھمانڈ یعنی برہمہ کی دُنیا کو رچا ہے - بڑھنا اور سوچنا زندگی کا خاصہ ہے اور اس لیے اس رعایت سے برھمانڈ ہی وجود کو برہمہ کا نام رشیوں نے دیا (برھ (بڑھنا) اور 'من' (سوچنا) - اب میں یقین کرتا ہوں کہ برہمہ نام کی ماہیت آپ نے پوری طرح سے ذہن نشین کر لی ہوگی"

وشنودت جی نے اقرار کیا - "میں اس مدلل بات کو کیسے نہ مانوں گا آپ بات کہتے ہیں اور بات کی جڑ بھی کھود کر دکھا دیتے ہیں - یہ آپ کی تقریر کا حسن کمال ہے - اب اور آگے چلیے"

دیال بولا " پہلے برہمہ کا سر بنا - جیسے انسان کا سر پہلے بنتا ہے - اور لطیف اور کثیف [illegible] سے پھر اوپر کے حصہ میں لطیف صورت میں جگہ بنائی

اور وہاں اُس میں قائم ہو گئے۔ اس وجہ سے برہمہ یا انسان کے سر میں تمام حواس اور تتوں کا لطیف جوہر رہتا ہے۔ اور وہ نیچے کے حواس کا مدار علیہ بنجاتا ہے۔ جتنی گیان اندریاں ہیں سب کو سر میں لطیف ہونے کی وجہ سے جگہ ملی ہے۔ یہ تو آپ سمجھتے اور یقین کرتے ہیں؟"

وشنودت جی نے کہا "میں سمجھ گیا اور سمجھتا ہوں۔"

دیال بولا "پھر تتوں نے نیچے کی طرف رُخ کیا۔ کیونکہ نیچے آئے ہوئے بغیر اُن کے اظہار کی یقینی ظاہری اور پرگٹ صورت نہیں بنتی اور بتدریج قاعدہ کے ساتھ وہ نیچے اُترنے لگے۔ پہلے آکاش کا استھول حصہ اُترا۔ اُس سے گلا یا حلق بنا اور وہ اُس میں جا کر قائم ہوا۔ کنٹھ چکر اس لیے آکاس کا اس جسم میں استھان ہے۔ اُس کا لطیف انگ یا حصہ تو اوپر ہے۔ یہاں کثیف یا استھول حصہ ہے۔"

وشنودت جی نے پوچھا۔ "ایسا کیوں ہوا؟"

دیال نے جواب دیا "ایسا تو ہونا ہی تھا۔ کیونکہ قدرتی اظہار کا یہ اصول ہے۔ لطیف شے ہمیشہ اوپر رہتی ہے اور کثیف شے نیچے اتر آتی ہے جہاں چاہو۔ کھلی آنکھوں سے اظہار کے اس تماشے کو دیکھو پانی کے اوپر بھاپ منڈلاتی ہے اور پانی کے تہہ کے نیچے تلچھٹ بیٹھ جاتی ہے اور پانی بیچ میں رہتا ہے۔ یہی کیفیت تمام تتوں اور عنصروں کی ہے۔ سب کے تین تین روپ تم کو ہر جگہ نظر آئیں گے۔ اور ایسا اس وجہ سے ہے کہ تینوں گُن ست رج۔ تم ہر جگہ محیط ہو کر اپنا کام کرتے ہیں۔"

وشنودت جی نے کہا۔ "آپ سچ فرماتے ہو۔ لیکن آپ نے ابھی کنٹھ چکر کو درگا دیوی کے رہنے کا استھان قرار دیا ہے۔"

دیال بولا۔ "یہ دُرگا آدی شکتی ہے۔ اسی کا نام واسنا ہے۔ واسنا گھٹن ہے اسلیے یہ نام اس کو دیا گیا ہے۔ سنسکرت دھاتو دُ (دُکھ) گھٹن) اور

'گم' (جانے) سے نکلا ہے۔ چونکہ واسنا اچھی نہیں سمجھی گئی اور اسی کے گورکھ دھندے سے یہ جگت بنا ہے اس وجہ سے اُسے یہ نام دیا گیا۔ 'رُدر' کے معنی بد اور بُرے بھی ہیں۔ یہ واسنا بُری ہے اس خیال سے اُس کے نام میں یہ رعایت ہے۔ واسنا ہی سے 'آکاس' پیدا ہوا ہے۔ یہ دو مادّہ 'آنگ' اور 'کاش' (چمکنے) سے نکلا ہے۔ اظہار کی پہلی صورت ہونے کی وجہ سے اُس کو یہ نام ملا ہے۔ یہ دُرگا اسی آکاش تتو کی ادھشٹاتا۔ مدار علیہ۔ ادھشٹان اور اور موکّل ہے۔ اور آدی شکتی کہلاتی ہے۔ یہ پہلے برہمہ کے کنٹھ میں جاگزیں ہوئی۔ اور پھر انسان کے جسم میں بھی وہی جگہ اپنے لیے مقرر کی۔"

وشنودت جی نے پوچھا۔ "دُرگا یا آدی شکتی کی صراحت تو آپ نے خوب کی اب دوسرے دیوتا کی بھی وضاحت ہو۔"

دیال بولا۔ "آکاس میں جب متھن ہوئی تو اُس سے وایو تتو یعنی ہوا کا عنصر نکلا۔ اور وہ ہردے یعنی دل کے مقام میں جہاں پھیپھڑے کے پنکھے جھلنے سے ہوا برآمد ہوتی ہے وہاں ٹھہرا۔ یہ مقام وایو منڈل کہلاتا ہے اور اس کے موکّل۔ ادھشٹان یا مدار علیہ شِو بھگوان ہیں۔"

وشنودت جی نے پوچھا۔ "اس متھن سے آپ کی مُراد کیا ہے؟"

دیال نے جواب دیا۔ "متھن متھنے یا بلونے کو کہتے ہیں۔ چونکہ برہمہ نے ابتدا میں دو صورتیں اختیار کی تھی۔ پُرش اور پرکرتی یعنی تذکیر اور تانیث کی اور ان میں سے ایک اثبات ہے۔ دوسری نفی۔ اسوجہ سے لازمی تھا کہ اُس کا عکس تتوں میں پڑتا۔ اور ایسا ہی ہوا۔ آکاس کے نفی اور اثبات پہلو بہ پہلو آپس میں مرد اور عورت کی طرح رہے ملے اور اُن کے رہنے ملنے سے لڑکے کی صورت میں ہوا کا وجود ظہور میں آیا۔ لطیف حصّہ تو آکاس میں آکاس کے ساتھ رہا۔ اور کثیف نیچے اُتر کر ہردے چکر میں ٹھہرا اور اپنا کام کرنے لگا۔"

وشنودت جی نے پوچھا۔ "کیا یہاں بھی وہی تین صورتوں کی رعایت ہے؟"

دیال بولا۔ "کیوں نہیں۔ یہ تو قدرتی اصول ہے۔ بہت لطیف اوپر بہت کثیف نیچے اور لطیف و کثیف کی ملونی یعنی ملی جلی صورت درمیانی ہوتی ہے۔ اور اسی پر نگاہ ٹھہرتی ہے۔"

وشنودت جی نے کہا۔ "یہ سب صحیح ہے۔ لیکن وایو۔ یعنی ہوا کا موکل شیوجی کو کیوں بنایا گیا ہے؟"

دیال بولا۔ "اس برہمانڈ میں اور برہمانڈ کی عکسی اور نقلی صورت پنڈ (جسم) میں شیوجی کی بڑی مہما ہے۔ یہ بھید آپ کو آگے چل کر بتایا جائے گا ابھی آپ نہ سمجھ سکیں گے۔ یہاں صرف اسقدر سمجھ لیجئے کہ شیوجی کا کام سنگھار کرنے کا ہے۔ سنگھار نام ہے لے کا محویت کا اور بیخودی کا۔ جس کا روپ یہ وایو (ہوا) ہے۔ یہ خشک کرتا ہے اور رطوبت کو زائل کرتا ہے اس وصف کی رعایت سے شیوجی کو وایو (ہوا) کا موکل۔ ادھشٹاتا اور مدار علیہ کہا گیا ہے اور یہ چونکہ یہ کیفیت یا کیفیتیں ہردے چکر میں پرگٹ ہوتی ہیں اسلئے ایسا کہا گیا ہے۔"

وشنودت جی نے سوال کیا۔ "اس وایو نے اگنی یعنی آگ کو کیسے پیدا کیا ہے؟"

دیال نے جواب دیا۔ "وایو نے ہردے چکر یعنی دل کے کرے میں قیام کرنے کے بعد اپنے اثبات اور نفی کے پہلوؤں کو متھا۔ اس متھن سے آگ پیدا ہوگئی۔ اور اس نے پنڈ دیس کے نابھی چکر (ناف) میں اپنی جگہ بنائی۔ اس کا کارن بھاگ (اصلی یا تخمی حصہ) تو ہردے میں رہ گیا۔ لطیف نابھی میں آکر ٹھہرا۔ اور کثیف (ستھول) حصہ نیچے اترا۔ اس اگنی کا موکل۔ مدار علیہ اور ادھشٹھان وشنو بھگوان ہیں وہی ایڑی سے لے کر چوٹی تک سب کو حرارت کی غذائیت پہونچاتے ہیں۔ یہ وشنو کی تعریف عظمت اور بزرگی ہے اور وہ پالن پوشنے والے کہلاتے ہیں۔"

وشنودت جی نے پوچھا - " اس آگ سے جل تتو کیسے پیدا ہوا؟"
دیال نے جواب دیا - " آگ کی متھن یعنی وشنو اور لکشمی کے میل سے جل نکلا۔ جیسے آگ کے جلنے پر بھاپ دھوئیں کی صورت میں نکلتا ہے اور آپ اگر ہات لگاؤ تو اس کی نمی کو محسوس کر سکو گے - اسی طرح آگ سے جل یعنی پانی کے عنصر کا ظہور ہوا ہے اس جل نے اندری چکر یعنی آلہ تناسل کے مقام پر اپنی جگہ بنائی اور وہاں ہی سے نہر کی نالی کی طرح نکلتا رہتا ہے - اس کے ادھشٹاتا برہما جی ہیں - پانی ہی سے جیو جنتو پیدا ہوتے ہیں اور برہما جی اسی آلہ تناسل کے مقام پر بیٹھے ہوئے سب کی نظر آنے والی صورتیں کمہار کی طرح گھڑ گھڑ کر نکالتے رہتے ہیں - قدرت میں یہ فرض انہیں کے سپرد ہے - پانی کا بیج بھاگ ناف کے استھان میں ہے - لطیف یا سیال حصہ اندری چکر میں ہے اور نہایت کثیف حصہ نیچے کی طرف پھینک دیا جاتا ہے اور اس کے اثبات اور نفی پہلوؤں کے متھن سے پرتھوی یعنی مٹی پیدا ہوتی ہے - یہ گد چکر میں جا کر ٹھہرتی اور سب کا آدھار یعنی رہنے اور ٹھہرنے کا آسرا بنتی ہے - اس رعایت سے جوگیوں نے اس چکر کا نام مولادھار (مول آدھار) یعنی اصلی سہارا کا مقام بتایا ہے اس کے موکل - مدار علیہ اور ادھشٹان گنیش جی ہیں - یہ مٹی کے عنصر کے مالک ہیں - اور عناصر سب کار آمد اور ضروری حصہ تو وہ برہما جی کے سپرد کرتے رہتے ہیں اور اس کے فضلے یعنی غیر کار آمد حصہ کو خارج کر دیتے ہیں - اس طرح اس جسم کے سفلی طبقوں میں مہا بھوت یعنی کثیف عناصر کے منڈل (کرہ) بنتے ہیں اور جیسا کہ اس کی کیفیت ہمارے جسم میں ہے ویسے ہی اور بالکل اسی طرح برہمانڈ کے برہمہ کی کایا میں ہے - یہ تو اس میں اس حیثیت سے جگہ بنا کر رہتے ہیں ان کا بیج یعنی کارن روپ تو برہمہ میں رہتا ہے لطیف برہمہ میں آتا ہے اور وہ کثیف جیو جنتوؤں کی پیدائش کے لیے مشغول ہو کر ان میں رہتا ہے۔"

اس قدر گفتگو کے بعد دیال خاموش ہو گیا۔

نواں پرکرن

تتو بو یچنا کا انگ (مسلسل) دیوتا تتو

وشنودت جی بولے۔ "آپ نے صراحت تو خوب کی۔ آپ کی تقریر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دیوتا اِنسان کے انگ سنگ رہتے ہیں۔ اور اُس کی خدمت انجام دیتے ہیں۔"

دیال بولا۔ "یہاں سمجھنے میں آپ نے ذرا غلطی کی ہے۔ یہ دیوتا صرف انسان ہی میں نہیں رہتے۔ بلکہ برہمہ کے انگ سنگ بھی رہتے ہیں۔ جو اُن کی حیثیت پیمہ کی کایا میں ہے وہی حیثیت انسان کے پنڈ یا جسم میں بھی ہے اور وہی حیثیت پربرہمہ میں بھی ہے۔ صرف مقام۔ اور حالت کا فرق ہے۔ پربرہمہ پد میں اُن کا بیج بھاگ یعنی کارن روپ رہتا ہے۔ برہمہ میں اُن کا لطیف بھاگ یعنی سوکشم رُوپ رہتا ہے۔ اور جانداروں میں بالعموم اور انسان میں بالمخصوص اُن کا کثیف حصہ یعنی ستھول بھاگ رہتا ہے۔ پربرہمہ کی نقل یا عکس تو برہمہ ہے اور برہمہ کی نقل یا عکس انسانی جسم ہے۔ جو برہمہ میں ہے یا برہمانڈ میں ہے وہی انسان اور انسان کے جسم میں بھی ہے۔ "پنڈے سو برہمانڈے" عالم صغیر بھی چھوٹے پیمانے میں عالم کبیر ہے کیونکہ اُس کی تمام خوبیاں اس میں موجود ہیں۔"

وشنودت جی نے سوال کیا۔ "پنڈے سو برہمانڈے تو صحیح ہے۔ لیکن سوائے آپ کے اور کسی نے برہمانڈ کے علاوہ اور رچنا کا پتہ نہیں دیا۔ اور کیا برہمانڈ کے پرے کی حالت بھی اِنسان میں موجود ہے؟"

دیال نے جواب دیا۔ "برہمانڈ سے اُسی طرح پر برہمانڈ پرے ہے۔ جیسے برہمہ سے اونچا یا پرے پربرہمہ ہے۔ نقطہ موجود ہے اور وہ اشارہ سے

خالی نہیں ہے - اگر برہم کے پرے کوئی ہستی نہ ہوتی تو یہ لفظ کیوں ٹکڑا جاتا آخر اس کے گرد ھنے اور استعمال کرنے کا کوئی سبب بھی تو ہونا چاہیئے - بغیر سبب کے کوئی نتیجہ نہیں ہوتا - یہ سوال کے پہلے حصہ کا جواب ہے - اب دوسرا حصہ سنیئے - چونکہ پربرہم میں ہر شے صرف بیج روپ ہوتی ہے اور بیج روپ ذرا مشکل سے سمجھ میں آتا ہے - اسوجہ سے اشارہ دیکر اُسے چھوڑ دیا گیا - لیکن اُس میں اصلیت ہے - اصلیت سے خالی وہ بھی نہیں ہے - پر برھمانڈ - برھمانڈ - اور پینڈ یہ تینوں بل بلا کر ترلوکی ہیں اس کے پرے چوتھا پد ہے - جس کا بھی اشارہ محض ہر جگہ آیا ہے - سوال کے دو پہلو تو نظر کے سامنے آگئے اب تیسرا پہلو سنیئے - انسان میں برھمانڈ کے پرے کی بھی حالت موجود ہے - کوئی ایسا وصف نہیں ہے جو اس میں نہ ہو - ترلوکی کا ہونا تو آپ کے ذہن میں آجانا چاہیئے - جس کا ثبوت انسان کی بیداری - (جاگرت) خواب (سوپن) اور سوشپتی (گہری نیند یا بے ہوشی) ہے اور چونکہ وہ ان تینوں کے گیان پر حاوی ہوتا ہے اور ان کی سمجھ بوجھ رکھتا ہے اس سمجھ بوجھ کا رکھنا اُن پر اُس کے قادر ہونے کی دلیل ہے یہ چوتھی اوستھا کا اشارہ ہے ''

وشنودت جی نہایت خوش ہوئے '' آفریں ہے آپ کی سمجھ بوجھ پر! آپ کی تقریر غضب کی صاف اور واضح ہوتی ہے - میں شودت جی مہاراج کا بہت احسانمند ہوں - جو مجھے یہاں آپ کے ست سنگ میں لائے - اور یہ سب عقدے بہ آسانی حل ہو گئے ''

دسواں پرکرن

تتو بویدھا کا انگ

(مسلسل) دیوتا تتو

وشنودت جی بولے '' بھگون! مایا تو تین گن والی ہے - اُس سے یہ پانچ تتو

کیسے پیدا ہوئے؟"

دیال نے کہا۔ "مایا اصل میں تو ایک ہے اور "ہونے" کی وجہ سے وہ ست کہلاتی۔ اور جس میں 'ہونا'، یا 'ست پنا'، یا 'ستتا' ہوتی ہے۔ اُس 'ستتا'، یے 'پنا' اور ہستی کے اظہار کی اُس میں قابلیت بھی ہوتی۔ اگر وہ اس سے خالی رہے تو پھر اُس کا ہونا اور نہ ہونا برابر ہے۔ اور جس میں 'ہستی' ہے اور ساتھ ہی 'ہستی' کے اظہار کی طاقت بھی ہے وہ کسی کا آسرا لے کر خواہ اپنے ہی ایک انگ کا سہارا لے کر اُسی کے آدھار پر اپنا اظہار کرنے لگتی ہے۔ یوں تینوں کیفیتیں ہر شے میں موجود ہوتی ہیں 'ہستی' یا 'ہے پنا' ست ہے۔ ہستی یا ہے پنے کے اظہار کی قابلیت رج ہے اور جس کے سہارے ان دونوں حالتوں کا امکان ہے وہ تم ہے۔ یہ تم مایا کی بنیاد ہے۔ یہ تینوں ہی مل کر مایا ہیں اور تینوں ہی کے مجموعہ اور احدیت کا نام مایا ہے۔ یہ اُس کی خصوصیتیں ذہن میں رکھ کر سمجھے تو پانچ تتوں کی اہمیت کا علم حاصل ہو۔ آکاس "ہستی" ہے وایو 'ہستی' کے اظہار کی وہ حرکت ہے۔ جو بار بار آکاس میں اور آکاس ہی کی طرف دوڑتی ہے اُس کے اس کشمکش میں آگ پیدا ہوتی ہے جو روپ اور شکل والی ہے کیونکہ کشمکش اور جدوجہد ہی سے شکل بنتی ہے۔ پھر شکل صورت میں بننے سنورنے اور بکھرنے کا قدرتی وصف ہوتا ہے۔ آگ اُسی کا اہتمام عمل سے پیدا کرتی ہے۔ ہوا۔ آگ۔ اور پانی اسلیے رج کی ہی تین مختلف صورتیں ہیں۔ رج میں پیش دستی کی عادت ہے۔ کام کرنے والا آدمی آگا پیچھا سوچتا ہے اسوجہ سے اُس میں دھیرتا۔ استقلال اور ثابت قدمی کم ہوتی ہے جو اور گنوں کی خصوصیتیں ہیں۔ مٹی ان کے تم سے بنتی ہے جو سب کا آدھار اور سہارا ہے اگر یہ نہ ہو تو پھر ہوا۔ آگ اور پانی کس میں ٹھہریں؟۔ اور کس کے آسرے اپنا کام کھیل کریں۔ اسی سب کو جگہ دینے والی یہ پرتھوی ہی ہے یہ تم کا روپ ہے۔ تتوں کی پیدائش اور کھیل کا یہ راز ہے!

وشنودت جی نے کہا۔ "یہ سچ معلوم ہوتا ہے۔ لیکن آپ کی پہلی باتیں اس بیان سے متضاد اور مخالف نظر آتی ہیں"۔

دیال بولا۔ "یہ کیسے؟"

وشنودت جی نے کہا۔ "آپ نے برہما کو رجوگن بتا کر آلہ تناسل میں اُن کی جگہ دی ہے۔ شوجی کو سنگھار کرتا ہوا کہہ کر پیٹ میں اُن کا مقام بتایا ہے اور وشنو کو پالنے پوسنے والا مان کر ناف میں قائم کیا ہے۔ اس کے سوا وشنو کو ستوگن کا۔ شو کو تموگن کا اور برہما کو رجوگن کا رُوپ بتایا ہے۔ ان دونو بیانات میں یا تضاد ہے یا مُبہم ہونے کا نقص ہے۔ یہ معمہ اور بھی سمجھا دیجیے تاکہ میرے دل میں کسی قسم کا شک و شبہ باقی نہ رہے"۔

دیال نے غور کیا۔ "آپ کا اعتراض بجا ہے۔ اور میں بہت خوش ہوں کہ آپ نے یہ معقول اعتراض کیا ہے! یہ ثابت کرتا ہے کہ آپ میری ایک ایک بات کو غور سے سمجھتے جا رہے ہو۔ کلام کرنے والے کو اُس وقت بڑی خوشی ہوتی ہے جب سننے والا اُس کے کلام کی جانب توجہ دیتا ہے۔ اب آپ سُنیے۔ میں نے ایک ہی مایا کہی ہے۔ مایا شے واحد ہے ہاں اس میں تین گن ہیں۔ آکاس تو "ست" یعنی ہستی محض ہے جو بمشکل سمجھ میں آتا ہے۔ لیکن وہ ہے۔ اُس کے ہونے کا انبھو ہوتا ہے۔ اُسی کی ہستی میں سب کا کھیل ہوتا ہے۔ بعضوں نے اُسے نہ سمجھ کر بالکل الفاظ کر دیا اور صرف چار تتو۔ ہوا۔ آگ۔ پانی اور مٹی کو تسلیم کیا ہے یہ بھرم اور اگیان میں پڑے ہیں اگر آکاس نہ ہوتا تو پھر یہ رچنا کس پہ ہے اور کس میں ہوتی۔ سمجھ لیجیے اوپر آکاس ہے۔ اور نیچے پرتھوی ہے۔ آکاس "ست" ہے اور پرتھوی "تم" ہے۔ یہ دونو تتو تو اس طرح پر ہیں۔ اب رہ گئی درمیانی حالت رج کی۔ اُسکے نیچے اور اوپر سے عکس قبول کرنے سے تین صورتیں بنیں۔ قربت کی وجہ سے [illegible] نہیں ہے صرف آکاس کی ہستی کا کثیف پردہ ہے۔ جو اُس سے قریب ہے۔ اور

اُسی میں سے ہونے کا خواہشمند رہتا ہے۔ وشنو اسی کی ہستی کے اظہار کی درمیانی صورت ہے جو بیچ میں قائم ہوکر روپ کا تماشہ دکھاتی رہتی ہے اور برہما رج ہے جو جدوجہد کے سلسلہ میں قانون بالیدگی اور اصول اظہار کا مددگار رہتا ہے۔ یہ ان تینوں کی بالترتیب اور باقاعدہ حیثیتیں ہیں وشنو کا درجہ یہاں سرشٹی کے بیوہار کی نظر سے درمیانی ہے کیونکہ وہ ہستی کے اظہار کا روپ ہے برہما کا نیچا ہے۔ کیونکہ نیچے جگت کی پیدایش کی وجہ سے وہ بالکل رجوگنی ہیں اور شو کا درجہ سب سے بڑا ہے کیونکہ وہ نے کے ادھشٹاتا اور اصلیت کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔ اس نظر سے وشنوجی ستوگنی اور درمیانی حالت کے قائم رکھنے والے۔ اور ہستی کے اظہار میں زبردست مدد دینے والے کہے جاتے ہیں۔ برہماجی کو رجوگنی اس وجہ سے مانا گیا ہے کہ وہ صرف صورتیں بناتے رہتے ہیں۔ سنبھال سے اُنھیں کوئی غرض نہیں ہے۔ اور شوجی تموگنی اس وجہ سے ہیں کہ وہ اس ثلثی اور ترگناتمک جگت کے آدھار۔ سہارا۔ اور مدار علیہ ہیں اور اُن کا رُخ اصلیت کی جانب رہتا ہے"۔

وشنو دت بولے "تب تو آپ شوجی کو برہماجی پر فوقیت دیتے ہیں۔ اگر برہماجی رچنا نہ کرتے تو وشنو کس کے سنبھال کرتے اور شو بھگوان کس کا سنگھار کرتے!"

دیال نے کہا۔ "اگر وشنوجی سنبھال نہ کرتے تو پھر اس رچنا کی حیثیت ہی کیا ہوتی اور اگر شوجی اُس کا سنگھار اپنے ذمے نہ لیتے تو پھر اس رچنا کے تماشہ کا بار بار وجود کیسے ہوتا! ان میں سے ہر ایک کی اپنی اپنی جدا جدا اہمیت ہے"

وشنودت جی بولے۔ "تو پھر شوجی کو فوقیت کیوں دیجاتی ہے"

دیال بولا۔ "کیونکہ وہ سب کے آدھار اور سب سے نیچے ہیں اور ایشور پرمیشور کا خطاب بھی اُنھیں کو دیا جاتا ہے"

وشنودت جی چونکتے ہوئے "یہ اندھیر ہے۔ کبھی آپ انھیں فوقیت دیتے ہیں

اور کبھی سب سے نیچا بتاتے ہیں؟"
دیال بولا۔" اونچا اور نیچا نسبتی الفاظ ہیں۔ انسان کا سر اونچا ہوتا ہے اور درخت وغیرہ کے سر نیچے ہوتے ہیں۔ انتہائی مدارج دو بدو ملتے ہیں۔ پھر نیچے کہنے سے شوبھگوان کی فضیلت میں فرق نہیں آتا۔"
وشنو دت جی نے پوچھا۔" آپ اسے ذرا اور واضح کر دیجئے۔"
دیال نے جواب دیا۔" وشنو جی بڑے اور اونچے ہیں کیونکہ شیر ساگر میں رہتے ہیں۔ اور شو جی نیچے ہیں کیونکہ کیلاش کی چوٹی پر اُن کا استھان بتایا جاتا ہے۔ سمندر اونچا۔ اور پہاڑ قدرتاً میں نیچا ہے۔ برہما جی درمیانی ہیں اور بیچ میں رہتے ہیں۔"
وشنو دت جی بولے۔" یہ اور اندھیر کی بات ہے۔ اور اُلٹی بات کہی جا رہی ہے۔ پہاڑ ظاہرا اونچا اور سمندر نیچا ہے۔"
دیال بولا۔" صرف سمجھ کا پھیر ہے۔ چیز برتن میں رکھی جاتی ہے۔ چیز اونچی کہی جائے گی یا برتن! اسی طرح پانی پرتھوی میں ہے۔ پانی اونچا ہوگا یا پرتھوی؟ پہاڑ زمین کی سخت اور ٹھوس صورت ہے جو نہایت کثیف ہے۔ پانی نسبتاً زمین سے لطیف ہے۔ لطیف چیز کثیف چیز میں رکھی جاتی ہے۔ اس نظرے میں نے شو جی کو نیچا کہا تھا کیونکہ وہی رچنا کے بنیاد ہیں۔ تم ہی ستہ اور رج دونو کو سہارا دئیے ہوئے ہے۔ اب آپ سمجھے یا نہیں؟"
وشنو دت جی نے کہا۔" اب میں سمجھ گیا لیکن آپ نے ابھی کہا ہے کہ پرتھوی تتو کے ادھشٹاتا اور منگل گنیش جی ہیں اور اب آپ شو جی کو بتا رہے ہیں۔"
دیال بولا۔" گنیش جی شو جی کے دوسری شکل ہیں اور اُن کے لڑکے کہلاتے ہیں۔ شو جی اور گنیش جی کے درمیان میرے نزدیک کوئی فرق نہیں ہے۔ اور شو جی کا سنگھار کرنے والا روپ ہے اور نیچے گنیش جی مول آدھار روپ ہیں جو پہلے ہے وہی آخر میں بھی ہے اور یہاں یہ راز ہے کہ رچنا تاریکی

کے پردہ پھاڑنے سے ہوئی ہے اور آخر میں سب تاریکی کے پردے میں چلے جاتے ہیں"!

گیارھواں پرکرن

تو بوجھنا کا انگ (مسلسل) دیو منڈل

وشنودت جی نے کہا۔ "بھگون! جہانتک آپ کی باتوں سے تعلق ہے آپ نے دیوتاؤں کی بزرگی ہی تسلیم کی ہے اور اُن کی تعریف ہی کرتے آرہے ہیں۔ پھر انسان کو اس دیوتا پر کیا فوقیت ہوا؟ وہ بات میں واضح لفظوں میں آپ کی زبان سے سُننا چاہتا ہوں"

دیال بولا۔ "فرق یہ ہے کہ انسان جمع الصفات ہوتا ہوا مستغنی الصفات بھی ہے۔ اُس میں کوئی ایک ہی خوبی نہیں ہے وہ تمام خوبیوں کا مجموعہ ہے۔ کوئی ایسا وصف ایسا نہیں ہے جو اُس میں نہ ہو۔ یہ بات اُن کی قدرت کی جاری ہے۔ اور وہ اصلیت کی نظر سے گنوں کی حد بست سے باہر بھی ہے۔ یہ کیفیت دیوتاؤں میں سے کسی کی بھی نہیں ہے اول تو وہ یا تو ایک ایک گن کی خصوصیت کی پابندی کے مقید ہیں دوسرے وہ جہاں ہیں وہاں ہی کے رہیں اپنے منڈل سے اونچے نہیں جاسکتے اور نہ ان میں ترقی یا تنزل کا امکان ہے"!

وشنودت جی نے سوال کیا۔ "بھگون! آپ اپنے کلام میں 'منڈل' کا لفظ اکثر استعمال کرتے ہیں۔ ذرا اس کی مختصر سی وضاحت ہونی چاہیئے!"

دیال نے جواب دیا۔ "منڈل سنسکرت مادہ 'منڈ' (آراستہ کرنے) سے نکلا ہے یہ ایک قسم کا دائرہ یا ہالہ یا حلقہ ہے جو ہر مخلوق اور ہر شے کے اِرد گرد

کھچا رہتا ہے۔ اور اُس کی "ستا" ذاتیت، اور وجود کے اثرات کو ہر چہار طرف بکھیرے ہوئے رکھتا ہے۔ منڈل کو عام طور پر دائرہ یا گھیرا۔ یا احاطہ کہتے ہیں۔ یہ ہر شے کے لیے عام ہے۔ مثلاً جہاں چراغ جلتا ہے اُس کے ہر جانب نیچے اوپر دائیں بائیں آگے پیچھے روشنی نکلکر پھیل جاتی ہے اور گولا کار ہو جاتی ہے۔ جہاں پانی رہے گا اُس کے بھی ہر جانب منڈل رہے گا اور اُس منڈل کا اثر نمی۔ خنکی اور طراوت لیے ہوئے ہوگا۔ جہاں آگ ہوگی وہاں اُس آگ کے چاروں طرف دائرہ ہوگا۔ جس کا اثر گرمی ہوگی۔ سورج۔ چاند۔ ستارے۔ حیوان۔ انسان۔ مٹی۔ گھاس۔ پھوس۔ غرضیکہ ہر شے کے اردگرد اُس کے اثرات کا گھیرا رہتا ہے اور اسی کو منڈل کہتے ہیں"۔

وشنودت جی نے کہا۔ "یہ سچ ہے اور یہ اثرات حرکات تنفس یا سانس کی دھار کی صورت میں نکلتے ہوئے احاطہ بناتے رہتے ہیں۔ ان میں خاص قسم کی حالت۔ بُو اور طاقت ہوتی ہے۔ کتّے۔ بلّی۔ بکرے وغیرہ تک میں یہ عام ہیں۔ یہ اثرات لطیف سیال صورت میں ہوتے ہیں اور نظر نہیں آتے ہیں"۔

دیال بولا۔ "یہ نظر بھی آتے ہیں اور نہیں بھی نظر آتے۔ آنکھوں کو اگر ان جیسی لطیف صورتی کی طاقت حاصل ہے تب تو وہ دیکھ سکیں گی ورنہ نہیں۔ جیسے سورج چاند وغیرہ کی نسبت آدمیوں کی آنکھوں کے ساتھ ہے لیکن انسان بہت کم اپنے اثرات کے منڈل کو محسوس کرتا ہے۔ اس کے یہ اچھو دیکھنے ہی پر موقوف نہیں ہے وہ سونگھا بھی جا سکتا ہے۔ جیسے کتّا اپنے مالک کے جسم سے خارج ہوتے ہوئے اثر کو سونگھ کر اُس کا نشان تلاش کر لیتا ہے۔ یہ چکھا بھی جا سکتا ہے اور جس بھی کیا جاتا ہے۔ لیکن ساری باتیں حواس کی ہم آہنگی پر موقوف ہیں۔ کان کی قوت اگر آواز کی لہر کے ساتھ ہم آہنگی رکھتی ہے تو وہ اُسے سُن سکیگا۔ ورنہ نہیں۔ انسان نہ چیونٹی کی آواز سُن سکتا ہے نہ

دیوتاؤں ۔کیونکہ اُس کے کان کو اُن کی آواز کے ساتھ نسبت نہیں ہے ۔ سارے علوم اور گیان کا انحصار حواس یا اندریوں کے ہم آہنگی کے اُصول پر موقوف ہے ۔ اندریوں کو خاص طور پر اگر تادیبی یا ترتیبی مدارج سے گذرا جائے تب اس کا امکان بھی ہو سکتا ہے ۔ مثلاً عام آدمیوں کو برہمہ منڈل کا گیان اُسوقت تک کبھی نہ ہوگا ۔ جبتک اُن کی آنکھوں کی ورتی برھما کار نہ ہو گی برھما کار ہونے کا مطلب برہمہ کے آکار یعنی برہمہ جیسی صورت یا حالت کا حاصل کرنا ہے ۔ اگر کوئی کسی سے کہے کہ برہمہ بھی آکار والا ہے تو وہ سمجھ نہ سکیں گے ۔ اور یہی وجہ ہے کہ اکثر پڑھے لکھے آدمی صرف 'دیا پکتا' یعنی محیط کُل کے غلط اصول کی سمجھ رکھنے سے صرف دیاپک کی ٹیک باندھ کر اصلی گیان سے کوسوں دور رہتے ہیں ۔ نہ اُن کے من یا آنکھ کی ورتی برھما کار ہوتی ہے اور نہ سچّا گیان حاصل ہوتا ہے ۔ یہ برہمہ بھی قدرت میں ایک تتوّ ہے ۔ جیسا میں تم سے بار بار کہتا چلا آ رہا ہوں ۔ اس برہمہ کا بھی اوروں کی طرح منڈل ہے اور وہ محیط اور محاط دونو ہی ہے۔"

وشنو دت جی نے اقرار کیا ۔ "آپ سچ کہتے ہیں میں نے اس راز کو پایا ۔ ہر شے قدرت میں منڈلاکار یعنی منڈل کی آکار والی ہوتی ہے ۔ اب یہ سمجھائیے کہ مہابھوت یعنی کثیف عنصروں کے منڈلوں میں کیا خصوصیت ہیں ؟"

دیال بولا ۔ "نہایت طول طویل بحث آپ نے چھیڑ دی ۔ خیر ! میں سمجھانے کی کوشش کرونگا ۔ پر برہمہ کے اہنکار یعنی ستتا یا ہستی کے بھاؤ سے آکاس پیدا ہوا ۔ اور پھیل گیا ۔ اس وجہ سے اُسے سرب ویاپک یا محیط کل عنصر مانتے ہیں اس آکاس کا منڈل ۔ ہر جگہ ہے ۔ اس کے ایک حصہ میں ہوا نے پرگٹ ہو کر اپنا منڈل بنایا ۔ کیونکہ حرکت کرنے والی ہوا اُسی آکاس کی تبدیل شدہ صورت ہے ۔ پھر ہوا کے منڈل میں خاص جگہ اگنی نے ہستی کی مجسّم صورت میں پیدا ہو کر اُس کے اندر منڈل بنایا ۔ [illegible] منڈل اور جل منڈل میں پرتھوی منڈل بن بن کر اپنے سے پہلے منڈلوں میں قائم ہوتے چلے گئے ۔ سب

سب آکاس کی کثیف صورتیں ہیں اور اُس سے مختلف ہوتی ہوئی اصلیت کی نظر سے مختلف نہیں بھی ہیں اور یہ سب کی سب اپنے اپنے درجہ میں آکاس منڈل ہی میں قائم ہیں۔ یہاں ایک بات اور بھی ذہن نشین کر لینا ہے۔ کہ یہ آکاس مایا منڈل میں ہے۔ اور تتوؤں کی نظر سے تو آکاس سب میں محیط ہے لیکن مایا کے منڈل کی نظر سے وہ محدود ہے اور مایا محیط کُل ہے"

وشنو دت جی نے کہا۔ "خوب! اب تک ہم اسی آکاس ہی کو سب کچھ مان رہے تھے۔ اس کے آگے خیالی نظر نہیں جاتی تھی۔ اور بہت سے لوگ تو اسی آکاس ہی کو برہم بھی سمجھ رہے ہیں۔ مثلاً "اوم کھم برہم" یعنی آکاس ہی برہم ہے۔ کھم آکاس کا دوسرا نام ہے۔ اب جا کر سمجھ میں آیا کہ وہ عنصر محض ہے اور چاہے وہ اپنے منڈل میں ویاپک ہو۔ لیکن اُس کی جگہ مایا منڈل میں ہے اور وہ بھی محدود شے ہے"

دیال بولا۔ "اپنے اپنے منڈل میں ہر تتو اور ہر عنصر محیط کُل ہے۔ جیسے ہوا (وایو) منڈل میں محیط کُل ہے۔ لیکن آکاس کی نظر سے وہ محدود ہے۔ آگ اگنی منڈل میں محیط کُل ہے۔ لیکن وایو منڈل کی نظر سے وہ محدود ہے۔ جل جل منڈل میں محیط کُل ہے لیکن اگنی منڈل کی نظر سے وہ محدود ہے۔ پرتھوی کو پرتھوی منڈل میں محیط کُل مان لو۔ لیکن جل منڈل کی نظر سے وہ محدود ہے۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔ جو شے جس میں پیدا ہو کر رہتی ہے وہ ہمیشہ اُسی کی نظر سے محدود ہی رہتی ہے۔ یہ قاعدہ کلیہ اور مسلّمہ اصول ہے۔ تم خود اپنے جسم کے منڈل میں ایڑی سے لے کر چوٹی تک محیط کُل ہو۔ لیکن برہمانڈ کی نظر سے تمہاری محدود حیثیت ہے۔ امید ہے اب آپ اسے خوب سمجھ گئے ہوں گے"

وشنو دت جی بولے۔ "ہاں۔ خوب سمجھ گیا۔ محیط اور محاط۔ غیر محدود اور محدود وغیرہ سب کے سب لفظ نسبتی ہیں اور نسبتی درجے اور نسبتی نقطہ نگاہ سے ان کی ہستی ہے"

دیال نے کہا۔ "اسی طرح برہمہ برہمہ منڈل میں محیط کُل ہے لیکن پربرہمہ منڈل کی نظر سے وہ بھی محدود ہے۔ اس پربرہمہ کا بھی وجود چونکہ آدی مایا کے منڈل میں ہُوا ہے۔ اسلیئے وہ بھی گو اپنے منڈل میں محیط کُل ہے لیکن آدی مایا منڈل کی نظر سے اُسے محدود کیوں نہ مانا جائے۔ کیونکہ اُس میں مایا کے تمام لکشن موجود ہیں"

یہاں آکر وشنودت جی کو پھر چونکنا ہونا پڑا۔ لیکن دل کو ضبط میں رکھا۔

بارھواں پرکرن

تتو بویچنا کا انگ (مسلسل) دیو منڈل

وشنودت نے پوچھا۔ "ان منڈلوں کی سمجھ تو مجھ میں آگئی۔ کیا ان کے سوا قدرت کے نظام میں اور بھی منڈل ہیں؟"

دیال نے جواب دیا۔ "منڈل تو بیحد و حساب ہیں۔ ان کا شمار بتانا۔ ان کو خاص تعداد میں قائم کرنا یا ان کی کُل اور مفصل فہرست بنانا انسانی عقل سے باہر ہے۔ حقیقت یوں ہے کہ اس رچنا میں جتنی شکلیں جتنے اشیا نظر آرہی ہیں وہ سب کی سب منڈلوں ہی کی مجموعی صورتیں ہیں"

وشنودت جی نے کہا۔ "یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی"

دیال بولا۔ "تو اب سمجھیئے۔ آپ کا تمام جسم منڈلوں ہی سے بنا ہے۔ خاص خاص منڈل تو آپ کے جسم کے حواس اور چکر ہیں۔ یہ بھی سب کے سب مدوّر حلقے اور گول گول کوٹھڑیاں ہیں۔ اسی رعایت سے سنسکرت میں اندریوں کو کرن، (گول کوٹھڑی) کہتے ہیں۔ کرم اندریاں اور گیان اندریاں تو واہیہ

کرن (باہر کی کوٹھریاں) یا خارجی حواس کہلاتی ہیں اور مَن - بُدھی - چِت اور اہنکار کو انتہ کرن یعنی باطنی حواس اور اندرونی اندریوں کا نام دیا گیا ہے. اسی طرح کنٹھ چکر - ہردے چکر نابھی چکر وغیرہ بھی گول کوٹھریاں یا گوے گوے منڈل ہیں - میں نے پانچ چکر تو پیچ دیو کے بیان کے سلسلہ میں آپ کو سمجھا دیا ہے - یہ چھٹے چکر کا ذکر جان بوجھ کر باقی رکھ چھوڑا تھا - موقع پر اُس کی صراحت بھی کر دی جائے گی - یہاں تک تو آپ کی عقل تسلیم کرتی ہے - اب اشارہ میں اور سمجھیے - چمڑا کا ہر حصہ گول کوٹھریوں ہی سے بنا ہے - چمڑے کے کسی حصہ پر نظر جما کر دیکھیے تو وہ گول کوٹھریوں سے بھرا ہوا معلوم ہوگا - اسی طرح ہڈیاں بھی اور جسم کے تمام اندرونی اور بیرونی حصے کوٹھریوں سے بنے ہوئے اور کوٹھریوں کے مجموعہ ہوتے ہوئے نظر آئیں گے - یہ سب بطور خود خاص ظہور کی طاقتوں کے منڈل ہی ہیں - جو مِل جُل کر ظاہری - باطنی اور تخمی (بیج) ہستی کے ظہور میں مددگار ہو رہی ہیں - اب فرمائیے - ان سب کی صراحت کا امکان ہماری اور آپ کی عقل میں ہے یا نہیں ہے؟"

وشنودت نے کہا "سچ ہے - یہ نہایت مشکل موزوں ہے - اور اس پر غور کرنے سے چنداں فائدہ بھی نہیں ہے - تو میں نے ذہن میں رکھ لیا اور اتنا ہی کافی ہے اب آپ یہ فرمائیے کہ یہ رچنا کیسے ہونے لگتی ہے؟ یا اس کا اہتمام کس طرح اور کیوں ہوا ہے؟"

دیال بولا - "جہاں ہستی کا علم ہوگا - وہاں ساتھ ہی ہستی قائم رکھنے کا بھی خیال رہے گا اور ہستی کے قائم رکھنے کے سامان کے بھی پیدا کرنے اور بھوگنے کی کوشش کی جائے گی جس وقت برہمہ کو اپنی ہستی کا پتہ لگا - ساتھ ہی ساتھ یہ سب خیالات بھی اُس کے دل میں سرایت پذیر ہوتے گئے - اور اُس نے اپنے منڈل میں خاص قسم کی سلطنت قائم کی - رعیت پیدا کیے اور انھیں بھوگنے اور رکھانے لگا"

وشنودت جی نے حیرت کے لہجہ میں کہا - "یہ نئی بات میں نے آج آپ کی

زبانی سُنی ہے"۔

دیال بولا۔ "بات تو نئی نہیں ہے۔ بہت پُرانی ہے۔ اے اَنّ سرشٹی یعنی خوراک کی پیدائش کا مضمون سمجھا جاتا ہے۔ اُپنشدوں میں اس کے اشارے آئے ہیں گو علما اور پنڈتوں کی نگاہ اُن پر نہیں جاتی۔ اور وہ بھرم میں پڑ کر غلط تاویل کرتے ہیں"۔

وِشنودت جی بولے۔ "ہاں۔ اس پر اشارہ تو ہے۔ لیکن کسی نے اُس کی توضیح نہیں کی اور وہ کلام اب تک مبہم چلے آتے ہیں"۔

دیال بولا۔ "آپ خود انسان کے بیوہار کو دیکھ کر نتیجہ اخذ کر سکتے ہو۔ جب انسان میں اہنکار آجاتا ہے اُسی وقت سے اُس میں عقل و تمیز بھی آنے لگتی ہے اور اس عقل و تمیز کو وہ تکسیب معاش اور بھوگ (معاشرت) کے کاروبار میں صرف کرتا ہے۔ جو بات انسان میں ہے وہی تو برہمہ میں بھی ہوگی۔ کیونکہ جو برہمہ ہے وہی چھوٹے پیمانہ میں انسان بھی ہے۔ دونوں ہی اس نظر سے یکساں ہیں۔ جو بات راجہ میں ہوگی وہی اُس کی پرجا میں بھی ہوگی ہاں پیمانہ کا فرق بیشک ہوگا"۔

وشنودت جی نے تسلیم کیا کہ "یہ بات صحیح معلوم ہوتی ہے"۔

دیال بولا۔ "یہ تریلوکی برہمہ کا راج ہے۔ اور یہ جتنے راجے مہاراجے دنیا میں راج کرتے ہیں۔ چاہے اُن کی صورتیں جیسی ہوں برہمہ ہی کے اصول کے نقال ہیں۔ اور وہی راج نیتی (علم سیاست) یہاں بھی رائج ہے جو برہمہ دیس میں ہے"۔

وشنودت جی نے کہا۔ "اس پر میں پھر سوال کرونگا ہستی کے علم اور ہستی کے قائم رکھنے کا مسئلہ تو میں نے ذہن نشین کر لیا۔ لیکن یہ قابلیتیں برہمہ میں کیسے پیدا ہو گئیں؟"۔

دیال بولا۔ "ضرورت اور ضرورت کے احساس نے اسے خود بخود پیدا کر دیا ضرورت ایجاد کی ماں ہے"۔

وشنودت جی بولے۔ "سچ ہے۔ لیکن کیا برہمہ بھی محتاج ہے؟"
دیال نے کہا۔ "اگر برہمہ میں محتاجگی نہ ہوتی تو انسان میں وہ کیسے آتی؟ برہمہ، نام کے لغوی معنی۔ 'برہ' (بڑھنے) اور 'منن' (سوچنے) سے خود اس محتاجگی کا پتہ لگتا ہے۔ جس میں کمی ہوگی وہی تو بڑھنے کا یا کمی کے پوری کرنے کا خواہشمند ہوگا اور سوچتا بچارتا رہیگا اور جس میں کمی ہی نہیں ہے جو ہر طرح سے پوری اور مکمل ہے اُسے بڑھنے یا سوچنے کی ضرورت ہی کیوں ہونے لگی!"
وشنودت جی نے تسلیم کیا۔ "مہاراج! آپ جو کہتے ہو نرالی کہتے ہو اور اگر آپ کی تقریر پر غور کیا جائے تو ایک ایک لفظ سچے اور سچے معلوم ہوتے ہیں حقیقت میں رشیوں نے جو نام گھڑے تھے بہت سوچ سمجھ کر گھڑے تھے۔ اور اُن کی صراحت آپ کے لیے اب تک محفوظ تھی۔ لوگ مذہبی اور معاشرتی آئین کے خوف سے اُن پر غور نہیں کرنے دیتے تھے اور خیال کے پلٹنے کی کوشش میں لگے رہتے تھے جس سے اب تک تتو وچار کا کسی کو بھی موقع ہاتھ نہیں آتا تھا۔"
دیال بولا۔ "راج کاج کا تو اصول ہی آنکھوں میں پٹی باندھنا ہے کوئی راجہ کب چاہتا ہے کہ اُس کی رعیت آزاد خیال ہو۔ وہ تو ہمیشہ ہی بہکاتا۔ پھسلاتا۔ اور بھرماتا رہے گا۔ ورنہ انتظام سلطنت میں خلل واقع ہوگا۔ یہ مذہب آئین قانون وغیرہ بندشی زنجیریں ہیں۔ جنسے انسان ہر وقت جکڑے رہتے ہیں۔ صرف گوروکی دیا سے کسی کسی کو کبھی کبھی اس کی سمجھ آجاتی ہے اور وہ قید و بند کو توڑ کر آزاد ہو جاتا ہے!"
وشنودت جی بولے۔ "تو برہمہ' اس منڈل کا راجہ ہے؟"
دیال نے کہا۔ "راجہ نہیں تو اور کیا ہے؟"
وشنودت جی نے کہا۔ "اور اُس کا قانون؟"
دیال نے جواب دیا۔ "سام، دام، بھید، ڈنڈ (خوف دلانا۔ لالچ دینا۔

تفرقہ پیدا کرنا - سزا دینا)؟"
وشنو دت جی نے کہا - "عجیب بات ہے - آپ تو اس برہمہ کو بڑا آدمی ہی ثابت کرنے لگے! جس میں غرض - خواہش - اور محتاجگی ہے - میں نے آج تک نہ ایسا سنا تھا اور نہ پڑھا تھا!"
دیال بولا - "آپ نے سب کچھ کیا تھا اور کچھ بھی نہیں کیا صرف غور نہیں کیا تھا - شاستر جن لفظوں میں اس 'برہمہ' کی مدح وستائش کرتے ہیں اُن کے تہہ میں گھس جائیے اور دیکھیے وہاں 'برہمہ' کس روپ میں پرگٹ ہوتا ہے! وہ قہار ہے - جبار ہے - وہ دھرم کے آئین کا قائم رکھنے والا ہے وہ مارتا ہے اور پیدا کرتا ہے - جیو جنتو کٹھ پتلیوں کی طرح اُس کے اشاروں پر اسی طرح ناچتے ہیں - جس طرح 'پرجا' راجا کے اشاروں پر سو ناچ ناچتی رہتی ہے وعلیٰ ہذا القیاس - اس تعریف اور توصیف کے تہہ میں کیا بات آپ کے ذہن نشین ہوتی ہے؟"
وشنو دت جی بولے - "یہ تو سب سچ ہے - لیکن برہمہ کو سچدانند بھی تو کہا جاتا ہے!"
دیال نے کہا - "تو پھر اس سے اُس کے راجہ ہونے میں فرق کیا آتا ہے راجہ میں ستا ہوتی ہے اور وہ رعیت اُسی کی ستا کے زیر اثر کام کرتی ہے - راجہ میں عقل و تمیز کا ہونا لازمی ہے - وہی عقل و تمیز کے مذات احاطہ سلطنت میں محیط رہتے ہیں - راجہ میں آنند یعنی خوشی رہتی ہے - اور اُسی طرح کی خوشی کی نقل رعیت سیکھ کر اُتارتی رہتی ہے - جس طرح راجہ کی سلطنت ہے اسی طرح انسانی جیوؤں کی بھی سلطنت ہے - خانہ داری کی زندگی بھی ایک قسم کی حکومت ہی ہے - گرہستی اپنے گھر کا راجہ ہے - جورو اس کی رانی ہے - اولاد اُس کی رعیت ہے اور سلطنت کے اصول کے بموجب وہ بھی ویسے ہی طرز عمل اختیار کرتا ہے - جیسے راجہ کیا کرتا ہے - راجہ اپنے راج میں محیط کل عنصر ہے - خانہ دار بھی اپنے گھر میں دیا یک تنو ہے - جیسے راجہ بڑھنے اور عقل سے کام لینے کا عادی ہوتا ہے - ویسے ہی

گرہستی کا بھی حال ہے۔ راج میں مختلف قسم کے منڈل ہوتے ہیں۔ مثلاً خزانہ۔ فوج وغیرہ ویسے ہی چھوٹے پیمانہ میں گرہستی بھی اپنے گھر میں ہر شے کا بھنڈار بنا کر رکھتا ہے۔ یہ مشابہت کسی حد تک صحیح ہے۔ اور یہ آپ کے برہمہ میں بھی موجود ہے۔ وہ بھی محیط کل تتو ہوتا ہوا بے شمار قسم کے منڈل کا مالک ہے"

وشنودت جی بولے۔" تب تو برہمہ کو بھی رجوگنی کہنا چاہیئے جس میں جد وجہد اور خواہش ہو وہ رجوگنی بھی ہے"

دیال نے اقرار کیا۔" یہ خیال صحیح ہے جو بڑھے اور سوچے وہ رجوگنی ہی ہوتا ہے"

وشنودت جی نے کہا۔" برہمہ کی تعریف میں کہا گیا ہے کہ بغیر پاؤں کے چلتا بغیر ہات کے کام کرتا۔ بغیر زبان کے بولتا۔ بغیر جسم وعضو کے تمام لذات سے متلذذ اور شاد کام ہوتا ہے۔ کیا یہ غلط ہے؟"

دیال نے جواب دیا۔" یہ صحیح ہے۔ راجہ بھی بغیر ہات کے کام کرتا ہے کیونکہ وزیر مشیر اس فرض کو انجام دیتے ہیں۔ راجہ بغیر پاؤں کے چلتا ہے کیونکہ یہ امر اُس فوج کے سپرد ہے۔ راجہ بغیر عضو اور جسم کے اپنے راج کو بھوگتا ہے۔ اور ہر جگہ اُس کی سَتّا کام کرتی ہے۔ کہا گیا ہے" کشاتر دھرم" بدو دھرمہ" کشتری کا دھرم سب دھرموں پر فوقیت رکھتا ہے۔ اسی طرح" برہمہ توم مہا توم" خواہ" برہمہ تتوم پر وتتوم" برہمہ تو سب سے بڑا تتو ہے وغیرہ وغیرہ"

وشنودت جی بولے۔" خوب! آپ خوب کہتے ہیں۔ آپ کا کلام سچا اور صحیح ہے اور دل میں سرایت کر جاتا ہے۔ تو آپ کی باتوں سے ظاہر ہے کہ برہمہ شریر دھاری اور مجسم شخصیت ہے"

دیال بولا۔" اور میں کیا کہہ رہا ہوں۔ اگر برہمہ میں جسمانیت نہ ہوتی تو ہم میں کیسے آتی! جو اُس میں ہے وہی ہم میں بھی ہے۔ ہر پہلو سے ہم میں اور برہمہ میں یکسانیت ہے"

وشنودت جی بولے۔" برہمہ کے بہ حیثیت راجہ ہونے کے کون سے

منڈل ہیں ؟"

دیال نے کہا۔"برہمہ کے منڈل کی یا منڈلوں کی سمجھ تبدریج آئے گی ذرا آپ کو صبر کرنا ہوگا۔ہان۔ میں مشابہتی پہلو سے سمجھانے کی کوشش کرونگا۔ برہمہ کا اپنا منڈل نسبتی نقطہ نگاہ سے بیحد ہے اور اُس میں بے شمار نظام شمسیاں ہیں جو ایک ایک سورج کے آدھار پر ہیں۔ اس سورج کا اپنا جسم تو سورج منڈل یعنی نظام شمسی یا کرہ شمس کہلاتا ہے جو نسبتی نظر سے بیحد ہے۔ اس کے ساتھ سات قسم کے منڈل ہیں۔ ایک تو اس کا اپنا جو رَبی منڈل کے نام سے موسوم ہے باقی چھ۔ سوم منڈل۔ منگل منڈل۔ بُدھ منڈل۔ برہسپتی منڈل۔ شکر منڈل اور شنی منڈل کا نام رکھتے ہیں۔ یہ خاص ہیں باقی اور بھی ہیں جو عام ہیں۔ اس وقت اُن پر نہ نظر ڈالنے کی ضرورت ہے اور نہ سوچنے ہی سے کام نکلیگا ورنہ ناحق کی طوالت ہوگی۔ یہ سب اپنی اپنی حیثیت سے خاص قسم کے بھنڈار یا خزانہ ہیں "

وشنودت جی نے کہا۔"یہ کیسے بھنڈار ہیں ؟"

دیال بولا۔" سوم (چاند)۔ رئی (یعنی مادہ) کا۔ منگل۔ جسمانی خوشی یا کامیابی یا جسمانی کی طاقت کا۔ بُدھ۔ گیان اور سمجھ کا۔ برہسپتی۔ عظمت اور فضیلت کا۔ شکر۔ بیج۔ دھاتو اور جسمانی جوہر کے نچوڑ کا۔ اور شنی (سنیچر) بربادی یا مارے کرنے کی طاقت کا خزانہ ہے۔ یہ سب کے سب سورج مہاجہ کے بھنڈار ہیں۔ اور سورج ان سے اپنی نظام شمسی کے قائم رکھنے میں مدد لیا کرتا ہے اور یہ اُس کے ساتھ ہیں "

وشنودت جی بولے۔"کیا یہ منڈل انسان میں بھی ہیں ؟"

دیال نے کہا۔"کیوں نہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی عکسی صورت انسان کے دماغ کے اندر موجود ہے "

وشنودت جی بولے۔" اس کا ثبوت ؟ "

دیال نے جواب دیا۔ "جب انسان کو سوچنے۔ جسمانی طاقت دینے۔ بیچ گرانے بڑے بننے اور کسی شے کے برباد کرنے کی سوجھتی ہے تو اُس کے خیالی دھار دل سے نکل کر دماغ کی جانب رجوع ہوتی ہے اور وہ طاقت خصوصیت کے ساتھ وہاں سے اُترتی ہے۔ معمولی طور پر تو وہ عام شکل میں کام کرتی ہی رہتی ہے۔ جب کوئی آدمی محنت کا کام کرتا ہے تو آنکھوں کو میچ کر دماغ سے منگل شکتی کی دھار کو بغیر جانے ہوئے کھینچ لیتا ہے اور کام کر دیتا ہے۔ پتھر اٹھاتا۔ وزنی چیز پھینکتا اور جسے چاہتا ہے اُس پر قابو پا لیتا ہے خواہ بےحد رکھتا ہے۔ اسی طرح جب سوچنے کی ضرورت ہوتی ہے تب بھی آنکھ میچ کر کے خیالی دھار کو بدھ منڈل کی طرف رجوع کر کے اُس کی مدد سے نئی نئی اُپج۔ جدت۔ فیصلہ اور منصوبہ کی تدبیر نکال لاتا ہے اور معمے حل کر لیتا ہے اسی طرح اوروں کی نسبت بھی سمجھ لیجئے زیادہ کیوں صراحت کیجائے۔ سوچنے کی دیر ہے آپ خود اس سچائی کے قایل ہو جائیں گے"

تیرھواں پرکرن

تتو بوجھنا کا انگ (مسلسل) دیو منڈل۔ اور برہمہ کی ہستی کا ثبوت

وشنو دت جی بولے۔ "یہ تو میں سمجھ گیا۔ لیکن اس کے ساتھ خیالات کے لہروں کو بیحد و حساب حرکت ملی۔ اور وہ دل کی وسعت میں سمندر کی طرح اُمنڈتی اور لہراتی ہیں"

دیال نے کہا۔ "کیا ہرج ہے! انھیں اُمنڈنے اور لہرانے دو۔ وہ آپکا نقصان کیا کر لیتی ہیں"

وشنو دت جی بولے۔ "وہ وضاحت کے خواستگار ہیں"

دیال نے کہا ۔" پھر ایک ایک کر کے اُن کو پوچھتے چلیئے اور میں جواب دیتا چلوں "۔

وشنودت جی نے سوال کیا " کیا برہمہ کئی ہیں ۔ کیونکہ جب آپ بیشمار نظام شمسیاں بتاتے ہو ۔ تو برہمہ بھی کئی ہونگے "۔

دیال نے جواب دیا ۔" ہاں ! برہمہ بھی ان گنت ہیں اور ایک ایک برہمہ میں نظام شمسیاں بھی ان گنت اور بے شمار ہیں "۔

وشنودت جی نے زبان کھولی ۔" برہمہ کا آدرش تو یہ ہے کہ وہ محیط کُل ہے اور ایک ہے "۔

دیال نے سمجھایا ۔" آپ بہ حیثیت اِنسان ایک ہو اور اپنے جسم میں محیط کُل ہو ۔ آپ کے جسم میں کون جانے کتنے چاند سورج اور ستاروں کے منڈل ہیں ۔ اور آپ کے جسم کے اندر اگر جیو ہیں تو اُن کی نظر سے آپ کا آدرش ایک ہی ہوگا ۔ لیکن اس سے یہ تو آپ نہیں کہہ سکتے کہ آپ اکیلے ہی ہو ۔ آپ کے سوا اور بھی تو انسان ہیں ۔ یہی کیفیت برہمہ کی بھی ہے "۔

وشنودت جی نے کہا ۔" برہما ۔ وشنو ۔ مہیش کی نسبت تو اکثر سُنا گیا ہے کہ وہ ہر برہمانڈ میں کئی کئی ہیں ۔ اب آپ برہمہ کی نسبت بھی کہہ رہے ہیں کہ وہ بھی بہت ہے ۔

دیال بولا ۔" ہر برہمانڈ " کا لفظ استعمال کرتے ہوئے آپ بطرز دیگر ایک ایک برہمانڈ کے پیچھے ایک ایک برہمہ ثابت کر رہے ہو "۔

وشنودت جی بولے ۔" زبان کی لغزش کی وجہ سے ایسا نکل گیا "۔

دیال مُسکرایا ۔" بلکہ یوں کہیے ۔ اصلیت کا اظہار آپ کی زبان سے بے ساختہ ہو گیا ۔ اور کئی برہمہ ماننے میں ہرج ہی کیا ہے ! ہمارے سورج لوک کا سورج ایک ہے ۔ لیکن اور سورج لوک ہیں اور اُن میں سے ہر ایک میں سورج ہیں تو اُس سے ہرج کیا ہوا ۔ آپ کا

وشنودت جی نے کہا۔" صرف معراج میں فرق آجاتا ہے۔ معراج ایک ایکتا۔ واحد اور احدیت کی ہے۔ اور یہاں آپ برہمہ ہی کی کثرت دکھا رہے ہیں"۔

دیال ہنسا۔" معراج میں ہر عورت کا خاوند ایک ہے۔ اُس کی معراج ایک ایکتا۔ واحد اور احدیت کی ہے۔ لیکن اگر زیادہ عورتوں کی نظر سے بہ کثرت خاوند ہوں تو پھر معراج میں کیا فرق آگیا! معراج تو خیالی ہی ہوتی ہے"؟

وشنودت جی لاجواب تو ہوگئے۔ لیکن کہنے لگے۔" برہمہ کی کثرت کس رعایت کی نظر سے آپ ثابت کرنا چاہتے ہیں؟"

دیال نے جواب دیا:" صرف "برہمہ" کی رعایت سے۔ برہمہ کے سوا اور کوئی رعایت میرے مدنظر نہیں ہے!

وشنودت جی نے سوال کیا۔" اصل میں یہ کیا ہے! اور کیوں ایسا ہے؟"

دیال بولا۔" اصل میں برہمہ اور برہمانڈ دونو ہی بے شمار ہیں اور یہ برہمہ چونکہ مایا میں پربرہمہ کا عکس ہے۔ اور عکس ایک وقت میں کئی کئی ہوتے ہیں اسلیے یہ ایسا ہے! سورج۔ اوپر چمکتا ہے پانی میں اُس کے بہت سے عکس پیدا ہوجاتے ہیں اور عکس کے عکس بھی ہوا کرتے ہیں۔ جسے جنس کی ترقی یا پیدائش کا قانون کہا جاتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس میں تعجب ہی کیا ہے!"

وشنودت جی نے کہا:" تو پربرہمہ تو ایک ہوگا۔ یا وہ بھی انیک ہے؟"

دیال بولا۔" اجی! وہ ایک ہوا تو کیا اور انیک ہوا تو کیا! آپ کو اگر کسی ایک شے کے ایک مان لینے میں مزہ آتا ہے تو اُسے مان لیجئے۔ ایک عورت ایک گھر میں رہنے۔ ایک پیشہ کرنے۔ ایک علم۔ ایک راجہ۔ ایک قوم وغیرہ کا تو ہر جگہ بیوہار نظر ہی آرہا ہے۔ صرف کوئی کوئی ایسے لوگ ہیں جو دو سے واسطہ رکھتے ہیں ایک کے ماننے کا شوق تو اچھا ہی ہے۔ اُس میں نسبتاً زیادہ بہتری ہوتی ہے"

وشنودت جی بولے۔ "میں صرف اصلیت کو جاننا چاہتا ہوں"!
دیال نے کہا: "تو اصلیت تو یہ ہے کہ عکسی کیفیت کثرت سے خالی نہیں رہتی۔ آسمان پر ایک چاند ہے۔ لیکن پانی میں متعدد چاند نظر آتے ہیں"!
وشنودت جی نے زبان کھولی۔ "وہ سب چاند ایک ہی ہیں۔ گو برتن حوض۔ تالاب نہر۔ دریا۔ یا سمندر کی رعایت سے بہت نظر آئیں"!
دیال بولا۔ "ان میں دیش۔ کال۔ وستو۔ یعنی مکان۔ زمان اور سامان کا فرق موجود ہے۔ یہ ایک ہو کیسے سکتے ہیں۔ اولاد باپ کی عکس ہے۔ لیکن مکان زمان اور سامان کی وجہ سے ایک ہی شخص کے دو چار دس لڑکے نہ ایک مزاج والے ہو سکتے ہیں نہ ایک جیسا دل و دماغ رکھتے ہیں۔ اسی طرح ایک درخت کے دو پتے۔ ایک پتھر کے دو ٹکڑے ایک مکان کے دو کمروں کے کبھی باہمدگر یکساں نہیں ہو سکتے۔ اور ان کے یکساں ہونے کا یہاں اس کثرت کے عالم میں امکان ہی نہیں ہے۔ جہاں تو لید و تناسل کا قانون منہ زور ہو وہاں وحدت کیسی! ہاں زبردستی دوسری بات ہے۔ برہمہ کے بیوہار کے منڈل میں جب ہوگی کثرت ہی ہوگی۔ ماننا یا نہ ماننا آپ کے اختیار کی بات ہے"!
وشنودت جی تھوڑی دیر تک خاموش رہے پھر سوچکر بولے۔ "پھر وحدت کہاں ہے! اور کس میں ہے"!
دیال نے جواب دیا۔ "وحدت۔ احدیت۔ اور واحدیت ہمیشہ عملاً۔ اصولاً۔ اور اصلاً صرف 'ست پرش' میں ہے جو ایک ہے اور ایک رہتا ہے اور ایک ہی رہے گا۔ اور وہ انسان کامل ہے۔ اور "پرش" ہے اور "پرش" کا لفظ جب استعمال کیا جائیگا۔ زیادہ تر انسان ہی کے لیے استعمال ہوگا"!
وشنودت جی نے کہا۔ "کیا اسے عکس نہ کہا جائیگا"؟
دیال بولا۔ "اسے آپ کس کا عکس کہوگے؟ اس سے پہلے تو ہو کوئی وجود ہی نہیں تھا۔ ... اس کا کوئی

ثانی نہیں ہے ۔ اور نہ وہ کسی کا ثانی ہے ۔ اُس سے پہلے کسی اور ہستی کا انبھو تک نہیں ہوتا ۔ اور چونکہ وہ ایک اور ادوتیہ (لاثانی) ہے ۔ اسلیے وہی واحد ہے اور اُسی میں شانِ احدیت ہے ۔ اوروں میں تو واحدیت فرض کی جاتی ہے یہاں وہ اصلیت ہے ۔ نہ یہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اُس سے پیدا ہوتا ہے وہ صرف آدھار ۔ اور مدار علیہ محض ہے ۔ وہ حیرت کا روپ ہے ۔ جسے من بانی انبھو تو کرتے ہیں لیکن جوں کا توں اُس کا سمجھنا مشکل ہے ۔"

وشنو دت جی بولے ۔ " یہ سچ ہے ۔ میرا انبھو اُسے مانتا ہے ۔ اور وہ ویسا ہی ہے جیسا آپ کہہ رہے ہیں ۔ اب میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ جسے آپ برہمہ کہتے ہو ۔ اُس کی ہستی کا ثبوت آپ کے پاس کیا ہے ؟"

دیال بولا ۔ "(۱) برہمہ کی ہستی خود اپنا آپ ثبوت ہے ۔ جیسے آپ اپنی ہستی کے خود ثبوت ہو ۔ سورج کی ہستی کا ثبوت چراغ سے یا آپ کی ہستی کا ثبوت باتوں سے نہیں دیا جا سکتا ۔ (۲) جیوں کی موجودگی اُس کا دوسرا ثبوت ہے ۔ جیو کیا ہیں ؟ یہ ہستی کے سمندر میں بوندوں کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ بوندوں کا مجموعہ سمندر ہے اور جیووں کا مجموعہ برہمہ ہے ۔ وعلیٰ ہذا القیاس (۳) اُس قدرت کے کاروبار میں تین باتیں صاف نظر آتی ہیں (۱) ارادہ (۲) کاریگری (۳) خوبصورتی ۔ جہاں جہاں نگاہ جاتی ہے ۔ وہاں ان کا پتہ لگتا ہے ۔ ہاتھی کا مستک چوڑا اور گردن موٹی ہے ۔ اس لیے اُس کو ارادتاً لمبی سونڈ دی گئی ۔ تاکہ اپنی غذا بہ آسانی حاصل کر سکے ۔ اونٹ کی ٹانگیں لمبی ہیں ۔ اس واسطے اُسے لمبی گردن دی گئی اور علیٰ ہذا القیاس ۔ کاریگری کا وصف بھی ہر جگہ موجود ہے کہیں بھی بھدا پن یا بے تکا پن نہیں ہے ۔ اور تیسرا وصف خوبصورتی ہے ۔ جسے ہم موزونیت باہمی مطابقت اور ہم آہنگی کا نام دے سکتے ہیں ۔ یہ دنیا مختلف الحال اور مختلف صورت والی ہوتی ہوئی ہر موقع پر ہم آہنگی کا نظارہ پیش کرتی ہے ۔ یہ بدیہی اور صریحی ثبوت [illegible] کا ثبوت ہے

اور جسم میں جو طاقت رہتی ہے۔ وہی اُس کی اصلیت ہے"۔

وشنودت جی بولے "تب تو آپ ان قدرتی طاقتوں کو بھی اس اصلیت سے خالی نہ بتا سکیں گے۔ سورج۔ چاند۔ ہوا۔ پانی۔ آنکھ۔ ناک۔ کان سب ہی اصلیت ہیں"۔

دیال بولا۔ "اس میں شک ہی کیا ہے!۔ جو سورج میں رہتا ہے سورج جس کا قالب ہے۔ جسے سورج نہیں جانتا۔ جو سورج میں رہ کر سورج کو باقاعدہ چلاتا ہے وہ تیرا انتریامی آتما ہے۔ جو چاند میں رہتا ہے۔ چاند جس کا قالب ہے۔ چاند جسے نہیں جانتا جو چاند میں رہ کر چاند کو باقاعدہ چلاتا ہے وہ تیرا انتریامی آتما ہے جو ہوا میں رہتا ہے۔ ہوا جس کا قالب ہے۔ جسے ہوا نہیں جانتی جو ہوا میں رہ کر ہوا کو باقاعدہ چلاتا ہے وہ تیرا انتریامی آتما ہے۔ جو پانی میں رہتا ہے پانی جسے نہیں جانتا پانی جس کا قالب ہے اور جو پانی میں رہ کر پانی کو باقاعدہ چلاتا ہے وہ تیرا انتریامی آتما ہے۔ جو آنکھ میں رہتا ہے آنکھ جس کا قالب ہے آنکھ جسے نہیں جانتی ہے اور جو آنکھ میں رہ کر آنکھ کو باقاعدہ چلاتا ہی وہ تیرا انتریامی آتما ہے جو کان میں رہتا ہے۔ کان جس کا قالب ہے۔ جسے کان نہیں جانتا جو کان میں رہ کر کان کو باقاعدہ چلاتا ہے وہ تیرا انتریامی آتما ہی۔ وغیرہ وغیرہ۔ اُپنشد ایسا ہی کہتے ہیں"۔

وشنودت جی بولے "یہ اُپنشدوں کا کلام صحیح معلوم ہوتا ہے۔ اسی آتما کو 'برہم' کہتے ہیں اور وہ محیط کل طاقت ہے"۔

دیال نے کہا۔ "سچ ہے۔ پھر اصلیت کی نظر سے 'برہم' کا خیال ہی کیوں کرتے ہو۔ یہ باتیں تو میں تم کو تمھاری ہی نسبت سے کہتا ہوں۔ کیا تم میں چاند سورج۔ ہوا پانی۔ آنکھ کان نہیں ہیں!"

وشنودت جی نے زبان کھولی "خارجی عالم کا نظارہ دیکھتے ہوئے ہم کو اپنے جیو سے علیحدہ کسی اور بڑی طاقت کا تصور ہوتا ہے

دیال بولا - "اسی کا نام بیوہار ہے - بڑائی چھوٹائی - اونچا نیچا - کلیتر ہر کا تصور بیوہار ہی میں ہوتا ہے - اور یہ اچھا بھی ہے اس سے دل کو روانی اور عقل کو وسعت نصیب ہوتی ہے - اس طرح سمجھنے بوجھنے سے برہمہ کے تصور سے اپنی ذات کی اصلیت کی طرف خود بخود نظر آجاتی ہے اور رہبر باطنی علم کے ہوتے ہی جیو اور برہمہ کی یکسانیت کا علم ہو جاتا ہے - اور انسان بےخوف - شانت اور بے پرواہ ہونے لگتا ہے - لیکن یہ ہستی کے علم یا گیان میں صرف درمیانی مرحلہ ہے اور یہاں صرف اتنا ہی تک نظر رہتی ہے جو اصل میں من ہے حقیقت ابھی اور پرے ہے"

وشنودت جی بولے "جسمیں حرکت اور غور ہو اُسے آپنے 'آتما' بتایا ہے - یہ تو میں نے سمجھ لیا ہے - لیکن جو تھا اعتراض میرا یہ ہے کہ کیا ہوا - پانی وغیرہ میں بھی آتما ہے - یہ جڑ پدارتھ سمجھے جاتے ہیں"

دیال نے کہا - "جہاں کایا ہوگی یعنی جسم ہوگا وہاں آتما کا رہنا لازمی ہے اس سے کوئی بھی خالی نہیں ہے - اور اسی نظر سے شاستروں نے ان سب تتوں کو بھی زندگی - حرکت اور غور رکھنے والی تسلیم کیا ہے جو اُن کے کاروبار ظاہر ہوتا ہے - ہوا پانی وغیرہ کس خوبصورتی اور تمیز سے اپنا راستہ نکالتے ہیں اندھیرے میں پیدا کئے ہوئے پودھے کیسی سمجھ بوجھ کے ساتھ روشنی کی طرف بڑھتے ہوئے خوش ہوتے ہیں - یہ اُن کے 'آتما' یعنی من رکھنے کا بدیہی ثبوت ہے - اس سے زیادہ آپ اور کیا ثبوت اِن کے آتما والے ہونے کا چاہتے ہیں!"

وشنودت جی نے کہا - "ٹھیک ہے - میں اسے سمجھ گیا -"

چودھواں پرکرن

تتوبودھ پچنا کا انگ

(مسلسل ست تتو)

وشنودت جی نے پوچھا۔ "آپ نے جسم اور دل کے مضمون کی وضاحت کی ہے۔ کیا یہی سب کچھ ہیں؟"

دیال بولا "یہ میں نے نہیں کہا۔ میں نے اِس وقت صرف جسم کی اہمیت پر نظر ڈالی ہے۔ جس کی سب مذمت کرتے ہیں۔ یہی سب کا آدھار اور بنیاد ہے۔ اگر جسم نہ ہوتا۔ تو یہ دل کہاں اور کس میں رہ کر اپنا اظہار کرتا! اس نظر سے میں اسے برا نہیں کہتا بلکہ اور تعلیم دینے والوں کے برخلاف اسکی مدح سرائی کرتا ہوں۔ تاکہ بھرم دور ہو جائے۔ اسی میں۔ اِسی کے شمول میں اسی کے اندر اور اسی پر نظر ڈالنے سے آہستہ آہستہ سب کا علم ہوتا ہے بغیر اس کے گیان کے ظہور کا امکان محال ہوتا۔ اور کچھ تھوڑا سا رہ من تتو اور ست تتو کی بابت کیا ہے۔ آپ خیال رکھیے۔ نہ میں جسم ہی کو سب کچھ مانتا ہوں اور نہ من ہی کو اور نہ ست کو۔ بلکہ سب کی جانب نگاہ رکھتے ہوئے۔ اور سب کی اہمیت ذہن نشین کرتے ہوئے معراج کو سب سے اونچا قائم کرتا ہوں۔ اس ترگناتمک جگت میں یہ تینوں ہی لازمی ہیں آپ میں جسم ہے دل ہے اور ذات ہے۔ اور انھیں تینوں کے میل سے یہ بیوہار ہو رہا ہے۔ برہم کا بیوہار بھی انھیں تینوں سے ہوتا ہے۔ ایک بڑھئی ہے۔ ایک بسولا (تیشہ) ہے اور ایک تختہ ہے۔ بڑھئی (نجار) شخصیت ہے۔ بسولا اوزار ہے۔ اور لکڑی کا تختہ اس کے کام کرنے کی جگہ ہے۔ اسی طرح ذات کا اوزار دل اور مشق کا تختہ جسم ہے۔ تثلیثی عالم میں جس کا مدار علیہ برہم ہے۔ اِنھیں کے طفیل کا

ہوتا ہے"۔
وشنودت جی نے سوال کیا۔ "لیکن برہمہ کی تعریف یہ ہے کہ وہ بغیر ہات کے کام کرتا۔ بغیر پانوں کے چلتا۔ بغیر زبان کے بولتا اور بغیر دل کے سب کو قابو میں رکھتا ہے۔ کیا یہ غلط ہے؟"
دیال بولا۔ غلط بھی ہے اور صحیح بھی ہے۔ غلط اس وجہ سے ہے کہ بغیر اصلیت کے سمجھے ہوئے زبان سے خیال کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اور صحیح سوجھ سے ہے کہ یہ بات شاعرانہ استعارہ اور النکاروں میں کہی گئی ہے۔ شاعر کی مراد اُسوقت ذہن میں آتی ہے۔ جب شاعر کے کلام پڑھنے والا اُسکا ہمخیال ہمراز اور ہمدل ہو۔ لوگ صرف لفظوں پر جاتے ہیں اور مغز سخن کو نہیں سمجھتے اور نہ مُراد کی روح کو جذب کرتے ہیں۔ میں آپ سے بارہا کہتا آ رہا ہوں کہ جیو اور برہمہ میں یکسانیت ہے اور وہ یکسانیت ہر پہلو سے ہے۔ لیکن اور لوگ صرف تتو کی نظر سے تو یکسانیت تسلیم کرتے ہیں۔ مگر برہمہ کو باعضو۔ بادل یعنی حواس رکھنے والا اور دل رکھنے والا نہیں مانتے۔ یہ میرے اور اُن کے سمجھنے میں فرق ہے"۔
وشنودت جی نے پوچھا۔ آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ برہمہ میں جسم اور دل ہے؟"
دیال نے جواب دیا "(۱) شاستروں کے اشارے (۲) برہمہ کا کام اور (۳) برہمہ کی حالت (۴) برہمہ کا نام۔ اور (۵) ساتھ ہی آپ کا سوال اور اُس کے سلسلہ میں میرا جواب یہ سب مل ملا کر قطعی۔ بدیہی اور صریح ثبوت پیش کرتے ہیں"۔
وشنودت جی نے کہا۔ " اس کی ذرا اور دوبارہ صراحت کر دیجیے"۔
دیال بولا۔ "(۱) شاستر اس نظام عالم کا پرکٹ کرنے والا برہمہ کو

مانتے ہیں۔ وہی پیدا کرتا۔ زندہ رکھتا اور مارتا ہے۔ سرشٹی۔ استھتی اور پرلے کا کام اُسی کے ماتحت ہے۔ . . . ."
وشنودت جی نے بیچ ہی میں بات کاٹ دی۔ "کیا اس کا امکان تتو محض سے نہیں ہو سکتا تھا؟"
دیال بولا۔ "نہیں۔ جب تک دو شے نہیں ہوتیں تب تک اُن کے میل کے بغیر جگت نہیں پیدا ہوتا۔ اور جو جیسا ہے ویسی ہی دُنیا بناتا ہے۔ انسان چونکہ عضو والا ہے اس لیے وہ اپنی شکل پر پتھر کی مورتی بناتا ہے اور شاستر دبی ہوئی زبان میں اُسے چودہ اندریوں والا۔ چودہ اندریوں کے دیوتاؤں کا رکھنے والا۔ اور چودہ اندریوں کے بھوگ کا بھوگنے والا مانا ہے۔ یعنی ادھیاتم۔ ادھی دیو۔ ادھی بھوت۔ وہ تو چاہے صاف صاف نہ کہیں۔ لیکن میں صاف صاف کہتا ہوں۔"
(۲) دوسرے اس کا نام برہمہ ہے جس پر بار بار روشنی ڈالی گئی۔ کہ جو بڑھتا اور سوچتا ہے وہ 'برہمہ' ہے۔ بڑھنا جسمانیت ہے اور سوچنا قلبیت (یعنی دل کا رکھنا) ہے۔"
(۳) تیسرے 'برہمہ' کی مثلثی حالت جاگرت (بیداری) سپن (خواب) اور سوشپتی (گہری نیند کی محویت)۔ برہمہ جب جاگتا ہے وراٹ کہلاتا ہے جب سوتا ہے ہرنیا گربھ نام پاتا ہے اور جب گہری نیند کی محویت میں مست ہو رہتا ہے تب پرگیہ۔ گرنہ۔ ہوتا ہے۔ جیو بھی اسی طرح جاگتے وقت وشو سوتے وقت تیجس اور گہری نیند میں ہونے کی وجہ سے پراگیہ نام پاتا ہے۔ یہ برہمہ اور جیو کی یکسانیت ہے۔ جیسا یہ ویسا ہی وہ۔ صرف پیمانہ کا فرق ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔"
وشنودت جی نے کہا۔ "یہ سب میں سمجھ گیا۔ اب اور آگے چلیے۔ آج کے ست سنگ کے لیے اسی قدر مکالمہ کافی ہے۔"

اور بندنا پرارتھنا کے بعد پہلے دن کا ست سنگ برخاست ہوا۔ اور تمام ست سنگی آرام کرنے کی نیت سے اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔

ختم ہوا

سنت سنجوگ کا پہلا بیوہار پرسنگ

حضور معلّے آشیر باد دیں کہ جو شخص اسے بغور مطالعہ کرے وہ تتّو وتیا یعنی تتّوں کا جاننے والا بن کر گورو پرائن ہو جاوے۔ اور سنتوں کی تعلیم کی روح کو جذب کرتے ہوئے حقیقت کا واصل ہو۔

رادھاسوامی! رادھاسوامی دیال کی دیا!! رادھاسوامی سہائے!!!

سنت سنجوگ

دوسرا بیوہار اور پرلی بھاس سملت پرسنگ (طرز معاشرت و طرز خیال مشمول)

تمہید

گوروُ پد رج پرُ دو سیس دھرکھُوں سنت سنجوگ
جا گے شرون بچارسے سوجھے بھوگ ابھوگ

دیاؔل تو حسب معمول ایکانت میں چلا گیا۔ اُس کی یہ روزمرّہ کی عادت تھی اور سب لوگ اپنے اپنے مقررہ کمروں میں گئے۔ وشنودت اور شودت وغیرہ مصلحتاً خیال کے تبادلہ کی نیت سے ایک خاص جگہ پر بیٹھ کے گفتگو کرنے لگے۔ وشنودت جی نے شودت جی سے مخاطب ہو کر کہا:۔ "یہ دیال حقیقت میں

عجیب قسم کا آدمی ہے۔ اسنے میرے تمام خیالات اور عقائد کو ایک ہی دن میں درہم برہم کردیا۔ اور لطف یہ کہ جو کہتا ہے وہ دل میں گڑ جاتا ہے۔ میں نے کبھی ایسا آدمی نہیں دیکھا تھا۔"

شیودت جی ہنسے۔ "میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا۔ کہ یہ خاص طبیعت کی فردیت ہے۔ یہ خیالات اور عقائد کو درہم برہم نہیں کرتا۔ بلکہ ہر بات کی تہ میں داخل ہوکر اسکی اصلیت کو اپنے غور و فکر سے کھینچ لاتا ہے اور اُن کی شکل کو جوں کا توں دکھا دیتا ہے۔ ابھی تک ایسے آدمی کم ہیں جو اُس کی باتوں کی سمجھ رکھتے ہیں۔ ہاں زمانہ آرہا ہے جب اُس کی تعلیم کا سلسلہ وسیع الاشاعت ہوگا اور دُنیا کو روحانی فیض کی دولت نصیب ہوگی۔ اس کے یہاں انسان تو انسان ہی ہیں دیوتا بھی اکثر آتے ہیں اور ست سنگ کا نفع پاتے ہیں۔ تم نے نہیں دیکھا۔ یہ کبھی کبھی بات جیت کرتے ہوئے اپنی گردن کو جھکا کر وقت وقت پر نمسکار کرتا ہے اس کا باعث یہ ہے کہ جب نظر نہ آنے والے دیوتا آتے ہیں تو یہ اُن کی تعظیم بجالاتا ہے۔ یہ دراصل عجیب الخلقت انسان ہے اور بغیر کسی کی مذمت یا تردید کیئے ہوئے سب کی سنا سب عزت کرتا ہے۔ اور اُن کے دلی جذبات کو محسوس کرتا ہوا خاص قسم کی روشنی ڈالتا ہے۔ وہ سب کچھ کہتا ہے اور کچھ نہیں کہتا۔ سب کو دیکھتا ہے اور کسی کو بھی نہیں دیکھتا۔ میں مدت سے اسے جانتا ہوں اور اسی وجہ سے تمکو یہاں لایا ہوں کہ اس مرتیولوک (عالم فانی) میں زندہ انسان کی زیارت کرو۔"

برہمہ دت جی بولے۔ "کمال ہے۔ بات کی کھال نکال کر دکھانا اسی کا کام ہے۔ میں نے اسے پیدا کیا اور پھر بھی اس کی جدت کا مجھے گیان نہیں ہے۔"

شیودت جی مسکرائے۔ "پرشٹیہ بھاگم برہما نہ جاناتی کوتا منشیہم" انسان کے بھاگ۔ حصہ۔ قسمت یعنی ملی ہوئی اور نصیب ہوئی قابلیت کا علم برہما کو بھی نہیں ہوتا۔ انسان تو چیز کیا ہے! اور اس میں تعجب ہی کیا ہے!"

وشنودت جی نے کہا ۔ "مین خوش ہون کہ اس کی صحبت نصیب ہوئی اب تمام رازسربستہ کے قفل کھولنے کی کُنجی ہات آجائیگی ۔ اور جو مضمون اب تک سمجھ مین نہین آئے تھے ۔ اب صاف ہوجائین گے"

شنودت جی بولے ۔ "ایک بات کا خیال رکھنا ۔ ہٹ دھرمی نہ کرنا ۔ اُس کی گفتگو سُنتے اور سمجھتے چلنا ۔ ورنہ چونکہ اس کی حس لطیف طاقتور ہے ۔ اگر وہ جان گیا کہ اب ضد اور ہٹ یا تعصب سے تعلق ہوگیا تو پھر وہ زبان بند کرکے خاموش ہوجاتا ہے اور پھر کمتر مخاطب ہوتا ہے ۔ اُس کی بات کو صرف سنتے چلو ۔ ہان ۔ سمجھ میں نہ آئے تو پوچھو ۔ اس سے وہ خوش ہوتا ہے"

وشنودت جی نے کہا ۔ "مجھے پہلے ہی سے اسکا خیال ہی"

اس مختصر تقریر کے بعد یہ سب آرام کرنے چلے گئے ۔ اور صبح ہی نہادھوکر ست سنگ میں آئے ۔ اور پرارتھنا کے بعد نندو جی نے پھر شبد سار کا ایک پوربی بھجن پڑھ کر خوش الحانی سے سُنایا ۔

شبد

کر آپن گھٹ اُجیار رے آپن گھٹ

(۱) گھٹ میں مایا برہمہ ہیں دو اُگو ۔ برہمہ اگنی اُوگار رے ۔ آپن گھٹ

(۲) گھٹ میں گورو گھٹ ہی میں چیلا ۔ گھٹ مین شبد کا سار رے ۔ آپن گھٹ

(۳) گھٹ میں پرمارتھ سوارتھ سب ۔ گھٹ میں کُل پروا ار رے ۔ آپن گھٹ

(۴) گھٹ میں کرم بھکتی ست گیانا ۔ گھٹ میں سہج وچار رے ۔ آپن گھٹ

(۵) گھٹ میں ہاٹ دُکان حویلی ۔ گھٹ میں کر بیوپار رے ۔ آپن گھٹ

(۶) گھٹ میں اُنمنی شُن سمادھی ۔ گھٹ میں ہو بیوہار رے ۔ آپن گھٹ

(۷) رادھا سوامی چرن شرن بلہاری ۔ گھٹ ست نام پکار رے ۔ آپن گھٹ

اس شبد کے اندر روشنضمیری اور روشن دلی حاصل کرنے کی ہدایت ہے۔ بغیر اس کے رمز و کنایہ سمجھ مین نہیں آتے۔

پندرھواں پرکرن

تتو بیچنا کا انگ (مسلسل) ان تتو

شبد کے بغور سن لینے کے بعد دیال ہات باندھ کر وشنودت جی سے مخاطب ہوا "بھگون! کل آپ کے سوالات پر غور کرنے سے مجھے نہایت ہی خوشی حاصل ہوئی کیا آج بھی آپ اپنی زبان کھولکر مجھے اپنے دل کے متحرک خیالی دھارے سے کچھ نفع بخشنے گا؟"

وشنودت جی بولے "آپ کی تعریف کرنا امر محال ہی۔ میں آپ کو تکلیف دینے آیا اور اُلٹے آپ اپنی احسانمندی ظاہر کرتے ہیں۔ احسان مجھے ماننا چاہیئے!"

دیال مُسکرایا "آپ میں ہوں۔ اور میں آپ ہیں۔ اگر آپ میری ذات نہ ہوتے تو مین کیوں آپ کا گرویدہ خاطر ہونے لگا تھا۔ اس اشارے کو سمجھ لیجیئے اور اگر کچھ سوال کرنا ہے تو کیجیئے!"

وشنودت جی نے سوال کیا۔ "آپ نے برہمہ کو ایک طرح پر محدود ثابت کیا ہی اس محدودیت کے نقص کا پتہ کیسے لگتا ہے!"

دیال نے جواب دیا۔ "اس دُنیا کے جیو جنتوُ کی حالت دیکھنے سے اس کا پتہ لگتا ہے۔ جیو بڑھتے اور سوچتے ہیں۔ اور اس کا اہتمام کھانے پینے اور بھوگنے سے کرتے ہیں۔ کھانا۔ پینا اور بھوگ۔ ان تینوں کا مجموعی نام ان (غلہ) ہے۔ ان، غذا کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں ان (کھانا)"

وشنودت جی کو حیرت ہوئی "کیا برہمہ بھی کھاتا پیتا اور بھوگتا ہی؟"

دیال نے کہا - "کیوں نہیں! - جب اُس میں بڑھنے اور سوچنے کا وصف موجود ہے تو وہ بغیر کھائے پئیے اور بھوگے کیسے رہ سکتا ہے! جیوجنتو پیدا ہوتے ہی غذا کی طرف دھیان دیتے ہیں - جو کام کرے گا - محنت کرے گا - سوچے گا - سمجھیگا وہ فطرتاً اپنی طاقت کو زائل دیکھتا ہوا اُس کی کمی کی پوری کرنے کی تدبیر بھی تو سوچ نکالے گا! یہ ثابت ہوگیا کہ برہمہ کام کرتا ہے - پیدا کرنے - مارنے اور پالنے کا تعلق تو اُسی کے ذمہ ہے - اسلئے لازمی ٹھہرا کہ وہ کھائے پئے اور بھوگے"!

وشنودت جی نے کہا - " برہمہ کیا کھاتا پیتا اور بھوگتا ہے!"

دیال بولا - "جو جیو کھاتے پیتے اور بھوگتے ہیں"!

وشنودت نے کہا" یہ جواب واضح اور صاف نہیں ہے"!

دیال بولا" آپ سچ کہتے ہیں - اسلئے اب ضرورت ہوئی کہ میں ہندوں کے پورانوں کی کتھاؤں سے یہ مضمون آپ کے ذہن نشین کراؤں - بشرطیکہ آپ پوری توجہ سے میری باتوں کو سُنیں - اگر ایک نکتہ بھی نظر انداز ہوگیا تو پھر میرا سمجھانا بُجھانا اکارت جائیگا"!

وشنودت بولے" رام رام! میں بڑے غور سے اُسے سُنونگا - میرے یہاں آنے کی اِس کے سوا غرض ہی کیا ہے"!

دیال نے کہا - "قدرت میں یہ دستور ہے - پہلے نقطہ بنتا ہے اور اُس نقطہ سے خط کھنچتا ہوا تب گول دائرے کی صورت میں اظہار کرتا ہے - اور یہ دائرہ پھر اُس نقطہ تک آکر ختم ہوجاتا ہے - یہ نقطہ بیج ہے - پتے شاخ اور ٹہنیاں خط ہیں - اور یہ سب بڑھ بڑھا کر پھر پھول پھل ہوتے ہوئے - بیج کی صورت میں مکمل ہوتے ہیں جس وقت لطیف غبار والی مایا (مادہ) میں پربرہمہ کا عکس پڑا - وہ نقطہ محض تھا اور اس نقطے نے مکمل دایرہ بن کر برہمہ کی صورت میں اپنا اظہار کیا تشبیہ بہت اور استعارہ محض ہے اور پھر اس برہمہ نے سوچ سمجھ کے ساتھ بڑھکر اپنے اندر سے ہزاروں بلکہ بیشمار بیج نکالے - جو جیو جنتو اور پرانی بے شاعرانہ

طرز خیال کے اظہار کی صورت میں یہ بات صحیح ہے ۔ اور پوران اسے مچھ ۔ کچھ ۔ وراہ ۔ نرسنگھ ۔ وامن ۔ پرس رام ۔ رام ۔ کرشن ۔ بدھ ۔ اور کلکی کی شکل میں تصویر بنا کر دکھاتے ہیں ۔ مچھ ۔ سنسکرت ۔ لفظ 'متیس' سے نکلا ہے ۔ مجازی معنی مچھلی اور لغوی معنی خوش ہونے کے ہیں ۔ یہ بیج ہے ۔ جو دماغ میں رہتا ہے اور باپ کے سر سے اتر کر ماں کے گربھ (رحم) کے سمندر میں اتر کر خوشی سے متحرک ہوا کرتا ہے ۔ وہاں اس کی غذا صرف سمندر کا پانی ہے ۔ پھر یہی بڑھ بڑھا کر کچھ (یعنی کچھوے) کی صورت اختیار کرتا ہے ۔ یہ اس بیج کا خط و خال کی صورت میں تبدیل ہونے کا نقشہ ہے ۔ کچھ سنسکرت مادہ 'ک' (پانی) اور 'چھو' (کاٹنے) سے نکلا ہے ۔ جو پانی کو کاٹتا ہوا باہر نکلنے کا خواہشمند ہو وہ کچھوا ہے ۔ اس حالت میں وہ چودہ 'رتن والا (چودہ اندریوں والا) بنتا ہے اور خاص صورت اختیار کر لیتا ہے ۔ بیج کی صورت مچھلی یا مچھلی کے سر کی طرح گول تھی ۔ پہلے قدرت میں سر ہی بنتا ہے ۔ پھر اسی سر سے دھار پھوٹتی ہی عضو اور حواس بنتے ہیں ۔ اس صورت میں اس کی غذا پانی اور مٹی ہوتی ہے ۔ پھر بتدریج یہی کچھوا ۔ وراہ کی شکل اختیار کر کے گربھ کو چیرتا ہوا باہر آتا ہے اور زمینی بنتا ہے ۔ پانی پیتا ہے اور ساتھ ہی کثیف غذا سے تعلق رکھتا ہے ۔ یہ اس کی خورش ہے ۔ وراہ سنسکرت مادہ 'ور' (افضل) اور 'اہن' (مضر پہنچانے) سے نکلا ہے ۔ وقت پر یہی نرسنگھ ۔ بنتا ہے ۔ سنسکرت نر (انسان) اور سنگھ (حیوان) ہے ۔ یہ شیر خوار بچہ سے مراد ہے جو ماں کی چھاتی پر چڑھ کر دودھ پیتا ہے یہ اس کی غذا ہے پھر یہ نرسنگھ وامن بنتا ہے ۔ 'وا' (چلنا) ہے ۔ یہ چھوٹا کھڑے کھڑے چلنے والا لڑکا ہے جو ماں باپ کی طاقت کو مانگ کر چھین لیتا ہے اور انہیں بے بس کر دیتا ہے اس کی غذا کی صورت اب مٹھائی ۔ اناج وغیرہ ہے ۔ اس کے لغوی معنی 'وا' (منہ سے باہر پھینکنا) اور 'من' ہے ۔ اسوقت وہ بولنے لگتا ہے ۔ پھر یہی بڑھ بڑھا کر پرس رام ہوتا ہے ۔ سنسکرت مادہ 'پرس' ([illegible]) اور 'رام'

(خوش ہونا) سے نکلا ہے - یہ طالبعلمی کی عمر سے مُراد ہے جس میں ماں کی گود کو تلانجلی دے کر لڑکا گورو کے پاس جاتا ہے اور پڑھتا - لکھتا - سیکھتا - جانتا ہوا ترقی کرتا ہے اس کی غذا گورو کا پرساد ہے - پھر یہ رام بنتا ہے جو بلوغیت اور خانہ دار انسان کی شکل ہے رام سنسکرت مادہ 'رم' (تفریح) سے نکلا ہے اس عمر میں انسان اپنے جذبات کو مار کر بھوگ ولاس وغیرہ کو غذا بناتا ہے - پھر یہی رام - کرشن ہو جاتا ہے - جو چودہ کلا والی مجسم صورت ادھیڑ پن اور رون پرستی کی شکل ہے - یہ سنسکرت مادہ کرشن (کھینچنے) سے نکلا ہے - یہ اس زمانہ میں لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف کھینچا اور اپنے دل سے گیان اور تمیز کی دھار کو کھینچ کر تعلق میں بے تعلقی اور بے تعلقی میں تعلق کی زندگی کا تماشا دکھاتا ہے - اس کی غذا پھل - پھول اور اناج کے سوا اندرونی گیان بھی ہے - پھر یہی کرشن آخر میں بُدھ کی شکل کا ہو جاتا ہے - جو بڑھاپا - گیانی اور سنیاسی کی صورت ہے - سنسکرت 'بُدھ' (گیان) ہے - اس حالت میں آ کر وہ معمولی غذا کھاتا ہوا اُس کی طرف سے بے پرواہ ہو جاتا ہے اور رفتہ رفتہ دسویں صورت یعنی کلکی کی شکل کا بنجاتا ہے - یہ سنسکرت مادہ 'کلک' (تھاہ لینے) سے نکلا ہے - یعنی زندگی اب ہر شے کا علم حاصل کر کے پھر اصلیت کی طرف چلی جاتی ہے - اور غذا کا سلسلہ موقوف ہو جاتا ہے - زندگی کے یہ دس مدارج ہیں اور ان میں سے نو میں تو غذا کا اہتمام ہے - دسواں غذا وغیرہ کی بربادی کا انجام ہو"

وشنودت جی بولے "یہ سب صحیح ہے - اس میں آپ نے غذائیت کے ساتھ ساتھ زندگی کے وکاش (اصول ارتقا) کا سلسلہ دکھایا ہے - لیکن اس سے یہ تو نہیں معلوم ہوا کہ برہمہ کیا کھاتا ہے؟"

سولھواں پرکرن

تتّو بوجپنا کا انگ (مسلسل) اَن تتّو

دیال بولا " یہ جو میں نے آپ کو مختصر طور پر دس اوتار چرتر سنائے ہیں یہ برہمہ ہی کے ظہور کے مدارج ہیں - برہمہ اس طرح سوچتا ہوا بڑھتا ہے اور غذا کا دلدادہ رہتا ہے"!

وشنودت جی بولے - "حیرانی تو اس بات کی ہے کہ برہمہ کے سوا اور کیا شے ہے - جسے وہ کھائیگا!"

دیال ہنسا - " اگر غذا نہ ہوتی تو برہمہ بڑھتا کیسے! اُس کی محتاجی اور کمی کی پوری کرنے کا بھی تو کوئی ذریعہ ہوگا! جب بچہ کو دودھ نہیں ملتا تو وہ اپنے ہی ہات پاؤں کے انگوٹھوں کو چوسنے لگتا ہے - اس کے سوا میں نے آپ کو پہلے ہی بتا دیا ہے کہ برہمہ کی پیدائش مایا میں ہوئی ہے - وہ مایا ہی کو کھاتا ہے جیسے لڑکا ماں سے پیدا ہو کر ماں کا خون پیتا ہے اُس کی غذا مایا اور مایا کا سامان ہے اگر اُسے غذا کا خیال نہ ہوتا - تو اُس میں کمی اور محتاجگی کا بھی خیال نہ پیدا ہوتا - اور وہ اِسے غذا کی صورت میں پورا کرتا ہے"!

وشنودت جی نے پوچھا - " اس میں اور بھی کوئی بات باقی رہ گئی ہے جو یا تو کہی نہیں گئی - یا میں نے اُسے نہیں سمجھا"!

دیال نے جواب دیا " برہمہ میں واسنا ہے - واسنا خواہش کو کہتے ہیں خواہش کمی کی دلیل ہے اور اسی کے سلسلہ میں وہ جو کچھ کاروبار کرتا ہے سب میں اُس کی غذا کا اہتمام مدّنظر رہتا ہے"!

وشنودت جی نے پوچھا - "کس طرح!"

وکیل نے جواب دیا۔ "جس طرح انسان پیدا ہو کر اپنی ستّا یعنی ہستی کو ہر
مین بکھیر کر مایا کے سازو سامان سے غبادکام ہوتا ہے اور غذا کا اہتمام کرتا ہے
ویسے ہی برہمہ کی بھی حالت ہے۔ تم کو یاد ہونا چاہیئے۔ میں نے پہلے کہا تھا
کہ برہمہ نے یگیہ کیا اور سب میں اپنے آپ کو پھیلادیا۔ اور اسی پھیلاوٹ مین یہ سب
برہمہ کی غذا کے سامان بنے انھوں نے پرجا کو پیدا کیا۔ جو مخلوقات سے مُراد ہے۔ وہ
ان سب کو کھاتا رہتا ہے۔ کھانے سے مُراد بھوگنے سے ہے۔ پانی۔ ناج۔
اختیار۔ حکومت۔ کپڑا۔ سامان۔ راج۔ کاج۔ یہ سب بھوگ اور غذا ہیں۔
اور ان سب کو غذا کا نام دیا جاتا ہے۔ برہمہ ہی کا نام پرجاپتی ہے۔ پرجا
(مخلوق) اور پتی (مالک) جس طرح راجا اپنی رعیت کو۔ باپ اپنی اولاد کو۔
حاکم اپنے ماتحتوں کو بھوگتا ہے ویسے ہی برہمہ بھی کرتا رہتا ہے۔ اور برہمہ کے
اس طرح بیوہار کرنے کی وجہ سے وہی نقشہ تمام برہمانڈ اور پنڈ میں نظر آرہا ہے
یہاں ایک دوسرے کو کھاتا رہتا ہے۔ آپ کسی کو کھاتے اور بھوگتے ہو۔
آپ کو کوئی کھاتا اور بھوگتا ہے۔ اس سے اس برہمانڈ میں کہیں بھی بچاؤ کی
صورت نہیں ہے۔ انسان دیوتاؤں کو بھوگتا ہے۔ دیوتا انسان کو باربرداری
کا جانور بنا کر انسان کو بھوگتے ہیں۔ ایک خیال دوسرے کو کھاجاتا ہے۔
ایک جاندار دوسرے جاندار کی غذا ہے اور خود غرضی کے جذبہ کے زیر اثر یہ
سب ایک دوسرے کو اپنا محکوم۔ دست نگر۔ اور محتاج بنا بنا کر انھیں
چیٹ کر جاتے ہیں اور آنکھوں پر پٹی باندھ دیتے ہیں تاکہ آزادی کا خیال
کسی کے دل میں پیدا نہ ہونے پاوے اور نہ کسی کی آنکھ کھلنے پائے۔
اور سب غلام بنے رہیں۔ برہمہ کا یہی کام ہے۔ اور چونکہ وہ ایسا کرتا ہے
ویسے ہی اُس کی مخلوق بھی کرتی ہے۔ راجہ اپنے ماتحتوں کو بھوگتا ہے اُس کے
ماتحت اوروں کو بھوگتے ہیں اور کسی کو بھی سر اُٹھانے کا موقع نہیں دیتے
معمولی کسان گائے بیل کو پال کر کھیتی کرتا ہے۔ اُن کی کمائی کا بہترین حصّہ تو

خود کھا جاتا ہے اُن کو گھانس اور بھونسا دیتا ہے۔ راجہ اپنی باری بر رعیت کو سکھا پڑھا کر کام میں لگا رکھتا ہے اور اُن کی محنت کا بہتر حصّہ تو آپ بھوگتا ہے اُن کو فضلہ یا کثیف حصّہ دیتا رہتا ہے۔ چونکہ یہ حالت برہمہ سے پیدا ہوئی ہے اسلئے وہ اب ہر جگہ محیطِ کُل ہو رہی ہے۔ جدھر نظر کیجئے۔ غذا اور غذائیت ہی کے لیے جدوجہد ہے یہ حالت خوشگوار نہیں ہے۔ تاہم کوئی نہیں چاہتا کہ اس کا سلسلہ بند ہو۔ اور جب کبھی قدرت میں آزادی پسند مخلوق پیدا ہو جاتی ہے تو اُس کے دبانے کچلنے اور روک تھام کرنے کا اہتمام مدنظر رہتا ہے تاکہ اس بھوگ اور غذا کا بندوبست خراب نہ ہو۔ برہمہ کے جتنے اوتار ہوئے یا ہوتے ہیں وہ سب اسی انتظام کے قائم رکھنے کے لئے ہوتے ہیں اور اسی کا نام شاستروں نے دھرم رکھ چھوڑا ہے۔ جو سنسکرت مادّہ' دھری (قایم رکھنے اور تقویت دینے) سے نکلا ہے اور اوتار اسی کی درستی و اصلاح کے لئے آتے رہتے ہیں۔ جو نقشہ برھانڈ کا ہے وہی اس پنڈ (جسمانی عالم) کا بھی ہے۔ یہاں بھی راجہ وقتاً فوقتاً ویسے ہی اپنے ماتحت اہلکاروں کو منتخب کرکے راج کاج کے سنبھال کے لیے تعینات کرتا ہے۔ جس طرح برہمہ کے اوتار وقت وقت پر پرگٹ ہوتے رہتے ہیں۔ نظر کو کھول کر دیکھو تب یہ راز آپ کی سمجھ میں آوے۔"

وشنو دت جی نے اقرار کیا۔" آپ کی باتوں میں سچائی ہے جو دل پر گہرا اثر پیدا کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اس برہمہ کے گورکھ دھندے کے اندر کیا راز ہے؟"

دیال بولا "غلامی۔ غلامی کا بیج۔ غلامی کے اثرات۔ اور غلامی پھیلانیکا جال! وہ چونکہ خود غلام بنا ہوا ہے۔ اوروں کو غلام بناتا رہتا ہے اور آزادی کا دشمن ہے۔ اور غلامی اُس میں کمی کے خیال کی وجہ سے آئی جیسے وہ طرح طرح کی غذا ... کبھی پیدا ہوئی اور ...

پوری ہو سکتی ہے اور نہ پوری ہوگی"
وشنو دت جی بولے "آپ برہمہ کو غلام بتا رہے ہو۔ ایسا پہلے کسی نے بھی نہیں کیا۔ اور اگر کوئی برہمہ نیشٹی (برہمہ کا عقیدتمند) سن لے تو اُسکا فراخ ابھی درہم برہم ہو جائے"
دیال نے کہا۔ "برہمہ غلام ہے جو سوچ سمجھ کر بڑھنے کا خواہشمند ہے وہی تو غلام ہوتا اور غلام کہلاتا ہے"
وشنو دت جی نے سوال کیا۔ "برہمہ آخر کس کا غلام ہے؟"
دیال نے جواب دیا "اپنے جذبات۔ اپنے حوصلہ۔ اپنی خواہش اور اپنے خیالات کا۔ حاکم کے دل کے پردوں کو چاک کر کے دیکھو۔ وہ کسی غرض کا محکوم ہے۔ راجہ کی کارروائی کے غلاف کی تہ اُلٹا دو۔ اُس کے اندر اُس کی حکومت کی خواہش کی غلامی کا راز کھل جائیگا۔ برہمہ کے بڑھنے اور سوچنے کی تمیوں کو اُدھیڑ دو۔ آپ ہی سمجھ جاؤ گے کہ وہ کسی بالا دست چاہ اور آرزو کے دام میں لپٹا پڑا ہوا ہے"
وشنو دت جی نے پھر پوچھا۔ "ایسا کیوں ہے؟"
دیال نے جواب دیا۔ "اسکا سبب میں نے بتا دیا۔ وہ ست پُرش کی ستّا کا مایا میں عکس ہے۔ عکس نے جس وقت اصل کی طرف نگاہ کی اس جیسا بننے کی چاہ پیدا ہوئی۔ اور وہ اُس کے سلسلہ میں گورکھ دھندا کا ادھم مچانے لگا۔ جن میں جو چیز نہیں ہوتی وہی اُس چیز کی خواہش کرتے ہیں۔ جو بھرے پُرے اور آسودہ ہیں اُنھیں اس کی ہوا بھی نہیں لگتی۔ کسی حوصلہ مند کنگال یا غریب شخص کو تھوڑی دیر کے لئے کسی دولتمند کے پاس جانے دو۔ اُس کی چند لمحہ کی صحبت اس کے دل کے اندر مختلف قسم کی خواہش کا سامان پیدا کر دیگی یہی کیفیت اس برہمہ کی بھی ہوئی ہے"
وشنو دت جی بولے۔ "آپ برہمہ کو محتاج۔ کنگال۔ اور سب کچھ

کہہ رہے ہو؟"

دیال نے کہا۔ "پھر کیا یہ جھوٹ ہے جس نے اپنی زندگی کا دار و مدار غذا پر رکھ چھوڑا ہو۔ وہ کنگال نہیں تو اور کیا ہے۔ وہ لاکھ ثروت اور اقتدار رکھتا ہوا بھی آخر میں محتاج کا تو محتاج ہی ہے۔"

سترھواں پرکرن

تتوّ بودھا کا انگ (مسلسل) ان تتوّ

وشنودت جی نے کہا۔ "بھگون! شاستر کہتے ہیں۔ ماں باپ جو انّ یعنی اناج کھاتے ہیں اُس کے جوہر سے لڑکے کا جسم تیار ہوتا ہے اور یہ جسم انّ مے کوش یعنی اناج سے بنا ہوا غلاف یا صندوق ہے۔ کیا برہمہ بھی انّ مے کوش والا ہے؟"

دیال بولا۔ "کیوں نہیں۔ یہ جھوٹ تو نہیں ہے۔"

وشنودت جی نے پوچھا۔ "اس برہمہ کے ماں باپ کون ہیں؟ اور اُنھوں نے کیا انّ کھائے تھے؟"

دیال نے جواب دیا۔ "برہمہ کا باپ پربرہمہ ہے۔ اس کی ماں آدی مایا ہے اور ایک دوسرے کا پرسپر بھوگ (باہمی تعلق) انّ ہے۔ انّ بھوگ کو بھی کہتے ہیں۔ اور بھوگ ہی غذا کا دوسرا نام ہے۔"

وشنودت جی بولے۔ "یہ خوب رہی۔ آپ برہمہ کو بھی ماں باپ والا بتاتے ہو۔ وہ بھی آخر جیو ہی ہوا۔"

دیال نے کہا۔ "جو بات سچی ہے وہ کیوں نہ کہی جائے۔ ہاں میں برہمہ کو

جیو نہیں کہتا - گو باہمی مشابہت حرف بحرف درست ہے - کہنے کو تو میں سب کچھ پہلے ہی کہہ چکا ہوں - آپ نے غور نہیں کیا - مایا ست لوک کے نیچے لطیف غبار ہے ست پُرش کی قربت کی وجہ سے اُس میں ست پُرش کا نورانی عکس پڑا - وہ سایہ محض تھا - اور مایا کی قوت کشش نے ست پُرش کی ستا لے کر اسے زندہ کر دیا - تب وہ ظہور میں آیا اور اُس نے مایا کو بھوگا - تب اُس سے یہ جیو جنتو وغیرہ پیدا ہوئے

وشنو دت جی بولے "تب اس ست پُرش کو پربرہم کا باپ ماننا پڑے گا"

دیال نے کہا - "ایک معنی میں آپ باپ کہہ سکتے ہو کیونکہ وہ آدھار اور مدار علیہ محض ہے دوسرے معنی میں وہ باپ نہیں ہے - کیونکہ ست پُرش میں بھوگ نہیں ہے اور نہ باسنا ہے کہ وہ مایا سے ملکر پربرہم کو پیدا کرتا - سنسکرت زبان میں باپ اور بیٹے کے لئے جو اصطلاحات مستعمل ہیں وہ عجیب المعنی اور کثیر المعنی ہیں - باپ کے لیے 'پتا' لفظ استعمال کیا جاتا ہے - سنسکرت مادہ 'پا' (پا لنا) ہے جس سے یا جس کی ذات سے پرورش ہو یا جو پالے وہ باپ ہے - یہ لغوی معنی ہیں اور جو ماں کے ساتھ ملکر پیدا کرے - یہ مجازی معنی ہیں"

وشنو دت نے اعتراض کیا - "لیکن مایا جڑ ہونے کی وجہ سے پُتر پیدا کرنے کے قابل نہیں ہو سکتی؟"

دیال بولا - "جڑ اور چیتن کا سوال پیچھے کیجئے گا - اتنا تو آپ دیکھتے ہیں کہ جس لکڑی کو آپ جڑ کہتے ہیں وہ بڑھئی کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے اور بڑھئی اُسی میں سے صورت گھڑ دیتا ہے - یا پیدا کر دیتا ہے - اس کے سوا کرن گو سورج نہ ہو - لیکن سورج کے قریب ہونے کی وجہ سے گرم ہے اور گرمی کی بیماریاں پیدا کرتی ہے - قدرت کا قانون عجیب طرح کا ہے - اس پر حاوی ہونا انسان کی عقلی طاقت سے محال ہے -

مادہ میں ایسی کشش ہے کہ وہ عجیب و غریب کھیل دکھایا کرتی ہے۔ ابھی کم تر لوگ اس بات کو سمجھتے ہیں کہ مادہ کی امتزاجی طاقت یوں ہی جیو جنتو کو پیدا کرتی ہے اس میں سُرت یا توجہ کا میل ہے۔ اسی انسان کی پیدائش کے مسئلہ پر غور فرما سوچیئے۔ جب تمام انسان معدوم ہو جاتے ہیں تو مٹی میں سے ابتداءً کئی آدمی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور تب اُن کے درمیان عورت و مرد کے تعلق سے اولاد کا سلسلہ چلتا ہے۔ اگر انسان کی پیدائش پر نظر نہیں جاتی تو کیڑے مکوڑے ہی کو دیکھیے۔ کس طرح بالکل معدوم ہو کر بارش کے ہوتے ہی پیدا ہونے لگتے ہیں۔ پہلے مایا کی کشش کی وجہ سے پیدائش ہوتی ہے۔ پھر میتھنی سرشٹی یا جماع کی پیدائش کا سلسلہ چل نکلتا ہے۔ مایا کو جانے دیجیے اگر زبردست خیال کی کوئی عورت ہو۔ تو وہ خیالی طور پر قدرت کی کشش طاقت سے خیالی میل کرکے لڑکا جن سکتی ہے۔ عوام اسے نہیں سمجھتے۔ دور کیوں جائیے۔ مورنی کو دیکھ لیجیے۔ وہ مور سے میل نہیں کرتی۔ اُس کی آنکھ کے آنسو پی کر بچہ دیتی ہے اور میں نے مورنی کو برسوں پنجرے کے اندر بند رہتے ہوئے انڈا دیتے دیکھا ہے۔"

وشنو دت جی کی آنکھیں کھل گئیں۔ "شاستروں میں اس قسم کی اولاد کا تذکرہ تو بارہا آیا ہے۔ لیکن عوام یقین نہیں کرتے۔ کبھی کبھی کسی کنواری عورت کے بطن سے لڑکا پیدا ہوتے ہوئے سُنا بھی گیا ہے۔ لیکن یہ غیر ممکن بتایا جاتا ہے۔ اور جو اس پر اعتقاد رکھتے ہیں وہ ضعیف الاعتقاد کہلاتے ہیں۔"

دیال بولا۔ "یہ دُنیا عالم امکان ہے۔ یہاں کس کس بات کا امکان ہے؛ اُن کی نہ تو کوئی فہرست تیار کر سکتا اور نہ بتا سکتا ہے۔ صرف تتو وچار سے غرض رکھیے اور گیان حاصل کیجیے۔ یہ سمجھ لیجیے کہ برہمہ میں بھی اُن کے کشش ہے اور یہ کھیل وہاں ہی کا فیض جسم ہے۔"

وشنودت جی نے پوچھا ۔ "کیا یہ برہمہ بھی مرتا کھپتا اور جیبون کی طرح آواگون یعنی جنم مرن کے پنجہ میں پھنسا رہتا ہے؟"

ویال نے جواب دیا۔ "پیدائیش کے ساتھ مرنا۔ اور آنے کے ساتھ جانے کا مرض لگا ہوا ہے۔ لیکن پیمانہ کے فرق کی وجہ سے برہمہ کی یہ حالتیں اور طرح کی ہیں۔ یہ برہمہ چونکہ پربرہمہ سے نکلتا ہے۔ اس لیے برہمہ پرلے کے وقت یہ پربرہمہ میں جا کر لے۔ محو۔ اور معدوم ہو جاتا ہے اسے اُس کا جنم مرن سمجھو اور آواگون میں وہ ہمیشہ ہی رہتا ہے۔ برہمہ جاگرت میں وہ جاگتا ہے اور وِراٹ کہلاتا ہے۔ برہمہ سپن کے وقت وہ سوتا ہے اور اویاکریتہ کا نام پاتا ہے۔ اور برہمہ سُوشُپتی کے وقت وہ گہری نیند میں جاتا ہے اور ہرنیہ گربھہ کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ یہ میں پہلے کہہ بھی چکا ہوں۔ یہ برہمہ بھی ہم جیسے جیووُں کی طرح حالتیں بدلتا رہتا ہے لیکن وہ سروگیہ ہے۔ ہم الپگیہ ہیں۔ اسوجہ سے ہمارے اور اُس کے درمیان فرق ہے۔"

وشنودت جی بولے۔ "شاستر کاروں نے اسی سروگیہ برہمہ کا اشٹ (خیالی معراج نگاہ) کے سامنے رکھا ہے۔ وہ تبدیلی پذیر شے کو برہمہ نہیں مانتے۔"

دیال مسکرایا۔ "آپ سروگیہ کسے کہتے ہو؟"

وشنودت جی نے جواب دیا۔ "سروگیہ لفظ سنسکرت مادہ "سرو" (تمام) اور "گیہ" (جاننے) سے نکلا ہے۔"

دیال بولا۔ "تو سروگیہ ذات۔ حقیقت اور اصلیت کی تعریف نہیں ہے۔ جاننا بدھی کا دھرم ہے اور بدھی اندری ہے۔ اس سے آپ کا برہمہ صاف لفظوں میں اندری یعنی حواس والا ثابت ہوتا ہے میں بھی برہمہ کو سروگیہ ہی کہتا ہوں لیکن میرا منشا آپ کے منشا

مختلف ہے۔ جیو چونکہ محدود ہے اسلئے وہ الپگیہ ہے۔ یہ سنسکرت لفظ "الپ" (تھوڑا) اور گیہ (جاننے) سے نکلا ہے۔ برہم غیر محدود ہونے کی وجہ سے عالم کل ہے اور جیو محدود ہونے کے سبب سے عالم جزو ہے۔ بڑا آدمی زیادہ واقف کار ہوتا ہے چھوٹا آدمی کم جانتا ہے۔ اور یہ میں شروع ہی سے ذہن نشیں کراتا آرہا ہوں کل اور جزو کی اصطلاحات کو تھوڑی دیر کے لیے الگ کر دیجیے تو برہم اور جیو یکسانیت کا گیان (علم) آجائے"!

وشنودت جی نے کہا۔ "اگر برہم کل اور محیط کل جو ہر مانا جائے تو پھر تو کوئی چیز باقی نہیں رہتی اور وہی سب کچھ ٹھہرتا ہے"!

دیال بولا۔ "آپ اب بچوں کی طرح بات کرنے لگے۔ اجی اِکلی۔ اور تمام اور غیر محدود اور محیط کل ہونا تو اس نظام کائنات میں صرف آکاس تتو کا دھرم ہے وہ سب میں پھیلا ہوا ہے اور اُسی میں سارے تتو پیدا ہوتے رہتے اور سماتے ہیں۔ یہ عنصر اور تتو محض ہے۔ اگر اس طرح سوچو گے تو برہم پربرہم تتو تک کی معقول سمجھ نہ آوے گی۔ اور میں تو پربرہم تتو کو ان سب سے اونچا بتا رہا ہوں بہت سے شاستر کاروں نے اسی آکاس تتو کو سب کچھ سمجھ لیا۔ اور آگے نہ بڑھ سکے۔ یہی حال اکثر رشیشوروں کا بھی ہوا ہے۔ اُن کو یہاں تک تو سمجھ تھی لیکن وہ برہم تک اٹک کر رہ گئے۔ اور صرف کسی کسی کو پربرہم تتو کی سمجھ آئی آگے کا حال اُن پر بھی منکشف نہیں ہوا۔ اکثر لوگ میرے پاس آکر کہتے ہیں "ہم سانانیہ چیتن اور محیط کل کا دھیان کرتے ہیں" میں سُنکر چپ رہ جاتا ہوں۔ اُنکو کیا کہوں یہ بچوں جیسی تمیز رکھتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ میں آپ کو تتو وچار کا سبق دے رہا ہوں۔ تاکہ آپ بھول بھرم میں پھر کبھی نہ پڑیں"۔

وشنودت جی بولے۔ "آپ کی مراد میں یہاں تک سمجھ گیا۔ اور خوب سمجھ لیا۔ لیکن میں اور ست سنگیوں کے نفع کی غرض سے دیر تک سوال کرتا رہونگا"۔

دیال ہنسا۔ "کیا مضائقہ! میرے یہاں برکت ہونے کی مراد بھی تو یہی ہے"۔

اٹھارواں پرکرن

تتو بوپنا کا انگ (مسلسل) پران من۔ بدھی اور آنند۔ تتو

دشنودت جی بولے ۔"جب برہمہ میں ان مے کوش یعنی یہ مادی غلاف اوپر چڑھا ہوا ہے تو وہ پران والا بھی ہوگا اور پران مے کوش والا بھی ہو گا۔ آپ اس کی بھی توضیح وتشریح کر دیجئے "۔

دیال بولا ۔"پران لفظ کے سنسکرت میں کئی معنی آتے ہیں ۔ مثلاً بھرا ہوا ہوا"، "سانس" دم، "حرکت تنفس"، "زندگی" "طاقت" "پران اندری" "قوت" "مضبوطی" "برہما کا ایک نام" برہمہ قادر مطلق کا خطاب" "پنچ پران" "پنچ اُپ پران" وغیرہ وغیرہ ۔ یہ اس کے مجازی معنی ہیں ۔ مادہ ہے "پر" آگے یا پہلے) اور ان، (سانس لینا) ۔ لغوی معنی میں سانس ہی کو پران کہتے ہیں۔ اور سانس ہی زندگی ہے ۔ اسلیے برہمہ کیسے سانس لیے ہوئے بغیر یا پران سے محروم رہ سکتا ہے "۔

دشنودت جی نے سوال کیا "اگر برہمہ بغیر سانس کے نہیں رہ سکتا۔ تو سانس آدھار ہوا۔ اور برہمہ اُس کے سہارے ہوا۔ اور اہمیت پران ہی کی رہی برہمہ کی نہیں رہی "۔

دیال نے اعتراض کرنے والے کی جانب بغور نگاہ کی اور پھر جواب دیا۔ سوال صاف نہیں ہے پھر جواب کیسے صاف ہو۔ تاہم میں آپ کی بات خوب سمجھ گیا۔ آپ نے اب تک برہمہ لفظ کی مُراد تک کو نہیں سمجھا۔ ورنہ ایسا سوال نہ کرتے ۔ سُنیئے ۔ آپ برہمہ کو کچھ اور سمجھ رہے ہو حالانکہ میں شروع سے برابر کہتا چلا آرہا ہوں کہ وہ کایا یعنی جسم والا ہے ہر ایک جسم دل

اور روح والی ہوتی ہے۔ برہمہ کی بھی یہی کیفیت ہے اور آپ جسم کو نظر انداز کر کے برہمہ کی رُوح ہی کی طرف توجہ کرتے ہیں جس کی وجہ سے آپ پران کو برہمہ سے زیادہ اہم نہیں قرار دیتے۔ اس میں غلطی ہے۔ ہر شے میں اپنے اظہار کا قدرتی مادّہ ہے اور اُسی کے اظہار کے دم بہ دم ظہور کا نام پران ہے۔"

وشنودت جی بولے "اگر جسم سے پران نکل جائے تو یہ مرجاتا ہے۔ پھر اس پران ہی کو برہمہ۔ یا 'روح' کیوں نہ مانا جائے؟"

دیال بولا۔" 'برہمہ' تو خالص رُوح نہیں ہے وہ جسم والا ہے۔ اب رہا پران وہ بھی رُوح نہیں ہے گو روح اور جسم کے میل اور زیادہ قربت ہونے کی وجہ سے وہ اہم ہے۔ اور ہستی کی حرکت اور اظہار کی طاقت ہونے کی وجہ سے وہ سب کچھ سمجھا جا رہا ہے۔ جہاں کسی قسم کا جسم ہوگا وہاں پران ضرور رہوگا"

وشنودت جی بولے "تو پران کم از کم روح سے مختلف اور جُدا ضرور ہُوا؟"

دیال نے کہا۔" وہ جدا بھی ہے اور ملا بھی ہے۔ جُدائی اور ملاپ دونو نسبتی الفاظ ہیں۔ جب پران رُوح میں جذب ہو جاتا ہے۔ تب اُسکا ملاپ ہے اور جب وہ ہستی کے اظہار کی صورت میں ظہور کرنے لگتا ہے تو ملاپ اور جدائی دونو ہی کا تار بندھا رہتا ہے۔ بالکل جدائی جسم سے تو ہوتی ہے۔ روح سے نہیں ہوتی۔ یہ فرق ہے"

وشنودت جی نے کہا "پران تتو ہے یہ تو میں سمجھ گیا۔ اب تک میں اسی کو برابر اپنے دل میں برہمہ تتو ہی مان رہا تھا۔ اسلیے دھوکے میں پڑا ہوا تھا۔ یہ پران جسم اور جسم کے حواس کے ساتھ گتھا ہوا ہر جگہ بہ صورت مختلف کام کرتا رہتا ہے۔ اور یہ مسام مسام اور جسم کے ہر پُرزہ۔ ٹکڑا۔ ذرّہ اور جُز میں ہے جب جسم اور رُوح کی ہستی کے اظہار سے تعلق ہے تو یہ دھار کی شکل میں آتا جاتا رہتا ہے [illegible] کی کیفیت ہے یہ اسکا [illegible] میں آگیا"

دیال بولا۔ "سمجھنے کے لیئے اتنا ہی کافی ہے۔"
وشنودت جی نے سوال کیا۔ "بھگون! شاستروں نے پنج پران اور پنچ اُپ پران مانے ہیں۔ ان کی تفصیل کو میں ضروری نہیں سمجھتا۔ کیونکہ یہ سب کے سب پران ہی ہیں۔ اور ہستی کے ظہور کی دھار مل جلکر اندریوں کے ساتھ جو بیوہار کرتی ہے وہی پران مے کوش یا پرانوں کا غلاف ہے۔ اتنا ہی مجھے پوچھنا تھا۔ اب کچھ منومے کوش کا بیان کیجیئے!"

دیال نے جواب دیا۔ "پران ہستی کے اظہار کی حرکت کی دھار محض ہے۔ اور دوسری دھار جو سنکلپ وکلپ کے اوصاف سے موصوف ہو کر اپنے ظہور کا ثبوت دیتی رہتی ہے۔ وہ من کہلاتا ہے۔ جس میں سوچنے کی خصوصیت ہے۔ یہ دھار بھی جسم اور جسم کے تمام اندریوں کے ساتھ گتھی ہوئی اپنا کھیل کرتی رہتی ہے اور جسم کے اندر رہنے کی وجہ سے غلاف۔ صندوق یا خول کہلاتی ہے۔ جس کی شاشترک اصطلاح منومے کوش ہے۔"

وشنودت جی نے پوچھا۔ "یہ کیا شے ہے؟"

دیال نے جواب دیا۔ "قدرت میں دیکھو پہلے جگہ ہوتی ہے۔ پھر معمولی کام ہوتا ہے۔ پھر اُسے غور کے ساتھ سنوارا جاتا ہے ہستی کے اظہار کے غور کے ساتھ سنوارنے کا نام من ہے۔ یہ جسم اور پران کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ اور کوئی مخلوق خواہ وہ کیسی ہو اس سے بھی خالی نہیں ہے۔"

وشنودت جی بولے۔ "یہ فطرتی خاصہ ہے۔ یہ تو میں سمجھتا ہوں۔ لیکن یہ آپ کے کہنے کے موافق مفرد عنصر نہیں ہے۔ مرکب عنصر سمجھ میں آتا ہے۔"

دیال۔ وشنودت جی کی اس بات کو سن کر بہت خوش ہوا۔ کہنے لگا۔ "آپ اب کسی قدر میرے مغز سخن کو سمجھنے لگے۔ اب سمجھانے میں سہولیت ہوگی اور رفتہ رفتہ آپ تتو گیانی ہو جاؤ گے۔ اس ترلوکی میں کوئی بھی عنصر مفرد نہیں ہے یہ سب کے سب مرکب [illegible] ایک دوسرے سے ملے جلے ہوئے بنے اور

بگڑتے ہیں۔ اگر آپ مختصر طور پر سمجھنا چاہیں تو میں اِن سارے کوشوں کو مثالی ذہن نشین کرادوں۔"

وشنودت جی نے کہا "اندھا کیا چاہے؟ دو آنکھیں! اس سے بہتر اور کیا شے ہوگی!"

دیال بولا۔ "شمع سے دھواں نکلکر چھت میں قائم ہوتا ہے اور منجمد ہوکر جسم یا جسم والی صورت میں نظر آنے لگتا ہے۔ یہ انّ مے کوش ہے۔ اس کے بعد جو روشن دھار نکل نکل کر اُس دھوئیں کو پرگٹ کرتی رہتی ہے وہ پرانوں کی دھار ہے جس کا سلسلہ دھوئیں کی ہستی کے زمانہ تک برابر جاری رہتا ہے۔ یہ پران مے کوش ہے۔ اور جو دھار۔ اُس دھوئیں کو زیادہ گھنا کرتی۔ سنوارتی۔ سنگارتی یا لطیف و کثیف بناتی رہتی ہے وہ مَن کی دھار ہے اور مجموعی نام اُس کا منو مے کوش ہے۔ اور چونکہ یہ دھار سوجھتی بجھتی اور یقینی طاقت کو پختہ کرتی رہتی ہے وہ بدھی یا وگیان کہلاتی ہے یہ سمجھ بوجھ اور گیان پرمان اور انومان کی دھار ہے جس کے مجسّم اور مجموعی روپ کا نام وگیان مے کوش ہے۔ بدھی ہی جسم اور اندر یوں سے لپٹی ہوئی بیوہار کرنے کی وجہ سے یہ نام پاتی ہے اور اس چار طرح کے بیوہار جو علم۔ گیان۔ یقین۔ اور تصور پختگی کا درجہ حاصل کرتا ہے وہ خوشی۔ سُرور اور آنند میں تبدیل ہو جاتا ہے اور رنگینے ہونے کی وجہ سے وہ جو جسامت اختیار کر لیتی ہے وہی آنند مے کوش ہے یہ پانچ غلاف یا خول یا صندوق ہیں جو جسم کے اندر رہتے ہیں اور یہ بطور خود ایک ایک مرکّب تتّو ہیں۔"

وشنودت جی بولے۔ "آپ آنند کو بھی مرکب تتو بتاتے ہو۔ اُسے خالص رُوح یا مُفرد عنصر کیوں نہیں مانتے! اسمیں کیا ہرج ہے؟"

دیال نے جواب دیا۔ "اس غلطی نظام کائنات میں چونکہ ترکیبی رچنا ہے اسلیے مُفرد تتو کا یہاں پتہ نہیں ملتا۔ آنند کسی شے کے میل سے نصیب ہوتا ہے اور میل ملاپ مرکب [illegible] ہی ہو سکتے ہیں [illegible] وجہ سے اس آنند کو

ہنوز نہیں کہا جا سکتا اور جس معنی میں آپ 'روح' کا عربی لفظ بار بار استعمال کرتے ہو۔ میں اُس کی مُراد کو سمجھتا ہوں وہ یہ نہیں ہے۔ وہ بھی 'آتما' ہے۔ 'آتما' خود مرکب لفظ ہے۔ 'ات' (حرکت) اور 'من' (غور) اور 'روح' سانس کو کہتے ہیں۔ یہ سب بھی سب مرکب۔ امتزاجی اور مشمولی کیفیتوں کا نام ہے۔ جب آپ اور آگے بڑھو گے اور غور کرتے چلو گے تب کہیں جا کر اس کی آہستہ آہستہ سمجھ آئے گی جس کی معراج آپ کے خیال میں ہے۔ یہ آنند بھی جسے آپ اس موقع پر 'روح' کہنے کے خواہشمند رہتے ہو۔ اندریوں کے میل کے نتیجہ سے خالی نہیں ہے۔ لیکن یہ درمیانی مرحلہ غور و فکر میں آتا ہے اسلیے ضروری ہے۔ ان غذا ہے جیت کا دھواں اگر بار بار غذا نہ پاتا رہے تو قائم نہ ہوگا۔ پران حرکت ہے۔ جو غذا کو مہیا کرتی اور فضلہ کو خارج کرتی رہتی ہے من۔ سمجھ بوجھ کی حرکت ہے۔ جو ضروری غذا کو قبول کرتی ہے۔ وگیان اُس غذا کو گھنا بناتا ہے۔ اور اُس غذا سے جو خوشی ملتی ہے وہ آنند ہے۔ یہ پانچ کوشوں کی مختصر تشریح ہے"

وشنودت جی کو حیرت ہوئی۔ "بھگون! آپنے میرے تمام خیالات کا اُلٹ پھیر کر دیا۔ میں جو کچھ سمجھتا تھا۔ وہ بالکل اور طرح کا ثابت ہوا"

دیال مُسکرایا۔ "عجلت نہ کیجئے۔ جو آپ کا آدرش یا معراج ہے اُسے میں نے درہم برہم نہیں کیا۔ صرف وضاحت کر دی ہے۔ اگر آپ خود سمجھ سکو گے صرف سوال و جواب، کے باقاعدہ سلسلہ کو جاری رکھیئے"

اُنیسواں پرکرن

تتو بو یچنا کا انگ (مسلسل) پران، من وغیرہ

وشنودت جی بولے "بھگون! ایک بات میری سمجھ میں کم آتی ہے اور وہ یہ ہے

کہ یہ غلاف وغیرہ یکے بعد دیگرے پیدا کیسے ہو جاتے ہیں"۔
دیال نے کہا۔" یہ واسنا سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور کچھ قدرتی اصول کا خلط اس قسم کا ہے کہ ہر شے میں انھیں کا نظارہ مدارج کے اختلافات کے ساتھ دیکھا جاتا ہے۔ اور یہ سب کے سب ہستی کے احساس کے ساتھ ہی ابھر کھڑے ہوتے ہیں۔ کہنے کو تو میں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے۔ لیکن آپ نے غور نہیں کیا۔ جب کوئی شے کسی سے ملتی ہے تو اُس کی یہ پہلی حرکت ہستی کے نہایت لطیف احساس کو پیدا کر دیتی ہے۔ بلکہ وہ خود بخود پیدا ہو جاتی ہے اور پھر بار بار ملنے اور بچھڑنے کا اہتمام ہونے لگتا ہے۔ جیسا کہ ہر متنفس کے سانس لینے اور خارج کرتے رہنے سے نظر آتا ہے۔ ابھی سانس کے ملنے یا ملکر بچھڑتے رہنے اور ملنے سے اُس کے جاننے۔ یقین کرنے اور خوشی لینے کے سنسکار یا اثرات کا ظہور ہوتا ہے۔ اور ان سے تن۔ بدھی اور آنند کے غلاف خود بخود پیدا ہو کر ہستی کو ڈھک رکھتے ہیں۔ یہ قدرتی اصول ہے۔ یہ پانچ کلائیں کہلاتی ہیں۔ اور ان کے پانچ رنگ اور پانچ خواص ہوتے ہیں۔ کلا سنسکرت مادہ "کلہہ" (لڑائی۔ غلاف۔ سڑک۔ زور) سے نکلا ہے۔ ان کے درمیان کشمکش ہوتی ہے اور یہی کشمکش عجیب طرح سے جدوجہد کے ساتھ تہہ بہ تہہ قائم ہو جاتی ہے۔ (کل = جنگ۔ اور "ہ"۔ مارنا)۔"
وشنودت جی بولے۔ "یہ مضمون ابھی واضح نہیں ہوا۔ ذرا اور صراحت کر دیجیے"!
دیال نے کہا۔ "حضرت! پہلے ہستی کا ظہور سیاہ رنگ کا ہوتا ہے جو مٹی کی صورت ہے۔ اور وہ سب کی بنیاد ہوتی ہے۔ دوسری اُس ہستی کے تقویت دینے کی دھار ہے۔ جو زرد رنگ کی ہوتی ہے اور یہ پران ہے۔ تیسری اس ہستی کے سوچنے سمجھنے یا بیوہار کے علم رکھنے یا حاصل کرنے کی ہے جو سُرخ رنگ کی ہے اور من ہے۔ چوتھی اس ہستی کی تقویت مضبوطی اور

خیالی استحکام کی صورت ہے جو بُدھی ہے اور وہ خفیف سُرخی کے ساتھ زیادہ تر سفیدی کا حصہ لیئے ہوئے ہے اور پانچویں کلا سفید رنگ کی ہے۔ یہ آنند۔ خوشی اور سُرور ہے یعنی اپنی ہستی کے لطیف حس کی لذت ہے اور اپنی ہی ایک طرح کی نکھری ہوئی لطیف ہستی ہے۔ اب آپ نے سمجھا کہ نہیں؟"

وشنودت جی نے اقرار کیا کہ "یہ پانچ کلائیں ہم کو کھلی آنکھوں سے آپ کے چراغ کے مثال میں نظر آتی ہیں۔ یہاں تک تو ہم سمجھ گئے۔ لیکن صاف طور پر پھر بھی نہیں سمجھا۔"

دیال ہنسا۔ "آنند یا خوشی جو سب کی چوٹی پر ہے 'ست' یا ستوگن ہے لیکن وہ بھی غلاف ہی ہے۔ اور ان نے۔ متی وغیرہ کی بنیاد ہے۔ جو تم یا یا تموگن ہے اور اسی پر سب کا کھیل منحصر ہے اور درمیان کے تین غلاف پران من اور بُدھی۔ رج یا رجوگن ہیں جو کشمکش کی صورت میں بیوہار کرتے رہتے ہیں۔ آنند اوپر ہے جو سفید رنگ کا ہے۔ ان (جسم) نیچے ہے جو سیاہ رنگ کا ہے۔ اور بیچ کے تین مدارج چونکہ اوپر نیچے اور وسطی کی صورت میں قائم ہیں۔ تین قسم کے رنگ اور خواص رکھتے ہیں۔ اور اُس کا سبب ظاہر ہے جو حصہ سفیدی کے قریب ہے وہ سفیدی مائل ہے جو حصہ سیاہی سے قریب ہے وہ سیاہی مائل ہے اور جو درمیانی ہے وہ سفیدی اور سیاہی کے لطیف عکس رکھنے کی وجہ سے خاص قسم کی رنگت رکھتا ہے۔ یہ اور کچھ نہیں ہیں۔ صرف تین گنوں کے باہمی جدوجہد۔ بیوہار۔ اور نتائج کی صورتیں ہیں۔ اور ذرا غور کرنے سے سمجھ میں آجاتی ہیں۔"

وشنودت جی بولے۔ "بھگون! آپ کے سمجھانے بُجھانے کا ڈھنگ سب سے نرالا ہے۔ لیکن متی یا ان۔ یا جسم ہر جگہ سیاہ تو نظر نہیں آتا۔"

دیال مُسکرایا۔ "صرف ... اور ... کی ... پر نظر رکھیئے۔ اور اگر

اس قسم کی جزوی باتوں میں اُلجھے گا تو پھر گفتگو کا جوہر ہاتھ نہ آئیگا۔ مٹی کا اصلی رنگ تو سیاہ ہی ہے اور بنیاد ہونے کی وجہ سے اُسی میں زیادہ مضبوطی رہتی ہے۔ یوں مختلف اثرات کی وجہ سے رنگ میں فرق ہوا کرتا ہے اور وہ ہوا کرے۔ اس سے نقصان ہی کیا ہے!"

وشنودت جی بولے۔ "اب اس پر مجھے اعتراض نہیں ہے۔ میں اصلی مطلب سمجھ گیا۔ لیکن یہاں یہ اعتراض ہے کہ شاستروں نے ستولہ کلا بتائے ہیں اور آپ پانچ ہی بتا رہے ہیں!"

دیال نے کہا۔ "وہ بھی صحیح ہیں اور میں بھی صحیح ہوں۔ میں بنیادی بات کہہ رہا ہوں اور وہ فروعی باتوں کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ ستولہ کلا اصل میں پانچ گیان اندریوں۔ پانچ کرم اندریوں۔ چار اندرونی اندریوں (انتہ کرن) اور مادہ اور مادہ کی شاکی طاقتوں کی فہرست ہے۔ یہ بھید ہے!"

وشنودت جی نے پوچھا۔ "آپ بار بار واسنا ہی کو سب کچھ بتا رہے ہو۔ اس میں کیا بھید ہے؟"

دیال نے جواب دیا۔ "میں نے یہ کبھی نہیں کہا کہ واسنا ہی سب کچھ ہے۔ ہاں میں یہ بتاتا ہوں کہ اجرام فلکی اور اجسام زمینی سب کی پیدائش اسی واسنا کے متعلق ہے جس کی تشریح برابر ہوتی چلی آرہی ہے۔ اور اُسی بات کو بطرز مختلف سمجھئے۔ واسنا۔ سنسکرت مادہ 'وس' سے نکلا ہے۔ اس 'وس' کے اصل میں دو ہی معنی ہیں۔ بسنا۔ اور لپٹینا۔ بسنا سے باسن وغیرہ ہندی کے الفاظ نکلے ہیں جنمیں اشیا رکھی جاتی ہیں۔ اور اسی بسنا سے بسن وغیرہ الفاظ برآمد ہوئے ہیں جو لباس اور پوشاک کے ہم معنی اور مرادف ہیں۔ پہلا مطلب تو جسم یعنی۔ ان سے کوش۔ سے مراد ہے۔ جس میں مخلوقات کی ترکیبی اور مرکب مشخصتیں رہتی ہیں اور دوسرے سے مراد غلافوں سے ہے جیسے وہ بھی اور ڈھکی رہتی ہیں۔ یہ ہوا ہر جگہ ہر شے

اور ہر وقت میں نظر آتا ہے۔ زمان - مکان اور ظرف سب انہیں کے احاطہ میں ہیں - آدمی پہلے مکان میں رہتا ہے۔ پھر اُس میں بس کر طرح طرح کے کپڑے لتے وغیرہ پہنتا ہے اور اس طرح بیوہار کرتا ہوا - وہ خوشی کو حاصل کرتا ہے - یہ پانچ غلاف یا پنچ کوشوں کی مُراد ہے۔"

وشنودت جی نے سوال کیا۔" چار کو تو آپ غلاف کہہ سکتے ہو لیکن پانچواں 'آنند' تو غلاف نہیں ہے۔"

دیال نے جواب دیا۔" کوئی بھوگ بغیر اندریوں کے نہیں بھوگا جاتا۔ یہ تو آپ جانتے ہیں - ایک بات تو یہ ہوئی - دوسری بات یہ ہے کہ جس شئے کو آپ آنند مان رہے ہو وہ بھی مرکب - تہ بہ تہ غلافی صورت ہے۔ خوب غور کرو۔ تب یہ بات سمجھ میں آوے گی۔ عورت آنند ہے وہ بھی غلافی صورت ہے کھانا پینا آنند ہے وہ بھی غلافی ترکیب ہے - پڑھنا لکھنا آنند ہے وہ بھی غلافوں کی ترکیبی صورت ہے - اسی طرح تمام گیان دھیان بھکتی بھاؤ۔ کرم دھرم غلافی اور ترکیبی شکلیں ہیں - یہاں اس مرکب رچنا میں مفرد شے کی تلاش فضول ہے - ہاں جب یہ سب غلاف اُدھڑ جاتے ہیں تب اُس کے انبھو کے امکان کی اُمید ہو سکتی ہے اور ہو سکے گی۔"

بیسواں پرکرن

تتو بوپنا کا انگ

(مسلسل) ست - چت اور آنند تتو

وشنودت جی نے پوچھا۔" بھگون ! یہ سب صحیح ہے۔ لیکن شاستروں نے ست چت آنند یعنی سچدانند سو کو مفرد اور ایک تسلیم کیا ہے - کیا اس سے

آپ کی رائے مختلف ہے ؟"

دیال نے جواب دیا - " یہ بھرم ماتر ہے - یہاں بھی سب غلطی میں پڑے ہوئے ہیں - آپ سنیئے پھر اب مجھے وہی بات اُلٹ پھیر کر کہنی پڑتی ہے - ایک نظر سے تو اس خیال میں فردیت بھی ہے اور احدیت بھی ہے لیکن دوسری نظر سے اس میں اَثنیت - اور اختلاف کے مدارج بھی موجود ہیں - ست نام ہے ہستی اور رہنے کا - چت نام ہے سوچ سمجھ اور گیان کا - اور آنند نام ہے - خوشی - سرور اور راحت کا - اب غور کیجئے - یہ اَنّ مے کوش یعنی جسم ہی ہستی کا یقینی ظہور ہے - اور تمام سوچ سمجھ - بیوہار - برتی بھاس - وغیرہ کی بنیاد اسی پر ہے - یہ نہ ہو تو ظاہری آنکھوں کو کبھی ہستی کا گمان - یقین - اور بھرم نہ ہو - یہ اس کی اصلیت ہے اور اسی ہستی کے سمجھنے بوجھنے - اور علم و تمیز حاصل کرنے کے تین اوزار ہیں - پران - من - اور بدھی - جو پران مے کوش - منو مے کوش - اور وگیان (بدھی) مے کوش کہلاتے ہیں - یہ تینوں مل ملا کر چت کہلاتے ہیں - اور ایک تو یعنی دل کے ماتحت ہیں - اور تیسرا آنند اسی ہستی کے بھوگ کی حالت ہے - جو دل ہی بھوگتا ہے - یہ دل درمیانی ہوتا ہوا جسم میں قائم ہے - جسم کو بیوہار میں لگا رکھتا ہے اور بھوگ کو بھوگتا ہے یہ تینوں حالتیں سچدانند اصل میں دل کی حالت ہیں - اُس میں چت بینا ہے جو اُس کا اپنا وصف ہے اور یہی اس ہستی یا جسم کے لطیف بھوگ کو بھوگتا ہے جو آنند کہلاتا ہے - یہ اس میں رمز ہے "

وشنو دت جی نے کہا - " اسمیں اُلٹ پھیر تو کوئی بھی نہیں ہوئی ؟ "

دیال بولا - " اُلٹ پھیر اب سُنیئے - مایا - پرکرتی یا مادہ کے تین گُن ہیں - ست - رج - اور تم - ان میں سے - تم میں ستّا - ہستی یا ظہور کا سامان ہے اور یہ بُنیاد ہے - [illegible] کی حالت ہے اور

آنند ست ہے۔ غرضکہ جسے آپ سچدانند کہتے ہو۔ وہ مایا محض ہے۔ یہ اُلٹ پھیر ہے!"

وشنو دت جی نے پوچھا۔" اسمیں اختلافات کے مدارج تو نظر آتے ہیں لیکن احدیت۔ وحدانیت اور ایکتا کیا ہے؟"

دیال نے جواب دیا" جہاں ہستی ہے اور ہستی کا ظہور ہے اُسی میں سوجھ سمجھ اور گیان ہے اور جہاں ہستی ہے اُسی ہستی کے لطیف علم یا گیان میں آنند ہے۔ اور اس نظر سے یہ تثلیثی صورت رکھنے والی مایا شئے واحد بھی کہی جاتی ہے۔ ہستی کو علم سے اور علم کو سرور سے جُدا نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ علم اور سرور کو ہستی سے علیحدہ کر کے دکھایا جا سکتا ہے۔ ساتھ ہی آنند یا راحت سے ہستی اور علم کو بھی جُدا نہیں کر سکتے۔ یہ احدیت ہے۔ ایک میں تین اور تین میں ایک یہ مایا کی خصوصیت ہے۔ اور جو کچھ سوچا۔ بچارا اور بھوگا جاتا ہے وہ مایا محض ہے۔ یہ کہنے کا مقصد ہے"

وشنو دت جی سکوت کی حالت میں آ کر سوچنے لگے اور بندنا کے بعد ست سنگ برخاست ہوا۔

حضور آشرباد دیں کہ جو کوئی اس پرسنگ کو پڑھے تتو و تیا ہو کر گورو پرائن بنجائے!

رادھاسوامی! رادھاسوامی دیال کی دیا!! رادھاسوامی سہائے!!!

ختم ہوا

سنت سنجوگ کا بیوہار اور پرتی بھاس سملت پرسنگ

سنت سنجوگ

تیسرا پربھی بھاس پرسنگ

تمہید

گورو پد میں کر بندنا کہوں سنت سنجوگ
جاکے شُرون مَن سے اُپجے گیان کا جوگ

تمام ست سنگی نہانے دھونے کے بعد آئے۔ اور اُن کی صورتوں کے دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ قریب قریب ہر شخص دو دن کی صحبت اور بات چیت سے خوش تھا۔ پرارتھنا کے بعد نندو جی نے پھر ایک شبد پڑھکر سُنایا۔

شبد

ٹیپ۔ بھولا بھولا کیوں بھٹکے رے چیت سویرا ہے بھائی

(۱) جنم مرن سب بھرم ہے من کا۔ ان کے جھٹکے کیوں جھٹکے۔ رے چیت سویرا ہی بھائی
(۲) بندھ مکتی اگیان کی باتیں۔ موڑھ جیو ان میں اٹکے۔ رے چیت سویرا ہی بھائی
(۳) جا کے من میں اٹک سمایا۔ بھٹک ہنڈولے وہ لٹکے۔ رے چیت سویرا ہی بھائی
(۴) گیانی دھیانی مرم نہ جانیں۔ ان کے پاس نہ تو پھٹکے۔ رے چیت سویرا ہی بھائی
(۵) رادھا سوامی چرن شرن بلہاری۔ سن نام سادھو ست پہ ٹکے۔ رے چیت سویرا ہی بھائی

اس شبد کے سننے سے لوگوں کے خیال کے رگ کو حرکت ہوئی اور سب اطمینان خاطر سے مزید گفتگو سننے کا انتظار کرنے لگے۔

اکیسواں پرسنگ

تتو پرپنچا کا انگ (مسلسل) بھرم تتو

وشنودت جی نے کہا۔ "بھگون! میں ساری رات آپ کی باتوں پر غور کرتا رہا۔ اور دل کی یہ کیفیت تھی کہ وہ رات بھر سمندر کی طرح لہراتا رہا۔"

دیال بولا۔ "ست سنگ کرنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ آدمی سنی ہوئی باتوں پر بچار کرے۔ تاکہ نگاہ کو بلندی۔ دل کو وسعت۔ اور عقل کو یقین کی حالت نصیب ہو۔ اگر غور نہ کیا جاتا تو پھر ست سنگ کرنے کا

نہ کوئی لطف ہوگا۔ اور نہ نفع حاصل ہوگا۔ لیکن ست سنگ میں ایک رمز ہے اُس میں جا کر چھاج (سوپ) کی وضع اختیار کرنا چاہیئے۔ پہلا آدمی ست سنگ میں جا کر دل کے برتن کو کلام یا بچن سے اُسی طرح بھرے جیسے چھاج میں اناج بھرا جاتا ہے۔ اس کے بعد دل میں اُسی طرح منن یعنی غور کرے جیسے چھاج کو حرکت دیکر پچھوڑا جاتا ہے۔ بھوسی۔ مٹی اور کوڑا کرکٹ تو اُڑ جاتے ہیں اور اناج ہی اناج رہ جاتا ہے۔ یہی سلوک خیالات کے ساتھ کیا جانا چاہیئے فروعات اور جزویات کو تو الگ کر کے دور پھینک دینا چاہیئے اور صرف اصل اصول کو لے لینا چاہیئے۔ اس مزاج کے ست سنگی صرف چند لمحہ میں اُس سے مستفید ہو جاتے ہیں۔ لیکن ایسے لوگ کم ہوتے ہیں۔ زیادہ تر آدمی یا تو مٹکوں کی طرح ہوتے ہیں جن میں سب کچھ بھر دیا جاتا ہے اور اناج بھوسی الگ نہیں ہوتے اور یا تو وہ چھلنی سے مشابہ ہوتے ہیں کہ آٹا آٹا تو گرا دیتے ہیں اور بھوسی اپنے اندر رکھ لیتے ہیں۔ ان دونو قسم کے ست سنگیوں کو ست سنگ کا کوئی نفع نہیں پہونچتا اور نہ اُن کی تمیزی طاقت کو حرکت ملتی ہے۔"

وشنو دت جی بولے "آپ سچ فرماتے ہیں۔ میں چھاج کی حیثیت کا ست سنگی ہوں۔"

دیال نے کہا۔ "آج بھی آپ سوال کیجیئے گا یا میں ہی گفتگو کے سلسلہ کو اس شبد کی تشریح کی صورت میں شروع کروں۔"

وشنو دت جی نے کہا۔ "آپ کی موج پر منحصر ہے۔ اور میں تو سوال ہی کرنے آیا ہوں۔ میرا سوال تو ابتک جیسا تھا۔ ویسا ہی ہے۔ اُس کو تو آپ نے ذرا بھی نہیں چھوا۔"

دیال بولا۔ "پھر پوچھیئے چلیئے۔"

وشنو دت جی نے سوال کیا۔ "شرنو جی نے ایک جگہ شبد پڑھا ہے اُس میں

بتایا گیا ہے کہ سب کچھ بھرم ہی بھرم ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟"
دیال نے جواب دیا: "ہاں اور نہیں۔ جس نے جیسی نظر بنالی ہو یہ دُنیا یا جگت اُسے اُسی طرح کی پرتیت ہونے لگتی ہے۔ "ورشٹی سرشٹی"، "دیدہ پدیدہ"، "خیال ما لی"، "جیسا تیسا" یہ سب ضرب المثل ہیں اور اپنی مراد کی نگاہ سے صحیح ہیں۔ جو دُنیا کو سچا سمجھتے ہیں اُن کے لیے یہ سچ ہے۔ اور جو جھوٹ مانتے ہیں اُن کے لیے جھوٹ ہے۔ مانو تو دیوتا نہیں تو پتھر۔ یہ آپ نے سُن رکھا ہے۔ جو اسے بھرم سمجھتے ہیں اُن کے لیے یہ بھرم ہے۔"
دشنودت جی نے پوچھا۔ "یہ بھرم کیا ہے؟"
دیال نے جواب دیا۔ "بھرم لفظ سنسکرت مادہ 'بھری' (گھومنا)، 'دی' (کھیلنا) اور 'سم' (جلدی کرنا یا ماننا) سے نکلا ہے۔ یا بھرم لغوی معنی میں چکر کاٹنے اور گھومتے رہنے کو کہتے ہیں۔ یہ لغوی معنی ہوئے۔ مجازی معنوں میں سے چکر لگانا، دائرہ میں گردش کرنا، کمزور اور ڈھلمل یقین، اگیانی بننا، اگیان، لاعلمی، غلط سمجھ، مغالطہ، غلطی، دھوکا، کمہار کا چکر، نہر کا سلسلہ، وغیرہ وغیرہ بہت سے معنی ہیں۔ اسی لفظ سے بھرانتی بھی نکلا ہے۔ وہ یہ ہے۔"
دشنودت جی بولے۔ "کیا بھرم بھی تتو ہے؟"
دیال نے کہا۔ "ہاں اور نہیں۔ بھرم نفی اور ابھاو ہے۔ نفی اور ابھاو کی ہستی کو کوئی تسلیم نہیں کرتا۔ کیونکہ اصل میں وہ ہستی سے خالی ہے۔ اس لئے وہ تتو نہیں ہے لیکن جس وقت بھاؤ یا ہستی کا علم ہوتا ہے اُس کے پہلو بہ پہلو ساتھ ساتھ ابھاؤ اور نیستی کا علم بھی دل میں پیدا ہو جاتا ہے اور اُس وقت معاً خیال کرنے سے وہ سمجھ میں آنے لگتا ہے اور اس وجہ سے گفتگو کے سلسلہ جاری کرنے اور نتیجہ اخذ کرنے کے لیے اُس کی مفروضہ ہستی کو فرض کر لیا جاتا ہے اس نظر سے میں نے دیدہ دانستہ اس وقت اُسے 'تتو' کا نام دے رکھا ہے جب آپ خوب فکر و غور سے ہستی کے راز سے واقف ہو جائیں گے پھر وہ کیسے

تتو، کہنے یا اُس کی ہستی کے قایل ہونے کی ضرورت نہ رہے گی - یہاں اس موقع پر اُس کی نسبتی ہستی تسلیم کر لینے میں چنداں ہرج نہیں ہے"۔

وشنودت جی بولے - "جو شے ہستی سے خالی ہو - اُسے عقلمند فرض نہیں کرتے اور وہ ناحق کی پریشانی میں ڈالتی ہے"۔

دیال بولا - "یہ خیال صحیح ہے - مجھے آپ کے ساتھ اتفاق ہے - لیکن جب شے سے پریشانی ہوتی ہے - کم از کم اُس کی سمجھ انسان میں رہتی ہے - اس نظر سے اُس پر بحث کرنے میں مضائقہ نہیں ہے - پھر آگے چلکر پرمارتھ میں [illegible] کی ضرورت نہ رہے گی - جس طرح جبر و مقابلہ کے مسئلہ کے حل کرنے کے لیے طالبعلم الف - ب - ت وغیرہ کو فرض کر کے اُن کے سلسلہ میں ریاضی کے عقدے سلجھاتے ہیں اور پھر خود بخود اُن کا ترک ہو جاتا ہے ویسے ہی یہاں بھی بھرم کو مفروضہ مان کر اُس کے ساتھ سلوک کیا جا رہا ہے اور بیوہار میں ہر جگہ ایسا ہی کیا جاتا ہے - مثلاً - الف - ب - ت وغیرہ کو خاص خاص آواز کی علامتی صورت تسلیم کر کے کتابیں لکھتے پڑھتے ہیں اور اُن کا سلسلہ دُنیا میں چلتا ہے - ویسے ہی گیان یا علم کے عالم میں اگیان کی حیثیت بھی نہیں پڑتی ہے - اور گیان ہو جانے پر وہ خود معدوم ہو جاتا ہے ویسے ہی بھرم تتو کا بھی حال ہے"۔

وشنودت جی نے پوچھا "آپ صحیح معنی میں تتو کسے کہتے ہیں؟"

دیال نے جواب دیا - "تتو کو میں اصلی معنی میں صرف 'جوہر'، 'خاصہ'، 'ذات' اور 'حقیقت' مانتا ہوں - یہ دو سنسکرت لفظوں سے بنا ہے - "تت" (وہ) اور 'تو' (تو) یعنی تو - وہ - ہے - کثرت استعمال سے اب ایک 'ت' کا استعمال متروک کر دیا گیا ہے "تتو" اصلیت حقیقت ہے - گفتگو کے سلسلہ میں اُسی کو ہیر پھیر کر کے تین سے ستائیس روپ نام تک دیئے گئے ہیں - جن میں 'عناصر'، 'حواس'، 'عقلی قوے'، 'مادہ'، 'روح'، 'برہمہ'، 'پران'،

اُپ پران، وغیرہ سب کو شامل کر لیا جاتا ہے۔ ان میں سے نام اور روپ یہ سب فرضی - متھیا اور بھرم ہی ہیں - لیکن ان کے مانے ہوئے بغیر کام نہیں چلتا اس لیے وقت وقت پر ان کا استعمال لازمی ہو گیا ہے - پرمارتھ کی ابتدائی منزل میں گو نام اور روپ رہتا ہے۔ لیکن آخری منزل میں نہ نام ہے نہ روپ ہے۔ بیوہار اور پرتی بھاس میں ان کا استعمال ہوتا ہے"۔

وشنودتا جی بولے۔ "ان تینوں لفظوں کی ذرا تشریح کر دیجئے تو سمجھنے میں سہولیت ہو"۔

دیال نے کہا۔ "بیوہار سنسکرت مادہ (۱) 'وی' (پہلے) (۲) 'آو' (اختلاف) اور (۳) 'ہر ہی' (لینے) سے نکلا ہے - اس کے 'انسانی طرز عمل' 'عدالتی کارروائی' 'رسم رواج' 'طرز معاشرت' 'پیشہ' 'کام' 'معاہدہ' 'تہذیب' 'اخلاق' 'تمیز' 'مشاقی' وغیرہ بیشمار معنی ہیں' 'پرتی بھاس' سنسکرت مادہ (۱) 'پرتی' (تعدّد) اور (۲) 'بھاس' (روشنی) سے نکلا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو شے مختلف اور متعدّد صورت میں چمکتی ہوئی اور اظہار کرتی ہوئی اپنی ہستی کو ذہن نشین کراوے اور دھوکے میں ڈالے اُس کا اصطلاحی نام پرتی بھاس مستعمل ہے - اور پرمارتھ - سنسکرت لفظ (۱) 'پرم' (بہتر، افضل، 'خاص' 'مقدم' 'اوّل' 'اثبات' 'محکم') اور 'ارتھ' (دولت' 'مراد' 'مقصد' 'غرض' وغیرہ) سے نکلا ہے - دنیاوی طرز معاشرت بیوہار ہے - دھوکے کو دھوکا مان کر اُس کی گتھی سلجھانا پرتی بھاس ہے اور سب سے بڑے مقصد کو مدّ نظر رکھ کر اُس کی تحصیل اور تکسیب کرنا پرمارتھ ہے - اس لفظ کی مُراد ذات، حقیقت، گیان' اصلی دولت" اصلی علم' اور اہم غرض ہے - یہ ان تینوں کی تشریح ہے۔ بیوہار میں تو دنیا کا کام ہوتا ہے - پرتی بھاس غور اور زکر کا مرحلہ ہے اور پرمارتھ اصلی مقصد ہے - انسان دنیا کا کام کرتا ہوا عقلی و علمی ور دلی نمو سے اُسے بے حقیقت سمجھ کر جب حقیقت کا شائق اور متلاشی ہوتا ہے

تب پرمارتھ کی ابتدا ہوتی ہے۔ بیوہار زندگی کی ابتدا۔ پرتی بھاس درمیانی اور پرمارتھ انتہائی منزل ہے۔ بغیر پرتی بھاس کے مرحلے سے گذرے ہوئے اس آخری منزل تک رسائی ہونی مشکل ہے۔ اسی میں داخل ہو کر نام اور روپ کے جگت پر وچار کرنے کا موقع ہاتھ آتا ہے۔ وشنودت جی! میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اپنے نج انبھو سے کہہ رہا ہوں۔ اور ہر بات کی صراحت کرتا ہوا چلتا ہوں۔ آپ کو ذرا صبر اور استقلال کے ساتھ میری باتوں پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ میں کسی سے خیال عاریتاً نہیں لیتا۔ ہاں۔ چونکہ آپ کے دل میں ظاہری علوم کے اثرات بھر گئے ہیں۔ مجبوراً مجھے اُن سے تائیدی سامان لے کر اصلیت کے سمجھانے کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ تب جو ہے وہ ہے۔ تتو جو ہے وہ ہے۔ ابھی اُس کی منزل دور ہے۔ مثلاً شئی یا جگیاسو کو بیوہار۔ پرتی بھاس اور پرمارتھ تینوں ہی سے حد لبست سے گذرنا ہے۔ ان تینوں کے بعد چوتھی منزل یا چوتھا پد آئیگا جس میں پھر بات چیت، سوچنے وچارنے اور غور و فکر کرنے کی مطلق احتیاج نہ رہے گی۔ جس طرح پر دنیا چل رہی ہے اُسے میں بیوہار کہتا ہوں اور تجربہ کے بعد جب بھرم روپ ہو کر بھاسنے لگتی ہے اُسے میں پرتی بھاس کا نام دیتا ہوں۔ اور جب اصلیت کی جانب نگاہ تیزی کے ساتھ دوڑنے لگتی ہے تب وہ پرمارتھ ہے۔ آپ بھرم کو تتو نہیں کہتے اور میں بھی صرف سمجھانے سمجھانے ہی کے خاطر اُسے تتو تسلیم کر رہا ہوں۔ ورنہ حقیقت میں تو مایا بھی بھرم ہے اور برہم بھی بھرم ہے۔ پرمارتھ کی آخری منزل میں ان دونوں ہی کا ابھاؤ ہو جاتا ہے۔ جب تم برہم اور مایا کو کچھ مانتے ہو تو پھر بھرم کو کیوں نہ مانو گے جس نے انھیں بیشمار نام اور روپ دے رکھے ہیں"۔

وشنودت جی بولے۔ "آپ سچ کہتے ہیں"۔

بائیسواں پرکرن
تتوّ بویحیا کا انگ

(مسلسل) بھرم تتوّ

برہمہ برہمانڈی من ہے

وشنودت جی نے پوچھا۔ "بھرم کو میں سمجھ گیا۔ لیکن شروع میں یہ بھرم کیسے ہوا؟"

دیال نے جواب دیا۔ "برہمہ کو بھرم پیدا ہوا اور اُس کا سلسلہ نظام کائنات میں چل نکلا۔"

وشنودت جی نے اعتراض کیا۔ "برہمہ کو کیوں بھرم پیدا ہونے لگا!"

دیال بولا۔ "اس وجہ سے کہ اُس میں محتاجگی کا وہم پیدا ہوگا۔ اور وہ اس محتاجگی کے علم کے سلسلہ میں 'بڑھنے' اور 'سوچنے' کے لیے مجبور ہوا۔ جیسا کہ اُس کے نام سے ظاہر ہے 'بِرھا' نام تھا گیہ، جیسا جس کا نام ہوتا ہے ویسے ہی اُس میں گُن بھی ہوتے ہیں یہ قدرت کا مسلمہ اصول ہے۔"

وشنودت جی بولے۔ "آپ باربار اس نام پر اور اُس کے لغوی معنی پر زور دیتے ہو۔ بھلا یہ بتایئے کہ اُسے کیسے بھرم پیدا ہوا۔"

دیال نے کہا۔ "اُس نے کہا 'میں ہوں' یہ پہلا بھرم ہے جو محدودیت کا علم پیدا کرتا ہے۔ ورنہ ایک میں تو کہنا سننا ہوتا نہیں۔ دوسرا بھرم یہ ہے کہ اُس نے اپنے آپ کو دو میں تقسیم کیا اور پُرش اور پرکرتی بنا۔ عملاً محدود اور ناقص ہوگیا اور پرکرتی کے مدد سے پرجا پیدا کرنے لگا۔ اور سب میں پھیلنے اور بڑھنے کی کوشش میں لگا۔ جیسے آدمی بیوہار کرتے ہوئے اپنے آپ کو پھیلاتا اور بڑھاتا ہے۔ آدمی پیدا ہوتا ہے۔ شادی کرتا ہے۔ ایک سے دو ہو جاتا ہے۔ پھر اولاد ہوتی ہے۔ رشتہ داریاں بڑھتی ہیں کاروبار

کا سلسلہ پھیلتا ہے اور وہ سب میں محیط ہونے اور سب پر قابو پانے کا شیدائی بنتا ہے۔ جو کام برہمہ کرتا ہے وہی محدود آدمی بھی کرتے ہیں۔ یہ دوسرا بھرم ہے۔ تیسرا بھرم غذا کا خیال ہے۔ بلکہ اسے پہلا سبب ماننا چاہیئے۔ غذا کا خیال انسان کی پورنتا (مکمل پنے) کے وصف کو چھین لیتا ہے۔ اور وہ کھاپی کر اپنے آپ کو آسودہ کرتا رہتا ہے اور ایک طرح پر محنت سے انہیں جو کمزوری آتی ہے اُسے پوری کرتا رہتا ہے۔ یہ محتاجگی پہلے برہمہ میں آئی۔ اور اُسی کے سلسلہ میں جیوں میں بھی موجود ہے۔ جس طرح زیادہ اولاد والے کو اپنی اور اپنے اولاد کے کھانے پینے کا سامان رکھنا ضروری ہے ویسے ہی برہمہ نے بھی کام کیا۔ اور جس طرح آدمی اپنی اولاد۔ اپنے اسامی اپنے مویشی اور اپنے ماتحتوں کو بھوگتا ہے ویسے ہی یہ برہمہ بھی اس جگت کے پدارتھ کو بھوگتا ہے۔ آپ تو لطیف حصہ اپنے لیے محفوظ رکھتا ہے اور ماتحتوں کے لیے گھاس۔ بھوسا۔ اور کثیف فضلہ دیا کرتا ہے۔ برہمہ کا چوتھا بھرم یہ تھا کہ وہ جیوؤں کو آزاد نہیں کرنا چاہتا۔ اور جس طرح راجے اپنی رعیت کے پھنسا رکھنے کی نیت سے طرح طرح کے قانونی شکنجے گھڑتے ہیں اور اُن کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر کام میں لگا رکھتے ہیں اور آزادی کے خیال کے مخالف ہیں ویسے ہی اس برہمہ نے۔ مت متانتر۔ مذہبی آئین۔ شرعی ضابطے۔ اور جزا سزا وغیرہ کے ارکان بنا رکھے ہیں تاکہ انسان انھیں میں پھنسے پھنسائے پڑے رہیں۔ اور لوک پرلوک کے گورکھ دھندے سے اونچے نہ چڑھنے پاویں۔ اسی طرح کتنے بھرم ہیں جو اس برہمہ میں پیدا ہوئے۔ اور جیسے وہ بھرم میں پڑا۔ ویسے ہی اُس کی رعیت کی بھی کیفیت نظر آتی ہے۔ "یتھا راجا تتھا پرجا" جیسا بادشاہ ہوتا ہے ویسے ہی اُس کی رعیت بھی ہوتی ہے۔ یہ مسلمہ اور مصدقہ بات ہے۔"

وشنو دت جی بولے "لیکن بھرم تو مہی کو ہوتا ہے۔ برہمہ کو کیسے بھرم ہوا۔"

دیال ہنسا۔ "ساری رامائن ہو گئی اور سیتا کس کی جورو" میں نے پہلے سے برہم کو کایا دھاری بتا رکھا ہے اور پھر یہ برہم خود کیا ہے! یہ من ہی تو ہے۔ من کے سوا اور یہ ہے کیا؟ سنیئے۔ برہم* نام ہے برہمانڈی من کا۔ جو تمام برہمانڈ میں ویاپک ہے۔ اور بڑھنا اور سوچنا اسی کا وصف ہے۔ پس اگر آپ کو بھرم ہوا۔ تو تعجب کی کونسی بات ہے!"

وشنودت جی کو مزید حیرت ہوئی۔ "آپ کی باتوں سے اب مجھے بھرم ہوتا ہے۔"

دیال مسکرایا۔ "بھرم کی جڑ تو آپ میں پہلے ہی سے موجود ہے۔ آپ نے شروع سے ایسے عقائد دل میں بھر لیے ہیں جو غلط ہیں اور وہ خواہ مخواہ غلطی کی طرف لے جاتے ہیں۔ اس مرض کا علاج صرف میری صحبت ہے۔ کہیئے۔ آپ کو کیا بھرم ہوا؟"

وشنودت جی بولے۔ "میں برہم کو ویاپک اور محیط کل مان رہا ہوں۔ اُسے آپ برابر بڑھنے اور سوچنے والا کہتے آ رہے ہو۔ بڑھنا اور سوچنا ناقص اور محدود شے کا خاصہ ہے۔ جو شے مکمل اور محیط کل ہو اُس میں کمی بیشی کیسی!۔ ایک اعتراض تو یہ ہے۔ دوسرا اعتراض اور ہے۔ جو شے بڑھتی یا گھٹتی ہے اُس کی بالیدگی اور مسکراہٹ کا امکان آکاس یا خلا میں ہے۔ آکاس ہی سب کو اپنے اندر جگہ دیتا ہے۔ کیا یہ برہم بھی آکاس میں جگہ پاتا ہے؟"

دیال مسکرایا۔ "دیکھیئے بھگون! میں نے کہا تھا کہ بھرم کی گرہ آپ کے دل کے اندر ہے اور آخر وہی بات ہوئی۔ باوجودیکہ میں دو دن سے برابر

*نوٹ:- اس برہمانڈی من خواہ برہم کا انگریزی زبان میں Univarsal mind principal یونیورسل مائنڈ پرنسپل ترجمہ کیا جا سکتا ہے جو اپنی نوعیت کی نظر سے بھی واضح ہے۔

عناصر ہی کی طرف آپ کی توجہ کو پھیر رہا ہوں۔ اُس پر بھی آپ اب تک آکاس کے عنصر کو نہ سمجھ سکے۔ اور معمولی شاستر پڑھنے والوں کی طرح اُسی کو سب کچھ سمجھ رہے ہو۔ آپ کے وہم میں آکاس عنصر نہیں ہے بلکہ خلا۔ وسعت اور پھیلاؤ ہے۔ یہ سب خیالی وہم ہیں۔ آکاس عنصر محض ہے اور چونکہ وہ کثیف عناصر یا تتوں میں سب سے پھیلا ہے۔ اسلئے اور باقی تمام عناصر یا تتو اُسی کے انتر گت ہیں جیسا ہونا بھی چاہیئے آپ کے ذہن میں یہ بات گڑ گئی ہے کہ آکاس ہی محیط کُل شئے ہے۔ حالانکہ آہنکار تتو کی نسبت سے یہ آکاس اہنکار میں رہتا ہے اور اُس کی نظر سے محدود ہے۔ یہ اہنکار تتو۔ پر برہمہ تتو سے پیدا ہوتا ہے اور اس وجہ سے پر برہمہ کی نظر سے وہ اہنکار بھی محدود ہے۔ پر برہمہ تتو اپنی باری پر مایا تتو سے پرگٹ ہوتا ہے اسلئے مایا کی نسبت اور مایا کی نظر سے وہ بھی محدود ہے وعلیٰ ہذالقیاس محدود اور مُحیط دونو ہی نسبتی الفاظ ہیں۔ جب ایک استعمال کیا جائیگا تو دوسرے کے خیال یا وہم کا بھی اُسی وقت امکان ہوگا۔ اسلئے اگر آکاس محیط کل ہے تو وہ صرف نیچے کے درجہ کے عناصر کی نسبت اور نسبتی نظر سے ایسا ہے ورنہ اور تتوں کی نسبت سے وہ بھی محدود اور ناقص ہے۔ کیسلئے۔ پرتھوی جل سے پیدا ہونے کی وجہ سے جل کے نیچے حصہ میں لیٹی پڑی رہتی ہے۔ جل اگنی سے پیدا ہونے کی وجہ سے اگنی کے نیچے حصہ میں لیٹا پڑا رہتا ہے اگنی وایو سے پیدا ہونے کی وجہ سے وایو کے نیچے حصہ میں لیٹا پڑا رہتا ہے وایو آکاس سے پیدا ہونے کی وجہ سے آکاس کے نیچے حصہ میں لیٹا پڑا رہتا ہے۔ اور آکاس اہنکار سے پیدا ہونے کی وجہ سے اہنکار کے نیچے حصہ میں اوت پروت ہُوا لیٹا پڑا رہتا ہے وعلیٰ ہذالقیاس۔ اسے ذہن نشین کر لیجئے اور آکاس کے محیط کل ہونے کا بھرم مٹ جائیگا!!

دشنو دت جی کی آنکھیں کھلیں۔ "بھگون! اب جا کر یہ معمہ حل ہُوا۔ بغیر اس کے سمجھے ہوئے حقیقت میں آکاس ہی کو میں محیط کل تتو مان رہا تھا اور

برہمہ - پر برہمہ اور مایا تتوّ کی طرف میری نظر نہیں جاتی تھی - اب یہ بھرم مٹ گیا پھر ایسی غلطی نہ ہوگی۔"

دیال بولا "جو شے جیسی ہو اُس کو ویسی نہ سمجھنا ہی بھرم ہے - اس کے سوا آپ قیاسی طور پر اندازہ لگا سکتے ہو کہ جب لطیف سے لطیف آکاس کو ہمارے دل کے اندر جگہ ملتی ہے تو پھر محیط کل آکاس کیسا ہوا یا من ہوا؟ - یہ سمجھنے کی بات ہے۔"

وشنودت جی نے سوال کیا "آپ نے برہمہ کو برھمانڈی من کا نام دیا ہے - یہ برہمہ کس میں بڑھتا اور سوچتا ہے؟ یہ اس موقع اور وقت کا سوال ہے۔"

دیال نے جواب دیا "عالم کبیر یعنی برھمانڈ کے مطالعہ کی بہترین کتاب پنڈ یعنی انسانی جسم ہے - جیسا وہ ہے ویسا ہی یہ ہے - جس طرح یہ تمہارے جسم کا من اپنے اندر بڑھتا سوچتا - پیدائش اور مارنے کا کاروبار کرتا ہے - ویسے ہی یہ برہمہ روپی من بھی اپنے اندر بڑھتا سوچتا - پیدا کرتا - مارتا اور سب کچھ کرتا ہے جو کچھ یہ برھمانڈی رچنا یعنی عالم کبیر کی خلقت ہے وہ برہمہ ہی کے انترگت ہے سوال کے جواب کا ایک حصہ تو یہ ہے - جس کا انبھو گیان آپ کو اپنے سوپن کی اوستھا یعنی حالت خواب میں غور کرنے سے ہو سکتا ہے - جب آدمی سوتا ہے تو اپنے اندر ہی سب کچھ پیدا کرتا - کھاتا - پیتا اور سوچتا سمجھتا ہے۔"

وشنودت جی نے پوچھا - "اور سوال کے دوسرے حصے کا جواب کیا ہے؟"

دیال نے جواب دیا - "تم یہ سوال کر گئے کہ جیو کا بیوہار باہر بھی تو ہوتا ہے کھیتی - باڑی - پیشہ - وغیرہ کے فرائض وہ اپنے جسم کے باہر اور اُس سے علٰحدہ صورت میں انجام دیتا ہے - پھر کیا یہ برہمہ بھی جیو کی طرح باہر رچنا کرتا ہے؟ - میں کہونگا ہاں! اُس کا یہ کام پر برہمہ میں اپنے سے باہر بھی ہوتا ہے - لیکن یہ گفتگو شروع سے آخر تک ... بھی ... خیال ...

وشنودت جی بولے۔ "میری حیرت کی پھر انتہا نہیں رہی۔ برہمہ کے باہر کیا ہے؟"

دیال مسکرایا۔ "برہمہ کے باہر بھیتر ہر چہار طرف؟ پر برہمہ ہے۔ اُس کی یہ رچنا اُس میں ہوتی ہے!"

وشنودت جی نے کہا۔ "میرا سر چکر کھانے لگا۔ عقل کے ہوش کے طوطے اُڑنے لگے۔ ذرا شانتی کے ساتھ سوچ لوں تو پھر سوال کروں"

دیال بولا۔ "بہت اچھا! کیا مضائقہ ہے!"

تیئسواں پرکرن

تتو بوچنا کا انگ (مسلسل) برہمہ کے تین روپ

دس پندرہ لمحہ تک تمام سنت سنگ میں حیرت اور محویت کی حالت طاری تھی۔ ایسے سناٹے کا عالم تھا کہ اگر سوئی بھی گر پڑتی تو اُس کے گرنے کی آواز کسی کسی ست سنگی کو سنائی دیجاتی۔

وشنودت جی نے پوچھا۔ "مہاراج! برہمہ کو اگر برہمانڈی من مان لیا جائے تو پھر وہ بھی جسم۔ تمن اور ریچ روپ مایا سے مرکب مانا جائیگا آپنے پہلے تو برہمہ کے تین روپ اور تین نام تو بتا دیئے ہیں۔ میں پھر ان کی تفصیل دوبارہ آپ کی زبان سے سننا چاہتا ہوں!"

دیال نے جواب دیا۔ "بہت خوب! ایک مرتبہ کسی بات کے سُن لینے سے وہ کمتر سمجھ میں آتی ہے اس نظر سے اُس کے بار بار اعادہ کرنے سے فائدہ ہی ہوتا ہے۔ اور جو کمی رہتی ہے وہ پوری ہو جاتی ہے۔ سُنو۔ یہ برہمہ

بھی جیو کی طرح تین حالتوں والا ہے۔ جاگرت۔ سوپن اور سوشپتی (بیداری۔ خواب اور گہری نیند)۔ جاگرت میں یہ جسم والا بنتا ہے اور وراٹ کہلاتا ہے۔ سوپن میں یہ من والا بنتا ہے۔ اور اویاکرتیہ نام پاتا ہے۔ گہری نیند میں یہ مایا کے بیج کا اپنے اندر دھارن کرنے والا ہوتا ہے۔ اور ہرنیہ گربھ کہلاتا ہے۔ جسم۔ من اور مایا کا بیج یہ تینوں ہی ایک مادہ کی مختلف امزاجی صورتیں ہیں۔ اور من وقتاً فوقتاً ان کے مقامات پر اپنی بیٹھک بناتا ہے۔ اس کی اپنی جگہ تو بیچ میں ہے لیکن اوپر نیچے بھی چکر لگانا اس کا خاصہ ہے یہ دریا کے پل سے مشابہ ہے جو ورے پرے دونوں سے تعلق رکھتا ہے۔"

وشنودت جی بولے۔ "تو آپ کے خیال میں وراٹ۔ اویاکرتیہ اور ہرنیہ گربھ۔ برھمانڈی من کی تین حالتیں ہیں۔ ان میں سے ہرنیہ گربھ اونچا وراٹ نیچا اور اویاکرتیہ درمیانی ہے۔ یہ میں نے ذہن نشین کر لیا۔ خواہ ان میں سے وراٹ۔ استھول۔ اویاکرتیہ۔ سوکشم اور ہرنیہ گربھ کارن ہے۔ کیونکہ وہ بیج روپ ہے۔ ان تینوں کی رچنا بھی تین طرح کی ہو ہرنیہ گربھ تو بیج ہونے کی وجہ سے اپنے میں آپ سمایا ہوا رہتا ہے جیسے کہ ہم سوشپتی میں رہتے ہیں۔ اویاکرتیہ لطیف ہونے کی وجہ سے اپنے اندر ویسی ہی خیالی رچنا کرتا رہتا ہے۔ جیسے کہ سوتے وقت ہمارا من طرح طرح کے جیو جنتو۔ ساز و سامان وغیرہ بناتا ہے یہ گولر کے پھل سے مشابہ ہوگا جس کے اندر ہی کیڑے وغیرہ پیدا ہو کر مرتے پھٹتے ہیں۔ گو یہ مثال ہر پہلو سے درست نہیں ہے کیونکہ گولر کثیف اور استھول ہے۔ اور ہمارا انڈی من (جسمانی دل) لطیف ہے۔ لیکن مشابہت دینے میں چنداں ہرج نہیں معلوم ہوتا ہے۔ اور وراٹ کی رچنا باہر مایا دیس میں ہے جیسے آنکھوں کے کھلنے پر ہم جگت کا بیوہار کرتے ہیں۔ یہ بھی میں نے سمجھ لیا۔ لیکن یہاں ایک سوال ہے۔ شاستر کاروں نے اس وراٹ کی نسبت کہا ہے کہ وہ ہزار سر والا ہے۔ ہزاروں آنکھوں

کانوں اور ہاتھوں والا ہے۔ اسمیں کیا راز ہے؟"
دیال بولا۔ "وراٹ۔ سنسکرت۔ مادہ روی' (بڑا) اور ورٹ'۔
(آواز دینے سے نکلا ہے۔ جو زور کے ساتھ اپنی صدا بلند کرے وہ وراٹ
ہے۔ جتنی استھول خلقت ہے وہ سب اسی کی پیدا کی ہوئی ہے۔ اسی کو
سب پرمیشور اور خدائے عظیم کہتے ہیں اور جو رچنا ہے وہ سب اسی میں
گتھی ہوئی اور پروئی ہوئی ہے۔ سمندر بیشمار بوندوں کا مجموعہ ہے۔ اور
بوندوں کی تمام صورتیں خط وخال وغیرہ (بشرطیکہ بوندوں کی صورت اور
خط وخال وغیرہ فرض کر لئے جاویں) تو وہ سب کی سب سمندر ہی کی کہلائیگی
ویسے تمام پرانی۔ تمام متنفس اور تمام جاندار اس میں اور اس کے ہیں اور
اُن کی رعایت یا مجموعی بابت یا نسبت کی نظر سے اُسے ہزاروں سر والا
اور ہزاروں آنکھ ناک والا کہا جاتا ہے۔ سوال کے ایک پہلو کا تو یہ
جواب ہے اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ چونکہ وہ برہمہ کے ستھول من کا روپ
ہے۔ جیسے تمھارا جسم تمھارے من کا ستھول روپ ہے۔ اور وہ بڑا
طاقت والا۔ سوچنے والا۔ اور محنت کرنے والا ہے۔ ویسے ہی یہ بھی
اس رچنا کے معاملہ میں ہزاروں طرح سے کام کرتا ہے۔ اُس کی طاقت
کی انتہا نہیں ہے'۔ جیسے چھوٹے پیمانہ میں نسبتاً تمھارا جسم ہزاروں قسم کے
کاروبار کرنے پر قادر ہے ویسے ہی بڑے پیمانے میں اس وراٹ پرش
کا حال ہے؟"
وشنودت جی نے کہا۔ "گو آپنے کہنے کو تو سب کچھ کہہ دیا ہے۔ لیکن
یہاں ایک اعتراض ہے۔ انسانی جسم تو سمندر کی بوندوں کی طرح علٰحدہ
علٰحدہ شخصیت اور محدود فردیت رکھتا ہے۔ اُس کے باہر تو اور بھی سازو
سامان نظر آتے ہیں۔ لیکن میں اس وراٹ کو استھول مایا سے جدا نہیں

انبھو کرتا۔ اگر اس کا جسم مایا ہی کا ہے تو اس جسم سے باہر اور کسی جسم کا خیال

نہیں آتا۔ پھر یہ رچنا کیسں میں ہوتی ہوگی!"

دیال بولا۔ "آپ کا خیال صحیح ہے۔ اور جیسا آپ نے انبھو کیا ہے اُس میں سچائی ہے۔ میں آپ کو اور طرح سے سمجھانے بُجھانے کی کوشش کرتا ہوں بشرطیکہ آپ لفظوں پر نہ جائیں۔ صرف غرض سخن کو سمجھیں۔"

دشنودت جی نے کہا۔ "میں ہمہ تن گوش ہوں اور حقیقت کو سمجھنا چاہتا ہوں۔"

دیال نے جواب دیا۔ "جس وقت آپ کے دل کے اندر کسی قسم کا خیال یا جذبہ پیدا ہوتا ہے تو اُس کا عکس آپ کی صورت پر پڑ جاتا ہے اور اُس صورت میں کتنی نوعیتوں کے اظہار کا سامان دکھائی دینے لگتا ہے۔ بالکل اسی اُصول کے موافق وراٹ کی حالت ہے۔ آپ نے غصہ کیا۔ یا لالچ۔ موہ۔ اہنکار۔ یا کام کے جذبہ کو اپنے اندر سے اُبھارا۔ اُن کا اظہار اُسی وقت آپ کے چہرے پر ہو گیا اور دیکھنے والے فوراً تاڑ گئے کہ آپ اسوقت خاص خیال کے زیر اثر اور ماتحت آ گئے ہیں۔ شکل میں بناؤ۔ کھچاؤ۔ شکن وغیرہ پڑ جاتی ہیں۔ اور ایک ہی صورت میں عجیب و غریب متعدد نقشے دکھائی دینے لگتے ہیں۔ یہانتک کہ اگر آپ کسی ایک ہی جذبہ کی بار بار مشاقی کرتے رہیں تو یہ شکن۔ کھچاؤ اور تناوٹ وغیرہ ٹھوس ہو کر صورت پر جم جاتی ہیں۔ ویسے ہی وراٹ پُرش اس جگت کے بیوہارے مشاقی کی وجہ سے اپنی صورت خاص قسم کی بنا لیتا ہے اور اُس میں منطقات۔ کُرّے وغیرہ سب بنجاتے ہیں اور ان میں بیشمار جیو پیدا ہو کر آکلیں میں رہتے۔ حرکت کرتے اور جذب ہوتے رہتے ہیں۔ جو آپ کا حال ہے وہی اُس کا بھی ہے۔ صرف پیمانہ۔ حد۔ اور نسبتی حالتوں اور صورتوں کا فرق ہے۔ یہ برہمانڈ ہی برہم نے کا یا ہے۔ اور اسی میں یہ سب کھیل ہوا کرتے ہیں اور یہ کھیل اُس سے خُود بخود ہوتے رہتے ہیں اور مقداری بوندوں

کی مشابہت کو ذہن میں رکھیئے۔ اور یہ مُعمہ حل شدہ ہے۔ وراٹ کے باہر آکاس وغیرہ کے وہم کو پھر دل میں جگہ نہ دیجیئے گا۔ ورنہ بھرم پیدا ہونگے۔ یہ آکاس وغیرہ تتو بھی اُسی میں ہیں اور اُسی سے ہیں۔ باہر بھیتر کا لفظ فرق سمجھانے بُجھانے کے لیئے مستعمل ہوتا ہے۔ اگر کہیں آپ نے غلطی میں پڑکر یہ سمجھ لیا کہ آکاس نے برہمہ کو اپنے اندر جگہ دے رکھا ہے تو پھر یہ بات سمجھ میں نہیں آئے گی۔ بلکہ حقیقت یوں ہے کہ آکاس وغیرہ کو برہمہ نے اپنے اندر جگہ دے رکھی ہے۔ جیسا کہ میں اُن کی بالترتیب مشابہت برہمانڈ اور پنڈ کے خیالی نقشے کی صورت میں جتا چکا ہوں"۔

وشنودت جی بولے "اب میں یہ بھرم نہ کرونگا"۔

چوبیسواں پرکرن

تتو پوچھنا کا انگ (مسلسل) برہمہ شبد دشے

وشنودت جی نے پوچھا۔ "بھگون! بات سے بات پیدا ہوتی ہے آپ نے وراٹ لفظ کی صراحت میں کہا ہے کہ وہ بڑی آواز کا دینے والا ہے اس آواز کے آخر یہاں کوئی مُراد ہوگی تب تو ایسا لفظ شاستر کاروں نے گھڑا ہے۔ بغیر معنی کی رعایت کے کوئی اصطلاح موضوع نہیں ہوتی"۔ دیال نے جواب دیا۔ "آپ کا خیال سچ ہے۔ آواز کی رعایت ہر جگہ ہے۔ جہاں حرکت ہوتی ہے وہاں آواز کا پیدا ہونا لازمی ہے۔ یہ آواز ہی اصل میں چیتن کا ظہور اور خود چیتن ہے۔ اور وراٹ پر کیا موقوف ہے۔ کوئی جیو۔ جنتو آواز سے خالی نہیں ہیں۔ اور ادیا کرتیہ۔ اور ہرنیہ گربھ

تک بھی خاص خلص آواز رکھتے ہیں"۔
وشنودت جی نے کہا۔ "میں اسے آپ کی زبان میں سُننا چاہتا ہوں"۔
دیال بولا۔ "یہ مضمون اناہت شبد کے ابھیاس کرنے والے یوگیوں سے متعلق ہے۔ 'اناہت' سنسکرت مادہ 'ان' (نہیں) اور 'ہت' (برباد ہونے) سے نکلا ہے جو برباد نہ ہو اُسے اناہت کہتے ہیں۔ اور شبد کی مُراد آواز ہے۔ برہمہ کی ترلوکی میں تین قسم کی آواز سنائی دیتی ہے پہلی آواز گھنٹہ کی ہے۔ دوسری آواز مردنگ کی ہے اور تیسری آواز طنبورا یا سارنگی وغیرہ کی ہے۔ گھنٹہ کی آواز ٹن ٹن یا ڈنگ ڈانگ ہے۔ مردنگ کی آواز 'ادم'، 'اوم' ہے۔ اور طنبورے یا سارنگی وغیرہ کی آواز رارنگ سارنگ وغیرہ ہے۔ یہ آواز اصل میں کیا ہیں اُن کا اظہار زبان سے تو ہو نہیں سکتا۔ صرف مشابہتی صورت بنا کر اُن کے سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ وہ یہ بھی ہیں۔ اور وہ یہ نہیں بھی ہیں۔ مُراد کی طرف نظر رکھنے سے تو سمجھ میں آجاتی ہیں اور لفظوں میں اڑنے سے لفظی گورکھ دھندا اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ وراٹ کا عمل چونکہ استھول جگت میں ہے اُس کی آواز جیووں کی نظر سے بڑی ہے اسلئے وہ وراٹ کہلاتا ہے۔ اور تمام کاروبار کے اندر یہی آواز سُنائی پڑتی ہے۔ بیداری کے شغل میں کھٹ کھٹ۔ دھڑ دھڑ اور کتنی آوازیں گوش زد ہوتی ہیں جو گھنٹے کی آواز سے تھوڑی بہت مشابہت رکھتی ہیں خیالی۔ دُنیا یا عالم خواب کی آواز 'ادم' ہے۔ جو سوتے وقت نکلتے ہوئے مُنھ یا ناک سے برآمد ہوتی رہتی ہے اور سوشپتی یعنی گہری نیند کے وقت جب انسان خراٹے بھرنے لگتا ہے۔ تو اُس کی آواز کسی حد تک سارنگ رارنگ سے مشابہ پائی جاتی ہے۔ وراٹ۔ برہمہ کی جاگرت اوستھا ہے۔ اَدیا کرتیہ۔ برہمہ کی سپن اوستھا ہے اور ہرنیہ گربھ۔ برہمہ کی سوشپتی اوستھا ہے یہاں بھی جو آواز جیووں [illegible] سوتوں کے

سلسلہ میں برآمد ہوتی ہین وہ برہمہ کی آوازوں سے نسبتاً مشابہ ہیں۔"

وشنودت جی سخت حیرت میں آئے۔ "بھگون! یہ نرالا مضمون ہے اور آپنے خوب چھان بین کی ہے۔ سوچنے پر ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن شاستروں نے 'اوم' شبد پر زیادہ زور دیا ہے اور اُسے برہمہ کا اصلی نام اور وید کا بیج منتر بتایا ہے۔ اسمیں کیا راز ہے؟"

دیال بولا۔ "وہ درمیانی آواز ہے جو پرے اور ورے کے بیچ میں ہے اس وجہ سے اُس کی اہمیت ہے۔ 'اوم' صرف اُس آواز کی مشابہتی صورت ہے ورنہ کوئی کوئی اُسے 'بوم' 'بوم' 'بم بم' بھی کہتے ہین اور کوئی ہُو ہُو بھی بولتے ہیں۔ لیکن چونکہ 'اوم' زیادہ ملتا جلتا اور ادا کرنے میں پیارا لگتا ہے اور ویدوں کے ہر منتر میں اُسی کا استعمال زیادہ ہوتا ہے اسلئے ہر شخص اُس کی عظمت اور بزرگی کا قابل ہے۔ مہاراج! مین نے آپ سے عرض کر دیا ہے کہ آپ کا دل اس جسمانی نظام میں درمیانی حیثیت رکھتا ہے وہ بیچ میں رہنے سے ورے اور پرے دونوں کی خبر لے سکتا ہے۔ وہ پل ہے جس سے وار پار دونوں گتھے ہوے ہیں۔ بغیر اس کی مدد کے کوئی شے سمجھ میں نہیں آسکتی۔ اسی طرح نظام عالم یا برہمہ کی ترلوکی میں ادیاکرتیہ درمیانی دل کی کڑی ہے جس کی آواز یا جس کا نام 'اوم' رکھا گیا ہے۔ اگر کوئی شخص برھمانڈ کا راز جاننا چاہے تو اُسے اُسی سے کام لینا پڑیگا۔ اس رعایت سے وہ برہمہ کا اصلی نام اور ویدوں کا بیج منتر تسلیم کیا گیا ہے۔"

وشنودت جی بولے۔ "اس 'اوم' کو 'پرنو' بھی کہتے ہیں۔ ایسا کیوں کہا جاتا ہے؟"

دیال نے کہا۔ "پرنو ایک قسم کا دف ہوتا ہے جس کے بجانے سے 'اوم' 'اوم' شبد برآمد ہوتا ہے اور چونکہ یہ 'اوم' برہمہ کا نام مانا گیا ہے اور اُس باجے سے [illegible] رعایت کی وجہ سے اُسے پرنو

کہا جاتا ہے اور اُس کا مادّہ 'پر' (پہلے) اور 'نو' (اُستتی) تسلیم کیا گیا ہے"۔
وشنودت جی کی آنکھیں اور بھی کھلیں "بھگون! آپ میں کمال ہے۔ آپ بات کہتے ہیں اور بات کی جڑ کھود کر دکھا دیتے ہیں۔ آپ کی واقفیت قابل تعریف ہے۔ لیکن اُپنشدوں نے اس 'اوم' کو 'اُدگیت' کا بھی خطاب دیا ہے لگے ہاتھوں اس کی بھی صراحت ہو جاتی تو اچھا تھا"
دیال بولا "لفظوں کے مادّہ پر غور کرنے سے خود بخود اصلیت کا پتہ لگتا ہے یہ دو لفظ 'اُت' (اعلیٰ) اور 'گیت' (راگ) سے بنا ہے ہندی میں اُس کا ترجمہ افضل راگ۔ آسمانی نغمہ۔ یا اونچا گانا کیا جا سکتا ہے۔ چونکہ تمام برہمانڈ میں یہ آواز گونج رہی ہے اور روحانی ترقی کی نظر سے اس کا اپنے اندر یا باطن میں سُننا اہم اقرار دیا گیا ہے اِس رعایت سے اُسکا یہ نام ہے۔ جو لوگ صاف دل بغرض اور بیخواہش ہو کر اُسے گاتے ہیں۔ وہ اندرونی دشمنوں پر فتح پاتے ہیں۔ گانے سے مراد یہاں اندرونی سماع یا سُننے سے ہے اور یہ سُننا پرانوں کے کان سے ہوتا ہے"۔
وشنودت جی نے کہا "کیا عجب اسی رعایت کی وجہ سے اُس کا نام شروتی" بھی رکھا گیا ہو۔ کیونکہ جو شے سُنی گئی یا سُنی جاتی ہے۔ اصل میں وہی شروتی ہے"۔
دیال بولا۔ "آپ کا خیال صحیح ہے۔ اصلی شرتی تو صرف 'اوم' ہی ہے اسی 'اوم' کی رعایت سے ویدمنتروں کو شروتی کہتے ہیں۔ اور اب عام طور پر یہ لفظ اسی معنی میں مستعمل ہے۔ اور جس خیال سے پہلے یہ نام رکھا گیا تھا۔ اب نہ تو کوئی اسکو استعمال کرتا ہے نہ جانتا ہے"۔
وشنودت جی تعجب انگیز لہجہ میں بول اوٹھے۔ "یہ بھی نیا مضمون ہو گیا۔ اور حقیقت کی نظر سے صحیح بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ رشی ہر بات میں مختلف الرّائے ہوئے ہوے شروتی کا کھنڈن نہیں کرتے تھے اور وہ کھنڈن یا تردید کی چیز بھی

نہیں ہے۔ منتروں کی نسبت یہ نہیں کہا جاسکتا کیونکہ اُن کے معنی ومطالب کے بارے میں ہمیشہ سے اختلافات چلے آتے ہیں۔ ہاں اگر کسی بات میں اتفاق رہا ہے تو وہ 'اوم' شبد ہے۔ اُس پر کسی کو کبھی اعتراض نہیں ہوا۔ بعد کو جب اصولی بحث ومباحثہ کا زمانہ آیا تو لوگ وید منتروں کا حوالہ دیتے ہوئے۔ اُن سے اپنے خیال کا تائیدی اسباب عاریت لینے لگے۔ لیکن اس پر کبھی کُلی اتفاق رائے کی نوبت نہیں آئی۔ 'اوم' کا بیشک کبھی کھنڈن نہیں کیا گیا۔ نہ کیا جا سکتا ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ یہ میں نے آج سمجھا ہے۔"

دیال نے کہا۔ "اصل میں تو یہ لفظ 'شرت' ہے جسے اب آجکل سنتوں کے گروہ کے لوگ 'سُرت' بھی کہتے ہیں۔ جو سُنا جائے۔ جو سمجھا جائے۔ جو باطنی علم حکمت کی بنیاد ہو وہ 'شرت' ہے۔ اسی شرت سے 'شرتی' لفظ مشتق کیا گیا ہے۔ اور اس کا مادہ 'شرو' (سُننا) ہے حقیقت کا پتہ اسی کے سہارے ہے اور اسی وجہ سے علم باطن کے شائق اب بھی اُسی کے سُننے کا ابھیاس کرتے ہیں اور اُس کا نام "سُرت شبد یوگ ابھیاس" رکھ چھوڑا ہے۔ اس پر آگے چلکر اور روشنی ڈالی جائے گی۔ اس وقت چونکہ میں نے 'پرتی بھاس' کے مضمون پر بحث چھیڑ رکھی ہے۔ اس پر غور کرنے کا ابھی موقع نہیں ہے۔"

وشنودت نے پوچھا۔ "کیا آپ 'پرتی بھاس' کو بھرم کے معنی میں تاویل کرتے ہیں؟"

دیال نے جواب دیا۔ "نہیں 'بھرم' ۔حرف من کے چکر کاٹنے کا نام ہے۔ 'پرتی بھاس' کا مادہ ہے 'پرتی' (متعلق بار بار۔ پہلے) اور 'بھاس' (چمک نور۔ اور روشنی) جو شے نور یا روشنی کے متعلق ہو۔ بار بار اُس کی طرف نگاہ جائے اور وہ پہلے سے ہو وہ پرتی بھاس ہے۔ یہ تو اُس کے لغوی اور اصلی معنی ہیں۔ لیکن جب اُسکی اصلیت کو نہ سمجھ کر من بار بار بھٹکنے لگتا ہے اور دھوکا کھاتا ہے تب بھرم پیدا ہوتا ہے اور بعد کو اُس کے بھرم کے معنی پہنائے جاتے ہیں۔"

پچیسواں پرکرن

تتّو بوچنا کا انگ (مسلسل) بھرم تتّو

وشنودت جی نے سوال کیا۔ "بھگون! میرا سوال اب تک جوں کا توں ہی رہا۔ برہمہ کو بھرم کیوں ہوا؟"

دیال نے جواب دیا۔ "جیسے انسان کو رسّی کے دیکھنے سے سانپ کا سیپ کے دیکھنے سے چاندی کا۔ اور آکاس کے بادلوں میں پھول اور درختوں کا بھرم ہوتا ہے۔ ویسے ہی پرتی بھاس کے تعلق سے برہمہ کو بھی بھرم پیدا ہو گیا۔"

وشنودت جی بولے "لیکن یہاں یہ اعتراض ہے۔ رسّی کے دیکھنے سے پہلے انسان کے دل میں سانپ کا اثر اور سیپ کے دیکھنے سے پہلے چاندی کا اثر اور آکاس کے دیکھنے سے پہلے پھول وغیرہ کا اثر اکثر وقت موجود تھا۔ اُس نے ان سب چیزوں کو پہلے سے دیکھ رکھا تھا۔ اس وجہ سے اُس کے خیال میں حرکت ہونے کی وجہ سے وہ چیزیں خاص خاص بھرم کی مُوجد اور بانی ہو گئیں۔ لیکن برہمہ نے پہلے کیا دیکھا تھا جس کی وجہ سے اُسے بھرم ہوا ہوگا۔ ایک بات تو یہ ہوئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ دلی اثرات کے سوا۔ جزوی روشنی یا جزوی تاریکی کے میل سے شے کا پُورا پُورا گیان نہیں ہوتا۔ انسان کے متعلق تو یہ بات صحیح سمجھی جاتی ہے۔ لیکن برہمہ کی بابت یہ کیسے مان لیا جا۔ تیسری بات یہ ہے کہ انسان مین لالچ ہے۔ انسان میں خوف ہے۔ اور اور انسان تفریح پسند طبیعت رکھتا ہے۔ اس وجہ سے اگر اُسے رسّی میں سانپ کا خوف۔ سیپ میں چاندی کا وہم بان کی سُرخ چمک میں لعل کا وہم اور آکاس میں پھول وغیرہ کا بھرم ہو تو یہ ممکن ہے۔ لیکن برہمہ کی نسبت تو

ایسا نہیں کہا جا سکتا؟"

دیال نے کہا۔ "جن باتوں کا تعلق انسان کے دل سے ہے اُسی کا امکان برہمہ میں بھی ہے جیسا کہ اُس کے نام کے معنی (بڑھنے اور سوچنے) سے پتہ لگتا ہے۔ یہ پہلا جواب ہے جس کا بار بار یہ تکرار اعادہ ہوتا چلا آ رہا ہے۔ دوسرا جواب کمی کا احساس ہے جس میں کمی کا حس ہوتا ہے وہی ایسے عمل کرتا ہے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ جس طرح انسان کو سانپ۔ چاندی اور پھول کے علم کا اثر پہلے سے ہے ویسے ہی برہمہ کا بھی حال ہے۔ اُس نے پہلے سے کچھ دیکھ رکھا تھا۔ جس کے اثر سے اُس کا دل خالی نہیں تھا۔ ایک بار دیکھا دوسری بار دیکھنے کی ہوس ہے۔ اور اُسی کے دیکھنے کی غرض سے وہ اس پرپنچ کا تانا بانا تنتا رہتا ہے۔ یہ پرپنچ سنسکرت لفظ 'پر' (پہلے) اور 'پنچ' (پھیلانے) سے نکلا ہے جو پہلے تھا اور اب پھیلایا جاتا ہے اُسی کا نام پرپنچ ہے۔ یہ اس لفظ کے لغوی معنی ہیں۔ اب رہے مجازی معنی اُن کو بھی سن لیجیئے۔ وہ یہ ہیں: 'معکوس'، 'الٹ پھیر'، 'اُلٹا'، 'اُلٹ پلٹ'، 'منافقت'، 'بڑھانا'، 'پھیلانا'، 'وسیع کرنا'، 'ذخیرہ'، 'انبار'، 'مقدار'، 'دھوکا'، 'فریب'، 'شعبدہ'، 'طلسم'، 'مکر'، 'تمسخر'، 'مخول'، وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب باتیں برہمہ میں موجود ہیں۔ جن کا مسلمہ ثبوت یہ نظام کائنات ہے۔ آپ کا تیسرا اعتراض یہ ہے کہ نور یا تاریکی کے جزوی میل سے بھرم پیدا ہوتا ہے۔ اور پرتی بھاس میں اُس کا امکان ہے۔ اگر آپ لغوی اور اچھی طرح اُپنشدوں کے معنی مطالب ہی پر غور کریں تو اُن کا پتہ لگ سکتا ہے۔ دور کیوں جایئے۔ ورہد ارنیک اُپنشد کے پہلے اُدھیائے کے چوتھے براہمن کو پڑھ لیجیے۔ اور اگر اس وقت نہ پڑھنا منظور ہو تو میں خود ہی پڑھ کر آپ کو سُنا دیتا ہوں۔ سنیئے۔

(۱) پہلے آتما تھا جو انسان (پُرش) کی صورت کا تھا۔ اُس نے اپنے اردگرد دیکھ کر اپنے سوا کسی کو بھی نہیں دیکھا۔ اُس نے پہلے کہا۔ 'میں ہوں' اس

(کہنے سے) 'میں' پیدا ہوا اور یہی وجہ ہے کہ اب بھی جب کبھی کوئی کسی کو پکارتا ہے تو پہلے وہ جواب دیتا ہے کہ 'یہ تو میں ہوں' اور بعد ازاں جو کچھ اُس کا نام ہوتا ہے اُسے بتاتا ہے۔ اور چونکہ پہلے اُسنے تمام پاپوں کو اگنی سے بھسم کر دیا تھا وہ پُرش (یعنی انسان) کہلایا اسلیے پرجاپتی کی حالت حاصل کرنے سے پہلے جو شخص اُس کی کوشش کرتا ہے حقیقت میں اپنے پاپوں کو بھسم کرتا ہے۔ یعنی وہ جو اس طرح جانتا ہے۔"

(۲) "وہ ڈر گیا۔ یہی وجہ ہے کہ آدمی تنہائی کی حالت میں ڈرتا ہے تب اُس نے پھر اپنے ارد گرد دیکھا (اور کہا) چونکہ سوائے میرے اور کوئی بھی نہیں ہے۔ مجھے کس کا ڈر ہونا چاہیئے۔ اس لیے اُس کا خوف جاتا رہا کیونکہ خوف دوسرے کے سبب سے پیدا ہوتا ہے۔"

(۳) "وہ خوش نہیں ہوا۔ یہ سبب ہے کہ جب کوئی ساتھ نہیں ہوتا تب کسی کو خوشی نصیب نہیں ہوتی۔ اُسے دوسرے کی خواہش پیدا ہوئی۔ وہ اُسی حالت میں تھا جس حالت میں شوہر اور بیوی باہم بغلگیر رہتے ہیں۔ اُسنے دو میں اپنے کو تقسیم کر دیا جس سے شوہر اور بیوی کا ظہور ہوا۔ اسلیے وہ مٹر کے علیحدہ دانہ کی طرح آپ صرف آدھا رہ گیا۔ اس طرح حقیقت میں یاگیہ ولکیہ نے اعلان کیا ہے۔ یہ کمی عورت سے پوری ہوئی۔ وہ اُس کے پاس گیا۔ اور اُس سے انسان پیدا ہوئے۔"

اسقدر سُنانے کے بعد دیال نے کہا "بھگون! آپ کے سوچنے کے لیے صرف اسی قدر کافی ہے۔ اس کے بعد اور پرجاؤں کے پیدا ہونے کا پرسنگ ہے۔ آپ نے جو جو اعتراض کیے ہیں اُن سب کا جواب اِس میں موجود ہے برہمہ میں خوف تھا۔ برہمہ کو تفریح کا خیال ہوا۔ برہمہ میں اہنکار آیا۔ برہمہ کو

کو بوہ ہوا ۔ برہمہ میں کمی آئی ۔ اور اس نظر سے اگر اُسے بھرم ہوا تو تعجب کی کیا بات ہے!"

دشنودت جی بولے :- سچ ہے ۔ لیکن ایک اعتراض کا مجھے کوئی جواب نہیں ملا"

دیال نے پوچھا ۔ " وہ کیا ہے ؟"

دشنودت جی نے جواب دیا ۔ " پہلے مرتبہ دیکھی ہوئی چیز کے اثر کی وجہ سے دوسری چیز میں بھرم ہوتا ہے ۔ یہاں برہمہ نے کیا دیکھا ۔ کس کا اندازہ لگایا ۔ اور کس کے خیال کو دل میں جگہ دی ۔ جو اُسے بھرم ہوا ؟ اُس کے سوا اور کوئی چیز تو تھی ہی نہیں جسے اُسنے دیکھا ہوگا ؟ اُپنشد کے کلام سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے "

دیال ہنسا ۔ " آپ نے میری یُکتی اور تقریر کے تمام وکمال پہلو کو یکسر نظرانداز کردیا ۔ اس وجہ سے آپ کو بھرم پیدا ہوا ۔ اب پھر سُنیئے ۔ سب سے پہلا ظہور ست پُرش کا ہوا ۔ جو مکمل اور پورن ہے ۔ اُس کے عکس کو جب مایا نے اپنے اندر لیا تو پربرہمہ یا برہمہ کا ظہور ہوا ۔ اور وہ ست پُرش کی نقل کی صورت میں قائم ہوا ۔ اس کی توجہ اُس طرف گئی ۔ اور اُس نے کمال کے دیکھنے سے اُسے یہ خواہش ہوئی کہ میں بھی تمام وکمال بنجاؤں اور چونکہ اُس میں پرتی بھاس ہے ۔ کمی کی احساس سے اُسنے یہ پرپنچ رچنا شروع کیا ۔ جس کا نام (ترلوکی) ہے ۔ اب میری باتوں کو پھر دوبارہ غور کرو ۔ تاکہ یہ خوب ذہن نشین ہوجائے ۔ ست سنگ کرنے کا مقصد بھی یہی ہے ۔ رہا اُپنشدوں کا مضمون اُن میں برہمہ یا زیادہ سے زیادہ پربرہمہ پد تک کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور وہ بھی کسی چیتن مورتی کی تشریح کی محتاج ہیں ۔ اس پر کئی دنوں کے ست سنگ کے سلسلہ میں روشنی ڈالی جائے گی ۔ ذرا صبر اور استقلال کے ساتھ کام لینے کی ضرورت ہے "

چھبیسواں پرکرن

تتو بویچنا کا انگ (مسلسل) بھرم تتو۔ پردھان

وشنودت جی نے پوچھا۔ "پرتی چھاس لفظ کے معنی و مطلب پر غور کرنے سے تو یہ سمجھ آگیا کہ وہ نور کا چمکارہ ہے۔ اب سوال یہ رہا کہ یہ نور تو برہم میں نہیں ہے اور وہ عاریت لیا ہوا ہے؟"

دیال نے جواب دیا۔ "تمہارے دونوں ہی خیال صحیح ہیں۔ صرف اس کی سمجھ وضاحت طلب ہے۔ یوں سمجھو کہ آسمان پر سورج یا چاند چمک رہا ہے اور نیچے زمین پر پانی ہے پانی کے اندر جو سورج کا عکس پڑ رہا ہے وہ صرف عکسی ہے۔ اور پانی کی حرکت سے وہ متحرک ہوا کرتا ہے۔ اسی طرح ست پرش تو ذات حقیقت ہے اور مایا میں جو عکس پڑتا ہے وہ برہم ہے۔ ست پرش اپنے پرکاش میں آپ پرکاشمان ہو رہا ہے اور برہم کا پرکاش ست پرش کے سہارے ہے۔"

وشنودت جی نے سوال کیا۔ "کیا مایا میں عکس قبول کرنے کا مادہ ہے؟"

دیال نے جواب دیا۔ "کیوں نہیں۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ جو جُبا. ی صورت میں لطیف غبار ست لوک کے اردگرد گولا کار ہے وہ مایا ہے۔ یہ مایا اُس کے نور سے منعکس ہو کر منوّر ہوتی ہے۔ اور مایا پر کیا موقوف ہے۔ مایا سے جتنے تتو یا عنصر پیدا ہوتے ہیں۔ اُن میں سے سب ہی میں یہ وصف ہے۔ آکاش، وایو۔ اگنی۔ جل اور پرتھوی سب ہی عکس کو قبول کرتے ہیں۔ ہاں لطافت اور کثافت کے درجہ کا فرق ہے۔ جو بہت لطیف ہے اُس میں عکس صاف صاف نظر آتا ہے اور جو کثیف ہے اُس میں صفائی کمتر رہتی ہے۔ بھاپ میں عکس نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ بادل اُس پر گھنے ہونے کی وجہ سے پردہ بن جاتا ہے پانی پھر ذرا لطیف ہو کر منعکس ہونے لگتا ہے مٹی میں وہ عکس پھر کمی کے

ساتھ آتا ہے وعلیٰ ہذا القیاس"۔
وشنودت جی نے پوچھا۔" اس سے ظاہر ہے کہ مایا کی کئی صورتیں ہیں!"
دیال بولا۔" اسمیں شک ہی کیا ہے! یہ بیشمار صورتوں والی ہے اور اُس کی ہر صورت کسی نہ کسی شے کی ماپ کا آلہ ہے۔ جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں یہ سنسکرت مادہ 'ما' (ماپ) اور 'یے' (ذریعہ یا اوزار) سے نکلا ہے۔ اور قدرت میں جو شے ہے۔ جس کے ہونے کا امکان ہے اور جو خیال میں آسکتی ہے وہ صرف مایا ہی سے پائی جاتی ہے۔ آپ کی صورت۔ آپ کی لیاقت۔ آپ کی طاقت۔ آپ کی گفتگو۔ آپ کے سوال۔ آپ کی پوشش۔ خورش۔ طرز معاشرت۔ رشتہ داری۔ تعلقات۔ فرائض وغیرہ سب ہی تو مایا کی صورتیں ہیں۔ اور اُن سے آپ کی نیکی بدی۔ اخلاق۔ روحانیت وغیرہ کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ راجہ کا راج۔ دیوان کی دیوانی۔ سپہ سالار کی دلیری۔ یہ سب مایا ہی کے پیمانے ہیں۔ دور نہ جائیے۔ اپنے ہی آپ کو دیکھئے۔ آپ میں یہ مایا کتنی صورتوں میں عمل و دخل کیئے ہوئے ہو۔ اور آپ میں کتنے بے شمار اوصاف ہیں۔ دیش۔ کال۔ وستو بھی مایا ہی ہیں۔ تمام صورت آرائی۔ مایا ہی کی ہے"۔

وشنودت بولے۔" یہ مایا اصل میں کتنے قسم کی ہے؟"
دیال نے کہا۔" اس کا جواب میں پہلے دے چکا ہوں۔ پھر دوبارہ سنیئے یہ تین طرح کی ہے۔ کارن۔ سوکشم اور استھول۔ (یعنی الطف۔ لطیف اور کثیف)۔ کارن مایا تو ست لوک کے اردگرد یا اُس کے نیچے حلقہ مار ہوئے ہے۔ جس میں پر برہمہ پد کا ظہور ہوتا ہے۔ یہ درجہ مایا کے منڈل میں سب سے اونچا ہے۔ سوکشم مایا۔ پر برہمہ پد کے نیچے اور برہم میں ہے جس سے یہ برہمانڈ بنا ہوا ہے۔ اور استھول مایا کا تعلق پنڈ دیس سے ہے جہاں اُسنے بہت کثیف صورت اختیار کر رکھی ہے۔ پنڈ دیس جسمانیت کے گردوں

اور منڈلوں ، کا نام ہے جسمیں طرح طرح کے کثیف قالب ۔ استھول شریر اور زمینی اجسام کی ترکیبی اختراع ہوتی رہتی ہے ۔ اگر اور بھی وضاحت درکار ہے تو یوں سُنیئے ۔ کال دیس یعنی پر برہمہ پد میں خالص چیتن اور نہایت ہی لطیف مایا کی ملونی یا آمیزش ہے اور وہاں چیتن زوردار اور غالب ہے ۔ یہہ ہنسوں اور پرم ہنسوں کا منڈل ہے ۔ برہمہ دیس میں لطیف مایا اور خالص چیتن کی ملونی کی رچنا ہے ۔ یہ سادھ گتی والوں کا منڈل ہے ۔ یہاں مایا اور چیتن دونوں ہی اپنے اپنے زور پر مساوی ہیں ۔ ہاں مایا کا اختیار کچھ اپنے آپ کو اُبھارنے لگتا ہے اور مایا دیس میں کثیف مایا اور چیتن کی ملونی ہے جہاں مایا نے تہہ بہ تہہ زبردست غلاف بن کر چیتن کو ڈھک رکھا ہے ۔ یہاں مایا کا زیادہ زور ہے "

وشنودت جی نے سوال کیا ۔" مایا کے تین روپ تو میں نے سمجھ لیئے یہ اور کچھ نہیں ۔ صرف ست ۔ رج ۔ اور تم کی صورتیں آپ نے دکھائی ہیں ست الطف ۔ رج لطیف کثیف دونوں کی آمیزش اور تم بالکل ہی کثیف ہے ۔ لیکن کیا اس مایا کی کوئی اور بھی اصلی صورت ہے جس کا انومان کیا جا سکتا ہے ؟ "

دیال مسکرایا ۔" ہاں ہے ۔ یہ تینوں تو چیتن کے ملاپ سے بھاستی ہیں مایا کا چوتھا پد پردھان کہلاتا ہے ۔ جہاں اور جس میں ایک قسم کی سمتا ہوتی ہے وہ مایا پردھان کہلاتی ہے ۔ مایا کے پردھان اوستھا میں نے کی اوستھا رہتی ہے اور وہ بیج روپ ہے ۔ اس کی سمجھ پر برہمہ پد میں آتی ہے ست کے نیچے اس مایا کا انومان کیا جاتا ہے ۔ پر برہمہ پد مایا کے صرف ایک حصہ میں ہے ۔ ایک بوند سرت کی صورت میں ست لوک سے نیچے اُتری اور اُسی کا پسارا یہ پر برہمہ ۔ برہمہ اور جیو جنتو ہیں ۔ پر برہمہ پد کا خیال تھوڑی دیر سے بیشہ نظر انداز کر کے مایا پر غور کیجئے تو اسکا پردھان روپ

سمجھ میں آوے۔ اور وہ صرف مہاپورے کے انبھو سے سمجھا جاتا ہے۔
وشنودت جی بولے۔"پردھان کا مطلب کیا ہے؟"
دیال نے کہا۔" یہ لفظ سنسکرت زبان کے دو مادہ سے مشتق ہوا ہے۔
پر (پہلے) اور دھ (دھارن کرنا) جس میں کسی پہلے کے دھارن کر رکھنے کی
قابلیت ہو وہ پردھان ہے۔ یہ لغوی معنی ہے۔ اور مجازی معنی "قدرت"
مادی عالم کا باعث"، "عقل"، "تمیز"، "راجہ کا پہلا ساتھی"، "راجہ کا مہیجڑا"۔
"مسخرہ"۔ وزیر۔ مشیر۔ درباری۔ مہاوت وغیرہ سب ہی ہیں۔ چونکہ انسانی
عقل ست کے علاوہ کسی اور شے کے انبھو کرنے پر مجبور ہے اسلیے جو پہلی
شے اُس کے بعد سمجھی جاتی ہے وہ پردھان ہے"
وشنودت جی نے کہا۔"میں اسے سمجھ گیا۔ اب اس پر زیادہ سوال
نہ کرونگا"
دیال بولا۔"آپ کی خوشی!"

ستائیسواں پرکرن

تتو بویچنا کا انگ (مسلسل) بجرم تتو۔من

وشنودت جی نے سوال کیا۔"مایا کا روپ تو میں نے کسی حد تک
سمجھ لیا۔ اگر کچھ اور باقی ہے وہ رفتہ رفتہ سمجھ میں آجائیگا۔ اب میں یہ جاننا
چاہتا ہوں کہ یہ من تتو کیا ہے؟ اور وہ نظام قدرت میں کیا حیثیت رکھتا
ہے اور وہ کس طرح بنا ہے؟"
دیال نے جواب دیا۔"یہ سوال آسان ہے لیکن اس کا جواب دینا

مشکل ہے۔ غور سے سنیئے۔ میں اُس کی وضاحت کردونگا۔ مایا کو تو آپ نے کسی حد تک تیز کر لیا۔ مایا ہر شئے کے ماپنے۔ اُس کی طول و عرض قائم کرنے اور اُس کی اصلیت کا پتہ لگانے کا آلہ ہے۔ اس تعریف سے سمجھ میں آتا ہی کہ یہ بُدھی تتوّ کی جڑ ہے۔ اسے ہمیشہ ذہن میں رکھئے گا۔ اور یہ من اسی مایا کے مسالے سے بنتا ہے۔ من کا مادہ ہے 'انو'، 'راضی ہونا'۔ 'ابھی' (خواہش کرنا) 'او' (لحاظ نہ کرنا)۔ 'سم' (راضی ہونا)۔ یہ لغوی معنی ہے اور اس کے مجازی معنی بے شمار ہیں۔ مثلاً 'جاننا'، 'سمجھنا'، 'غور کرنا'، 'سوچنا'، 'شست ہونا'، 'بیجس ہونا'، 'مغرور بننا'، 'عزت کرنا'، 'پوجنا' وغیرہ وغیرہ یہ تمام اوصاف اس من میں پائے جاتے ہیں۔ اس وجہ سے اُسے ایسا نام دیا گیا ہے۔ یہاں تک تو میں نے اُس کے لغوی اور مجازی معنی کی تشریح کر دی۔"

"اب اُس کی بناوٹ کا ذکر سنیئے جس وقت چیتن کا چھوب با کرما یا کی دھار چھوتی ہے۔ اُس میں نیچے اوپر اور وسط کی حالتیں آجاتی ہیں۔ وسط یا بیچ کے حصہ میں جو شئے کہ اوپر نیچے کے اثرات کو لے کر گرہ بند ہوجاتی ہے اُسی کا نام من کہا جاتا ہے نسبتی نقطہ نگاہ سے اوپر چین ہے۔ نیچے مایا ہے اور ان دونوں کے اثرات کے ملنے کی وجہ سے جو گرہ بیچ میں پڑ جاتی ہے وہ گانٹھ ہوجاتی ہے اسی کو اصلاحی طور پر جڑ اور چیتن کی گرنتھی' کہتے ہیں۔ اور یہ من ہے۔ یہ تمام دنیا جو آپ کو نظر آتی ہے۔ اسی قسم کی گرھوں کا مجموعہ ہے۔ جیسے سمندر کی تموج کے وقت چھوٹی بڑی لہریں بنتی رہتی ہیں اور اُن کے اندر بوند۔ حُباب بُلبلے وغیرہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ ویسے ہی نظام عالم کے مادّی سمندر میں بیشمار من بنجاتے ہیں۔ سورج۔ چاند۔ ستارے۔ دیوتا۔ اجرام فلکی اجسام زمینی۔ جیو۔ جنتو۔ معدنیات جمادات۔ حیوانات۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب کے سب اسی قسم کے من کی گرہیں ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو اس گرہ بندی کی حالت سے بچا ہو۔ یہاں تک کہ جو شئے

مرکب آپ دیکھتے ہیں سب ہی ایسی ہیں - یہ من اسی طرح پیدا ہوجاتا ہے اور چونکہ وہ درمیانی اور برزخی صورت ہے اس لیے اُس کے کاروبار میں بھی اوپر - نیچے اور وسط کے مدارج رہتے ہیں - اور تینوں ہی میں اس کا چکر لگتا رہتا ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ یہ من جتنے سازوسامان قالب وغیرہ بناتا ہے - سب کے بیچ میں لٹکا ہوا معلق رہتا ہے اپنی ماہیت کو نہیں چھوڑتا -"

"اب رہ گیا یہ سوال کہ اس کی حیثیت اور اہمیت کیا ہے وہ آپ جانتے ہی ہیں - اُسی کے زیر اثر آکر آپ کو طرح طرح کے بھرم پیدا ہوئے اور آپ مجھ سے پوچھنے کے لیے مجبور ہوئے - میں بھرم کو اُس کے اصلی معنی میں لیتا ہوں - بہکی بہکی بے ٹھور ٹھکانے کی باتیں نہیں کہتا ہوں - بھرم کا مطلب میرے فلسفہ میں صرف اِدھر اُدھر اِردگرد - آگے پیچھے - دائیں بائیں چکر لگانا ہے - یہ سنسکرت مادہ 'بھرم' (دائرہ میں گھومنے) سے نکلا ہے - اس کے مجازی معنی میں پہلے بتا چکا ہوں اگر آپ میں یہ من نہ ہوتا تو ممکن نہیں تھا کہ آپ یہاں آکر مجھے اپنا درشن دیتے - گیان - اگیان سمجھ بوجھ سب ہی تو اس من کا کھیل اور تماشہ ہے - سورج کیوں چمکتا ہے؟ صرف من رکھنے کی وجہ سے - ہوا کیوں چلتی ہے؟ آگ کیوں دہکتی ہے؟ زمین کیوں پیدا کرتی اور جذب کرتی رہتی ہے؟ صرف من رکھنے کی وجہ سے - من چونکہ درمیانی کڑی ہے - اسلیے گیان دھیان سوچ وچار سب ہی اُس کے تابع ہیں - جہاں ملونی یا آمیزش ہوتی ہے وہاں ہی وچار پھرتا ہے اور انسان سوچنے کے لیے مجبور ہوتا ہے اور جہاں ملونی یا آمیزش نہیں ہے وہاں کوئی کیا سوچے گا اور کیوں سوچنے لگا؟ - یہ اُس کی حیثیت اور اہمیت ہے - یقین ہے کہ آپ اب اسے خوب سمجھ گئے ہونگے"

وشنو [illegible] سچ ہے - لیکن اندھیر

یہ ہے کہ آپ حیوانات کے ساتھ معدنیات اور نباتات کو بھی من رکھنے والے بتاتے ہیں۔ ایسا تو کوئی نہیں کہتا!"

دیال نے قہقہہ مارا۔ "اگر کوئی ایسا نہیں کہتا تو میں کیا کروں۔ کیا یہ کافی نہیں ہے کہ میں ایسا کہتا ہوں۔ حیوانات۔ معدنیات اور جمادات پر ہی کیا موقوف ہے۔ میں تو ذرات اور انو۔ پرمانو تک کو من سے خالی نہیں پاتا ہوں۔"

وشنودت جی نے پوچھا۔ "اسکا ثبوت کیا ہے؟"

دیال نے جواب دیا۔ "نظام کائنات خود اس کا زبردست ثبوت ہے اس من میں درمیانی ہونے کی وجہ سے رائگ۔ دویش۔ ستما (رغبت۔ نفرت اور یکسانیت) کے خواص ہیں جس کی وجہ سے یہ قوت جاذبہ۔ قوت خارجہ اور قوت استغنا کی شکل میں بے شمار فرائض انجام کرتا رہتا ہے سانس لینا۔ سانس ٹھہرانا۔ سانس کو خارج کرنا۔ ہر شے کا خاصہ ہے۔ اس سے ایک بھی خالی نہیں ہے۔ موافق سامان کو جذب کرنا۔ غیر موافق سامان کو باہر پھینکنا اور پھر ہستی کے قیام کا خواستگار رہنا ہر مخلوق کا وصف ہے۔ کھانا۔ پاخانہ پیشاب کرنا۔ اور آسودہ ہو رہنا ہر چیز میں پایا جاتا ہے۔ یہی عمل حیوانات۔ جمادات اور معدنیات سب ہی تو کرتے ہیں۔"

وشنودت جی نے کہا۔ "اسے ذرا اور واضح کر دیجئے۔"

دیال بولا۔ "حیوانات کے متعلق تو آپ کو اعتراض ہو ہی نہیں سکتا۔ اُن میں یہ قانون ثلاثہ ہر جگہ موجود ہیں۔ رہ گئے جمادات یا دھنسپتی۔ اُن پر غور کیجئے۔ یہ غذا قبول کرتے ہیں۔ فضلہ خارج کرتے ہیں۔ بڑھتے ہیں اور صرف ضروری سامان کی طرف توجہ دیتے ہیں۔ ایک کیاری میں مرچ اور گنے کے درخت لگا کر سینچئے۔ مرچ صرف کڑوے اور گنا صرف میٹھے ذرات لے کر اپنی پرورش کیا کریں گے۔ یہ نہ ہونگے

کیا اُن کا یہ فعل تمیز سے خالی ہے؟ درخت کو اندھیرے میں لگایئے وہ روشنی ہی کی طرف رُخ کرے گا۔ لاجونتی کا پودھا انسان کے سایہ سے نفرت کرکے سکڑ جاتا ہے اور انسان کے چلے جانے پر پھر پتے اور کونپل باہر نکالے گا۔ کیا اُس میں آپ تمیز نہیں دیکھتے؟۔ بہت سے درخت ایسے ہیں جو انسان حیوان اور کیڑوں کے پاس آتے ہی متحرک ہو جاتے ہیں اور وہ اُنھیں کھینچ کر اور رستے سے ملا کر اُن کا خون چوس لیتے ہیں اور مُردہ ٹھٹھری کو پھینک دیتے ہیں۔ ایک قسم کا درخت دیکھا گیا ہے جس کی جڑ کی رسی دور تک پھیلی رہتی ہے اور اُس کے ہرے پر مٹکے کی صورت کا برتن لگا رہتا ہے۔ اور چونکہ وہ اکثر پانی کے قریب رہتا ہے۔ رسی کو دور تک پھینک کر گھڑا پانی سے بھر لاتا۔ اور اپنی جڑ کو سینچتا رہتا ہے۔ کیا یہ تمیزی حالت نہیں ہے؟ اور تمیز کا تعلق من سے ہے۔ پھر کیسے کہا جائے کہ نباتات میں من نہیں ہے! ذرا ان کے کاروبار پر غور کیجیے تو یہ مسئلہ دم کے دم میں صاف ہو جائے!"

"اب رہا معدنیات کا حال! وہاں بھی یہی کیفیت دیکھی جاتی ہے۔ چاندی۔ سونا۔ لوہا۔ پیتل۔ کنکر۔ پتھر سب ہی تو صرف موافق ذرات کھینچ کھینچ کر اپنے میں جذب کرتے ہیں۔ دوسروں کو کبھی نہیں چھیڑتے۔ ورنہ اُن میں اختلافات کی صورتیں کیسے نظر آتیں۔ غرضکہ قدرت کے ہر طبقہ میں کسی نہ کسی شکل میں اس من ہی کا کھیل ہو رہا ہے۔ بلکہ میں نے تو یہاں تک انجھو کیا ہے کہ دھات کی اشیا میں کُشتی یعنی نشیلی چیز کے رکھنے سے اُن کو نشہ بھی آجاتا ہے اور وہ چھیڑنے سے چھیڑنے کی بھی تھوڑی بہت طاقت کا اظہار کرتے ہیں لیکن چونکہ عوام کا تجربہ ایسا نہیں ہے اسلیے ایسی مثالیں دینا نہیں چاہتا!"

اٹھائیسواں پرکرن

تتوّ بوِچنا کا انگ (مسلسل) بھرم تتوّ۔من

وشنودت جی بولے ۔ "بات تو آپ سچ کہتے ہیں۔ لیکن کیا ان مخلوق میں
بھی انسان کی طرح تین حالتیں جاگرت سپن اور سوشپتی کی ہوتی
ہیں ؟"

دیال نے کہا ۔ "کیوں نہیں ! برہم کے کاروبار کا اثر تو سب ہی میں
ہوتا ہے ۔ ہاں کسی میں کسی خصوصیت کی زیادتی ہوتی ہے اور کسی میں
کسی ! کسی کے من کا نشوونما زیادہ ہوتا ہے اور کسی کا کم ! کسی میں کوئی حالت
نمایاں طور پر ہے کسی میں دبی ہوئی پڑی رہتی ہے"

وشنودت جی بولے "اس کی صراحت کر دیجئے !"

دیال نے کہا ۔ "جو بالکل کثیف مادّہ کے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں
ان میں تم کا گن زیادہ رہتا ہے ۔ جو ذرا ابھر آتے ہیں اُن میں رج کا بھاؤ
بھی برگٹ ہو جاتا ہے اور جو لطیف مادّہ کے طبقہ میں رہتے ہیں اُن میں
ست کی زیادتی ہوتی ہے مثلاً معدنیات ۔ نباتات اور کمتر درجہ کے حیوانات کو
لے لیجئے ۔ معدنی اشیا ستھول مایا سے متعلق ہونے کی وجہ سے زیادہ
تمی ہوتے ہیں اور یہ گہری نیند میں پڑے رہتے ہیں ۔ ان میں جاگرت
سپن کی حالت تو ہے لیکن دبی ہوئی ہے ۔ یہ زندہ ہیں ۔ زندگی کا کاروبار
مس پیمانہ کی نظر سے کرتے ہیں ۔ ان کا کھانا پینا ۔ جذب و اخراج ۔
ایسا ہی ہے جیسے کسی بے حس و حرکت میں پڑے ہوئے آدمی کا ہوتا ہے
نباتات میں چونکہ ذرا زیادہ حرکت آ جاتی ہے ان میں رج گن کی بھی

کسی حد تک پتہ لگنا شروع ہوتا ہے۔ حیوانات ان سے زیادہ بڑھ جاتے ہیں
اُن میں نمایاں مقدار میں تم اور رج کے ساتھ ست کا بھی اُبھار ہو جاتا ہے
درختوں میں سپتن او ستھاو کا خفیف رج رہتا ہے اور وہ سوتے ہو
کھاتے پیتے۔ جذب و اخراج کے اصول کے پابند رہتے ہیں وہ اُن
ہوئے آدمیوں سے مشابہ ہیں۔ جو کسی حد تک ہلتے ڈولتے۔ اور
لیتے ہیں۔ اور حیوانات میں چونکہ ست کا اثر آجاتا ہے۔ وہ جا
سوتے اور گہری نیند میں بھی جاتے ہیں۔ لیکن ان میں بھی تمیزی مدا
کے مدارج ہیں۔ کسی میں سمجھ بوجھ زیادہ ہے۔ کسی میں کم ہے۔ لیکن
کام سب ہی کرتے ہیں۔ اور سب میں ضروری عقل و تمیز رہتی ہے
کتے۔ گائے۔ بندر۔ گھوڑے ہاتھی وغیرہ عقلی نمونے کے پہلوے نظر سے
بہ نسبت اوروں کے زیادہ ممتاز ہیں۔ وعلی ہذا القیاس"

" پھر انسان بھی تو سب کے سب ایک حیثیت کے نہیں ہیں! کو
زیادہ سمجھ دار ہے کوئی کم سمجھ دار ہے۔ کسی میں تم کا اثر زیادہ ہے وہ موٹی
اور اگیانی اور آلسی بنا رہتا ہے کسی میں رج کی زیادتی ہے اور وہ چست
چالاک۔ جدوجہد کرنے والا۔ تمیز دار۔ اور نفرت و رغبت کے اصول
کا پابند رہتا ہے اور کسی کسی میں ست کی کثرت یا بیشی ہوتی ہے۔ وہ
صاحب دل۔ گیانی اور دھیانی دکھائی دیتا ہے۔ اور علی ہذا القیاس"
وشنودت نے پوچھا۔ " اس کا سبب کیا ہے ؟"
دیال نے جواب دیا " سبب تو میں نے بتا دیا۔ جس پر کثافت
غول گھنے طور پر چڑھا رہتا ہے وہ جسم پرست اور جسمانیت پسند ہوتا ہے
اس کی نظر صرف تن و توش اور تن پروری پر رہتی ہے۔ جس پر کثافت
لطافت کا ملا ہوا غلاف ہے۔ وہ دل پسند۔ عقل پسند اور تمیز پسند ر
اس کی نظر دل اور جسم کے کاروبار پر رہتی ہے اور جس پر لطیف غلاف چ

روح پسند۔ روحانیت پسند اور سرور پسند ہوتا ہے۔ یہ فرق ہے"!
دشنودت جی نے اعتراض کیا۔ "لیکن جسم۔ دل۔ اور رُوح کے لباس تمام آدمیوں پر یکساں طور پر چڑھے رہتے ہیں۔ آپ خود ہی کہہ چکے ہیں سب میں انّ مے کوش۔ منو مے کوش اور آنند مے کوش وغیرہ رہتے ہیں اختلاف کا باعث کیا ہے!"

دیال نے سمجھایا۔ "یہ پردے تو سب پر رہتے ہیں لیکن کسی کے گھنے ہوتے ہیں اور کسی کے چھینے۔ اس وجہ سے فرق رہتا ہے۔ کسی جلتی ہوئی شمع کو گاڑھے سے ڈھک دیجئے۔ اُس کی روشنی معدوم نظر آئیگی۔ اور کسی فانوس کی طرح لطیف پردہ چڑھا دیجئے۔ اور اُس کی روشنی اُس سے نمایاں رہے گی۔ پردے تو دونوں ہی پر ہیں۔ لیکن اُن کے درمیان لطافت اور کثافت کا فرق رہتا ہے"۔

دشنودت جی بولے۔ "یہ تو میں سمجھ گیا لیکن دنیاوی کاروبار میں ان سب پردوں کی اہمیت ہے۔ اور سب ہی لوگ اپنی اپنی حیثیت میں ممتاز نظر آتے ہیں"۔

دیال نے کہا۔ "اس میں شک ہی کیا ہے۔ لیکن فرق ضرور ہے۔ تن پرست آدمی اپنی تمام توجّہ تن کی طرف رکھتا ہے وہ جسیم اور تندرست جوان بنا رہتا ہے اور عزت اور حُرمت کا وارث ہو کر انسان کی کثیر تعداد پر حاوی ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کا دائرہ بہت محدود رہتا ہے اور صرف تھوڑی مدت تک رہتا ہے۔ ممکن ہے سو دو سو چار سو آدمی اُس کے زیر اثر ہوں۔ اِن برعکس اس کے جو اپنی توجہ عقل اور دل کی جانب رکھتے ہیں وہ عقل و رضا صاحبدل ہو کر بہتوں پر حکومت کرتے ہیں۔ اور ہزاروں لاکھوں اور کروڑوں ہی اُن کے زیر اثر آ جاتے ہیں۔ اور وہی حاکم۔ وزیر۔ مشیر۔ راجہ۔ وغیرہ بنتے ہیں۔ ان کا دائرہ پہلے درجہ کے آدمیوں کے دائرہ سے زیادہ

وسیع اور نسبتاً زیادہ دیرپا ہوتا ہے۔ لیکن یہ بھی اُن کے سامنے کچھ نہیں ہے جو روح پرست ہیں۔ یہ گروہ زیادہ طاقتور۔ زیادہ بارسوخ اور زیادہ با اثر ہوتا ہے اور زندگی کو کون کہے۔ مرنے کے بعد بھی ان کا اثر باقی رہتا ہے اور لوگ ان کے نام سے برکت مانگتے اور تشفی اور تسکین پاتے ہیں۔ اس گروہ کے انسان سنت۔ مہاتما سادھو اور رشی مُنی کہلاتے ہیں اور روز یر راجاؤں کو بھی ان کا لوہا ماننا پڑتا ہے۔ یہ سب توجّہ کے راز کا معاملہ ہے۔ پہلوان مرجاتے ہیں۔ راجے معدوم ہوجاتے ہیں۔ اُن کا سکّہ زندگی کے بعد ہی ختم ہوجاتا ہے۔ لیکن فقیروں اور سنتوں کے جھنڈے بعد کو بھی گڑے رہتے ہیں اور بے شمار آدمیوں کو اُن کے سایہ کے نیچے اطمینان قلب اور سکون و قرار کی دولت نصیب ہوتی ہے۔ یہ ان کے درمیان فرق ہے۔ من جب جسم کی جانب متوجہ ہے تو جسم پرست ہے جب وہ دل کی جانب متوجہ ہے تب دل پرست ہے اور جب روح کی جانب متوجہ ہے تو روح پرست ہے۔ یہ سب دل ہی کا کھیل ہے اور ترگُنا تمک ہونے کے باعث وہ یکسوئی سے جدھر جھکتا ہے اُدھر ہی کمال دکھاتا ہے۔ لیکن ان کے درمیان فرق ضرور ہے۔"

وشنو دت جی بولے۔ "یہ صحیح ہے۔ آپ دیوتاؤں کا شمار کس زمرہ میں کرتے ہو؟"

دیال ہنسا۔ "دیوتاؤں کے زمرہ میں!"

وشنو دت جی نے کہا۔ "یہ جواب مبہم ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اُن پر جسمانیت کا غلاف چڑھا ہے یا نہیں؟"

دیال مسکرایا۔ "بغیر جسم کے تو یہاں کسی کا کام ہی نہیں چلتا۔ موجودہ ست سنگ کا سلسلہ جو آپ نے چھیڑا ہے وہ ایسے شبد سے شروع ہوا جو جسم یا کایا کی بابت ہے ... آپ ابھی سے بھول گئے۔ حالانکہ

میں نے پہلے ہی اشارہ کر دیا تھا۔ خیر! اب اسقدر ذہن نشین رکھیے کہ دیوتاؤں میں سُوکشم شریر یعنی لطیف جسم کی پردھانتا (اہمیت) ہے۔"

اُنتیسواں پرکرن

تتو یوچنا کا انگ (مُسلسل)۔ شریر (جسم)

وشنو دت جی بولے۔ "اب مجھے پھر دوبارہ اس جسم پر سوال کرنے کی ضرورت لاحق ہوئی۔ پہلے آپ نے پنچ کوشوں کا ذکر کیا تھا میں اُنھیں جسم اور غلاف ہی سمجھتا رہا۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ شریر یا کایا سے آپ کی مُراد کچھ اور بھی ہے!"

دیال نے کہا "آپ کا خیال صحیح ہے۔ شریر اور ہے اور کوش اور ہے۔ شریر کے اندر جو تہہ ہیں اُن کا نام کوش یا غلاف ہے۔ اور یہ شریر تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ستھول۔ سُوکشم اور کارن یعنی کثیف۔ لطیف اور الطف۔ بیداری کے وقت تو ستھول شریر (ظاہری گوشت و پوست کا جسم) کام کرتا ہے جس میں بیرونی حواس اور اعضا گتھے ہوئے رہتے ہیں سوتے وقت سُوکشم شریر کا بیوہار ہوتا ہے جس میں اندرونی حواس اور اعضا گتھے رہتے ہیں۔ اور گہری نیند کے وقت کارن شریر کا بیوہار ہوتا ہے جس میں اندرونی حواس اور اعضا بیج روپ سے گتھے رہتے ہیں۔ دُنیا کی مخلوقات میں ستھول شریر اثر انداز رہتا ہے۔ دیولوک میں سوکشم شریر کام کرتا ہے اور برہم لوک میں 'کارن' شریر کا بیوہار ہوتا ہے۔ دیوتاؤں میں سُوکشم شریر ہے۔"

وشنو دت جی بولے "اسے اور واضح کر دیجیے!"

دیال نے کہا۔ "ستھول شریر تو کثیف مادّہ کا قالب ہے جسے جسم کہا جاتا ہے۔ سوکشم شریر۔ لطیف مادہ کا قالب ہے جو دل کہلاتا ہے۔ اور کارن شریر الطف مادّہ کا قالب ہے۔ جو مایا کہلاتا ہے"۔

وشنودت جی نے کہا۔ "اسے اور زیادہ صاف کیجئے"۔

دیال بولا۔ "بیداری اس دُنیا کی مخلوق کا خاصہ ہے وہ بیداری یا جاگرت ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں اور سپن وغیرہ کو متھیا مانتے ہیں۔ اسلیے وہ جسم ہی کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ سپن یا خواب دیولوک یا پرلوک کی مخلوق کا خاصہ ہے وہ اسکو اہم قرار دیتے ہیں۔ اور خیالی کاروبار میں لگے رہتے ہیں۔ گہری نیند برہم لوک کے اوپر کی دُنیا کی مخلوق کا خاصہ ہے جو کارن شریر کو اہمیت دیتے ہیں اور اُسی کے بیوہار میں محو رہتے ہیں"۔

وشنودت جی نے کہا۔ "جی تو یہی چاہتا ہے کہ آپ کو طنبورے کے تار کی طرح چھیڑتا رہوں اور اُس سے جو راگ برآمد ہوتے ہیں انھیں کو بغور سنتا رہوں۔ آپ کی باتوں میں بڑا مزہ آتا ہے۔ لیکن چونکہ ہر جگہ میں کوئی نہ کوئی باریک نکتہ مل جاتا ہے اسلیے سوال کرنا پڑتا ہے۔ آپ جاگرت اور سپن کو تو لوک (دُنیا) قرار دے رہے ہو اور اب گہری نیند کو بھی لوک کہہ رہے ہو۔ اور اُسے برہم لوک بتا رہے ہو۔ وہاں مخلوق کیا ہوگی۔ وہ تو بے خبری کی اور بیہوشی کی حالت ہے۔ یہ بات میری سمجھ میں اب تک نہیں آئی"۔

دیال مُسکرایا۔ "سمجھ میں کیسے آتی آپ تو بیشمار وہم کے گورکھ دھندے میں پھنسے ہو۔ اور آپ ہی پر کیا موقوف ہے۔ اس معاملہ میں تمام رشی اور منیوں نے دھوکا کھایا ہے۔ وہ برہم لوک کے پرے کے علم سے بالکل ناواقف رہ گئے۔ اور لفظی کھینچ تان کرکے یہاں ہی تک کا سب کو دے دیا۔ اُن کو اگر بھید ملا ہوتا آگے کا راستہ بتاتا۔ آپ کا یہ سوال آسان

اور مشکل دونو ہے۔ مشکل تو اس وجہ سے ہے کہ ویدانت کے مروجہ مسائل اور اصول متعارفوں اور اصول موضوعوں نے اُسے جکڑ بند کرکے بھرم میں ڈالدیا ہے اور آسان یوں ہے کہ اگر ذرا سنتوں کی تعلیم اور ست سنگ کی طرف توجہ کی جائے تو یہ عقدہ ابھی بات کی بات میں حل ہو سکتا ہے۔ آپ نے یہ سوال کیا کہ ان لوکوں میں کون کون مخلوق بستی ہے؟ اب جواب سنیئے لوک میں تو جیو جنتو بستے ہیں۔ پرلوک میں دیوتا بستے ہیں اور برہمہ لوک میں ہنس آباد ہیں۔ آبادی سے کوئی لوک خالی نہیں ہے۔ ہنس کے مجازی معنی تو بیشمار ہیں۔ اُن کی فہرست سُنانے سے خواہ مخواہ طوالت ہوگی۔ ایک کثرت الاستعمال مجازی معنی یہ ہے کہ جو ملے ہوئے دودھ اور پانی میں سے دودھ کو پی لے اور پانی کو چھوڑ دے وہ ہنس ہے۔ یہ سنسکرت مادہ 'ہن' (ضرر پہونچانا) اور 'س' (گیان۔ دھیان) سے نکلا ہے یعنی جو اگیان کو دور کرکے گیان کی حالت میں محو رہے اور اُسی میں آسودہ ہو جائے اُسے ہنس کہتے ہیں۔ برہمہ لوک کی مخلوق اِسی قسم کی ہوتی ہے۔"

وشنودت جی کی آنکھیں کھلیں۔ "بھگون! آپ ہیں گیان کا کمال ہے۔ جو بات کہتے ہیں لاجواب کہتے ہیں۔ حقیقت میں جب برہمہ کے رہنے کے استھان کو 'لوک' کا خطاب دیا گیا ہے تو پھر وہاں مخلوق کیوں نہ رہے گی یہ بنی بنائی بات ہے۔ یہ تو میں سمجھ گیا۔ لیکن ابھی تک پورے طور پر 'ہنس' کی حالت کی سمجھ نہیں آئی۔ یہ کیسی مخلوق ہوگی؟"

دیال نے کہا۔ "جو گولاکار ہوکر بیج کی شکل میں قائم ہوکر بیوہار کرے وہ ہنس ہے۔ برہمہ لوک میں سُرت بیج روپ میں رہتی ہے اور وہاں سے نیچے اُتر کر اُس میں تنہ۔ ڈالیاں۔ پھل۔ پھول آتے ہیں اور پھر چکر لگاکر بیج ہی کی شکل میں تبدیل ہو جاتی ہے اور ایک بیج سے ہزاروں ہی بیج پیدا ہوتے ہیں اور پھر وہ بیج روپ میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ اس طرح برہمہ

لوک سے ہنسوں کے ذریعہ خلقت کے ظہور کا ساماں پیدا ہوتا ہے - ان ہنسوں کا قالب کارن سشریر کہلاتا ہے وہ بغیر جسم کے نہیں ہوتے!!

وشنودت جی نے گھبرا کر کہا - وہ کہاں تک سُنا جائے - آپ کے ایک بات سے ہزاروں ہی باتیں پیدا ہوتی ہیں - اُن پر دھیان جانے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک لوگوں کو یہ بھی سمجھ نہیں آئی کہ جیو کیا ہیں اور وہ کیسے پیدا ہوتے ہیں - کوئی کہتا ہے وہ بے تعداد ہیں - کوئی کہتا ہے اُن کی تعداد کا گیان صرف ایشور کو ہے اور یہ سب کے سب بھرم اور دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں - اصلیت کا علم کسی میں بھی نہیں نظر آتا - آپ نے فرمایا - ایک بیج ہزاروں لاکھوں اور بے شمار بیج پیدا کرتا ہے - اسی طرح ایک ہنس یا ایک سُرت یا ایک جیو سے بیشمار ہنسوں - سُرتوں - اور جیوؤں کی پیدائش کا امکان ہے اور یہ زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتا ہے - میں اس پر پھر سوال کروں گا - اس وقت صرف اتنا بتا دیجیے کہ ان ہنسوں میں اندریاں وغیرہ ہوتی ہیں یا نہیں اور ان کو آپ گولاکار کیوں بتا رہے ہو؟"

دیال نے جواب دیا - "کارن شریر میں اندریاں - حواس اور اعضا بیج روپ میں رہتے ہیں - جیسا میں نے اوتاروں کے مسئلہ پر روشنی ڈالتے وقت مچھ اوتار کی صراحت کے سلسلہ میں بتا دیا ہے - اگر اندریاں نہ ہوتیں خواہ اس حالت میں مَن نہ ہوتا تو پھر اس حالت کی سمجھ کیسے آتی - آپ سُوشپتی کی گہری نیند میں جا کر واپس آئے پر اُس کے سُکھ کی خبر دیتے ہو - اور کہتے ہو کہ بڑے مزے سے سوئے اور بڑا آنند ملا - اس سے صاف ظاہر ہے کہ گہری نیند میں جا کر آپ کا مَن تو تھا - اور اُسے اُس حالت کا علم بھی ہوا - ہاں وہ محویت کی حیثیت میں تھا - قوت یادداشت زائل نہیں ہوئی تھی - ہاں اسے صاف لفظوں میں نہیں کہا جاتا - لیکن امکان اسکا بھی ہے - جو میں آگے چل کر دوسرے پرسنگ میں سمجھا دونگا - اب رہا دوسرا سوال کہ ہنس کا کارن

شریر گولا کیوں ہے؟ اُس کا جواب یہ ہے کہ بیج ہمیشہ گول ہی ہوتا ہے اور چونکہ حرکت کا قانون مدوّر صورت میں کام کرتا ہے۔ اس لیئے سُرت کی دھار نے اُتنہ کہ مادّہ سے ملنے پر اُسی حرکت کے زیر اثر گول صورت اختیار کرلی - اور اسی شکل مین اس کا بیوہار ہوتا ہے - جب بیج کا لوک - بھنڈار یا منڈل تم اس دنیا میں ہر جگہ دیکھتے ہو اسلیے کہیں نہ کہیں قدرت مین بھی تو اُس کا امکان ہوگا! اور اُسی کو برہمہ لوک کہتے ہیں - آج اسوقت صرف اتنا ہی ست سنگ کافی ہے - کل پھر سوال پوچھیے گا - چونکہ شرشٹی چکر میں ہوتی ہے اسلیے میں اسے بھرم کہتا ہوں"!

اور سب ست سنگی پرارتھنا کے بعد نمسکار کر کے اپنے اپنے قیامگاہ پر چلے گئے -

ختم ہوا

سنت سنجوگ کا پرتی بھاس پرسنگ

حضور آشیرباد دین کہ جو اسے بغور مطالعہ کریں بھرم وشے کی سمجھ بوجھ سے فائدہ اُٹھا کر گورو پرائن ہو جائیں! -

رادھا سوامی! رادھا سوامی دیال کی دیا!! رادھا سوامی سہائے!!!